کرتے ہین چونکہ صاحب ضرب منکر نے بڑے فخر او رافتخار و ابتہاج و مباہات
و استبشار سے اس حدیث کو اپنے رسالہ منکرہ مین درج کیا اور
بدانست خود جواب اوسکا لاجواب جانا لہذا فقیر نے بھی بنظر کشف
تام حقیقت حال فوائد اشتمال اس مادہ مین بامراعات اختصار
قدری تفصیل احوال کے امید ناظرین با تمکین اندک تطویل سے
ملول اور دلگیر نہون کہ الضرورات تبیح المحظورات اور بحسب
ایمای مخاطب خوش نام اس حصہ کو مشتہر کیا بہ اسکات اللئام
بنقض منتهی الکلام وان عثرتم علی غفلة وسهو فنرجوا منکم العفو وقلما
یخلو الانسان من النسیان والذهول والعذر عند کرام
الناس مقبول قال المنکر المعاند الجاحد للحق المبین مع العلم
والیقین المسمی بقیم الدین فی رسالته المنکورة المسماة بالضرب
المنکر ومنها قد ظهر ان شرا دانا باهم ولیس غیر الجهل
خطه ماهذا لفظه واضح رای ارباب عقل سلیم وفهم مستقیم ہو کہ
جس وقت اس اضعف العباد نے رسالہ ابتر مذکورة الصدر کو
سراسر دیکھا جواب عجیب مصیب مین سے کہ جواب مین سوالات
سائل کتب کے ہے اولاً اسیقدر عبارت کو مولف متعسف نے
لکھا ہے اور اوسپر اعتراضات کئے مین کہ جواب حدثنا اول
انتهی اس عبارت کے دیکھنے سے شک گذرا کہ مولف متعسف نے
یہان کا طریقہ اسلاف معدن اختلاف کا اپنی اختیار کیا ہے اور
وا تحریف کی دی ہی چنانچہ ہر گاہ برادر ریحان برابر باعث تردید رسالہ
ابتر اعنی برادم مولوی محمد عبد الحق سلمہ اللہ الاکبر نے اصل

جواب مجیب مصیب کا نوشتہ دست خاص مجیب مصیب میرے پاس
بھیجا صاف روشن کالشمس فے نصف النہار ہوگیا کہ مولف
متعسف محرف بیدیل اور متعسف بی مثیل ہے الغرض ایسی حالت
مین اول نقل کرنی اصل عبارت جواب مجیب مصیب کی ضرور ہوئے تاکہ
مادۂ تحریف مولف متعسف ظاہر اور اس فعل قبیح سے اسکے
ہر شخص ماہر ہوجاوے نقل عبارت مجیب مصیب غفرہ اللہ
درجواب سوال سائل کیئب ہداہ اللہ بلفظہ بلا ریب مریب
حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ یہ حدیث
فریقین ہے اسمین کچھہ شک نہین ہے پس اب بتائیے کہ آپ لوگ کا
امام زمانہ کون ہے بیان فرمائیے جب امام زمانہ آپکا کوئی نہوا اور
بغیر پہچانے ہوئے امام زمانے کے مرگئے تو موت آپکی جاہل کی ہوئے
اور جاہل کے واسطے نہین ہے مگر جہنم اور حدیث اصحابی کی صحاح ستہ
مین آپ کی موجود ہے مگر یہ نہین اسوقت بخوبی معلوم ہی کہ صحیح مسلم
یا بخاری مین ہے اس حدیث کا کوئی انکار نہین کرسکتا اور حدیث
اوپر کی صحیح مسلم و صحیح بخاری و اور کتاب مین بھی موجود ہے
واضح رہے نحل و ملل جواب خدشہ اول قولہ من مات الخ اقول
ترجمہ اسکا یہ ہے کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اوسنے اپنے زمانے کے
امام کو مرا مانند موت اہل جاہلیت کے قولہ یہہ حدیث فریقین ہے
الخ اقول ہم انشاء اللہ تعالی عنقریب امام زمانہ کو بتادینگے
اور اس حدیث کا جواب شافی دینگے لیکن باقرار آپ ہی کے
ثابت ہے کہ یہہ حدیث آپکے یہان بھی ثابت ہے اب ہم استفسار

[حاشیہ:] ۔۔۔ ہوگیا العیاذ باللہ ۔۔۔ اور کوئی ضرورت ۔۔۔ نہ ہوتی ۱۲ ۔۔۔ اس جملہ مہملہ کا ۔۔۔ نہ ہوتا ۱۲ ۔۔۔ مجیب مین جو مولف ۔۔۔ فاروق اکبر کے پاس ۔۔۔ کچھ لکھا تھا ۔۔۔ تحریف اور سکو ۔۔۔ ۱۲ ازالۃ الاوہام

کرتے ہین کہ آپ امام زمانہ کو پہچانتے ہین یا نہین اگر نہین پہچانتے
اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے مرے تو موت آپکی مثل موت
اہل جاہلیت کے ہوئے اور آپ خود مقر ہین کہ جاہل کے واسطے نہین ہے
مگر جہنم اور اگر پہچانتے ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ وہ کون ہین ایمہ
اثنا عشر ہین یا سوا انکے اگر سوا انکے ہین تو یہہ ممکن نہین کسواسطے کہ امامت
آپ کے یہان منحصر ہے ائمہ اثنا عشر ہین پس غیر انکا امام زمانہ نہین
ہوسکتا اور اگر ائمہ اثنا عشر ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ گیارہ امام سابقین
سے ہین یا امام مہدی آخر الزمان لیکن شق اول پس باطل ہے اسواسطے
کہ زمانہ ائمہ احد عشر اولین منقضی ہو چکا پس اونمین کا کوئی اب امام زمانہ
نہین ہوسکتا - باقی رہی شق ثانی وہ بھی ممنوع ہے اسواسطے کہ اگر مراد
امام مہدی آخر الزمانؑ ہون تو ضرور ہے آپ پر اثبات انکی وجود کا اسواسطے
کہ وجود اصل ہے اور معرفت فرع اور وجود فرع کا بدون اصل
کے ممکن نہین ہے وہ دونہ خرط القتاد - اور اگر فرض کیا جاوے وجود
امام مہدیؑ کا پس ہم آپ سے استفسار کرتے ہین کہ امام موصوف کی
صورت وشکل کیسی ہے اور قد کتنا بڑا ہے اور ڈاڑہی کیسی ہے اور کتنی
بڑی ہے اور رنگ آپکے بدن کا کیسا ہے اور کب پیدا ہوئے اور کہان
پیدا ہوئے اور بالفعل کہان ہین وقس علے ذلک غیرہا من الحالات
اور جب آپ اسکو بدلیل بیان نہ کر سکے تو عارف امام زمانہ کے نہوئے
اور جو مرے تو بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے مرے اور ایسے شخص
کے واسطے آپ خود ارشاد فرما چکے ہین کہ نہین ہے مگر جہنم من حفر
بیرًا لاخیہ فقد وقع فیہ تو ایسے اب بتائیے الخ اقوا ہم لوگ کے امام

زمانہ جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین
کسواسطے کہ امام کا اطلاق نبی پر بھی آیا ہے فرمایا اللہ تعالی نے خطاب
کر کے طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انی جاعلک للناس اماما
ترجمہ مین تجکو کرونگا سب لوگون کا پیشوا انتہی اور حضرت ابراہیم
نبی تھے پس ترجمہ حدیث مذکور کا یہہ ہوا کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اوسنے
نبی آخر الزمان کو مرا مثل مرنے اہل جاہلیت کے اور اہل سنت و جماعت
نبی آخر الزمان کو خوب پہچانتے ہین تو موت اونکی مثل مومنین کے ہوگی نہ
مثل اہل جاہلیت کے یا مراد امام سے حدیث موصوف مین قرآن ہے اور
اہل السنت والجماعت قرآن کو خوب جانتے ہین اظہر من الشمس ہے کہ کسقدر
حفاظ اس فرقہ سنیہ مین موجود ہین بلکہ یہہ نعمت عظمی انہین کے نصیب
مین ہے اور ناظرہ خوان تو لا تعد و لا تحصے ہین پس موت اہل السنت والجماعت
کی مثل موت مومنین کی ہوئی نہ مثل اہل جاہلیت کی اور اگر امام سے حدیث
موصوف مین خلیفہ ارادہ کیا جاوے تو بھی مضائقہ نہین اسواسطے کہ معنے
حدیث مسطور کے یہہ ہین کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اپنے زمانہ کے
خلیفہ کو درصورت وجود خلیفہ کے تو مرا مثل موت اہل جاہلیت کی کیونکہ معرفت
شخص موقوف ہے اوپر وجود شخص کے کما لا یخفے قولہ جب امام زمانہ الخ اقول
امام زمانہ ہمارے یہان کیون نہین ہین ہم ثابت کر چکے کہ امام زمانہ پیغمبر آخر الزمان
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین یا قرآن مجید اور اگر خلیفہ مراد لین تو بھی کچھہ قباحت
نہین کما مر ہان آپکے یہان البتہ کوئی امام زمانہ نہین معلوم ہوتا اگر ہو تو دلیل
سے ثابت کیجیے قولہ اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے الخ اقول ہم ثابت
کر چکے امام زمانہ کو لیکن آپکے یہان ابھی تک امام زمانہ ثابت نہوا تا حال ثابت نہ ہوسکے

آپ ہی لوگون کے اوپر مترتب ہے قولہ تو موت آئی الخ اقول صواب
یہ ہے کہ کہا جاوے تو موت آئی مثل موت اہل جاہلیت کے ہوئی قولہ
قولہ اور جاہل کے الخ اقول یہ قضیہ غلط ہے ہم پوچھتے ہین کہ ایک شیعہ
جاہل ہے اور عزاداری امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی خوب کرتا ہے اور وقت
ذکر واقعہ کربلا کے خوب روتا پیٹتا ہے تو ایسا شخص جنتی ہے یا جہنمی اگر جنتی ہے
تو یہ قول آپکا باطل ہوا کہ جاہل کے واسطے نہین ہے مگر جہنم اور اگر جہنمی ہے تو
من بکی علی الحسین علیہ السلام او ابکی او تباکی دخل الجنۃ کے کیا معنی ہین ہان
اگر جاہل سے مراد اہل جاہلیت لیا جاوے تو البتہ یہ خدشہ دفع ہو جاویگا
لیکن یہ ارادہ خلاف ظاہر ہے قولہ ولا تکن من الغافلین جواب خدشہ
ثانی قولہ اور حدیث اصحابی کی الخ اقول اول تو آخر حدیث کو حذف کر کے ایک
لفظ حدیث کا لکھا اور اپنی مطلب کو بھی بیان نہ کیا کہ مطلب اس حدیث کے
نقل کرنے سے کیا ہے لیکن ہم کہتے ہین کہ غرض اس حدیث سے یا طعن کرنا
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر منظور ہے یا کوئی غرض آخر ہے اگر کوئے
غرض آخر ہے تو اوسکو بیان کرنا چاہیے کہ اوسمین نظر کیجاوے اور اگر طعن
کرنا صحابہ پر منظور ہے پس کلا و حاشا کہ اس حدیث سے کسیطرح مذمت صحابہ
ثابت ہوتی ہو اب ہمین ضرور ہوا کہ بالکل حدیث کو نقل کرین بعد اسکے
رفع خدشہ کرین فیجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول
اصحابی اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال
العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید فیقال لن یزالوا مرتدین
علی اعقابہم منذ فارقتہم ترجمہ لائے جاوینگے بعض مرد امت میری سے

پس پکڑ لے جاوینگے اونکو بائین طرف تو کہونگا مین یار میرے ہین یار میرے ہین کہا جاویگا تو نہین جانتا ہے جو کچھہ نو پیدا کیا ان لوگون نے بعد تیرے تب کہونگا مین جیسا کہ کہا بندۂ صالح یعنے عیسےٰ علیہ السلام نے (ترجمہ آیت) مین انسے خبردار تہا جب تک انمین رہا پھر جب تو نے مجھے پھیر لیا تو تو ہی خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے (انتہی) پس کہا جاویگا یہہ گروہ رہے پھرے اپنی ایڑیون پر جب سے جدا ہو تو انسے انتہی۔ اب غور کرنا چاہیے کہ برجال من امتی کا لفظ فرمایا اور یہہ دلالت کرتا ہے قلت پر پھر آگے چلکے اصیحابی کا لفظ فرمایا کہ وہ صیغہ تصغیر کا ہے دلالت کرتا ہے تقلیل پر اس سے معلوم ہوا کہ اشخاص قلیل ہین اب اس حدیث سے بالکل صحابہ کا ارتداد سوای پانچ چھہ شخص کے سمجھنا نہایت بعید ہے آگے چلکے اخیر حدیث مین لفظ لن یزالوا مرتدین کا فرمایا یہہ دلالت صریح کرتا ہی کہ مراد اشخاص مذکور سے مراد چند قوم ہین کہ عہد خلیفہ اول و خلیفہ ثانی مین مرتد ہو گئے اور اونکے ساتھہ خلیفہ اول و خلیفہ ثانی نے قتال کرکے زیر و زبر کیا اور اون لوگون کو کسی نے اہل سنت و جماعت سے صحابہ نہین کہا ہے اور نہ کوئی اونکی عظمت و بزرگی کا معتقد ہے اگر کوئی کہے کہ لفظ اصیحابی کا فرمایا کہینگے ہم کہ اصحاب کے معنے لغت مین ساتھی کے ہین اور چند اشخاص انکے برسم رسالت و ایلچی گری کے زیارت سے آنحضرت صلعم کی مشرف ہو جاتے تھے اور چند اشخاص منافقین بطمع حصول غنیمت کے لڑائیون مین آپ کا ساتھہ دیتے تھے تو لغتہً انپر اصحاب کا لفظ صادق آگیا اور کلام اہل سنت و الجماعت کا انمین نہین ہے بلکہ کلام انکا ان صحابہ مین ہے کہ قائلین انکے ہین اور جب

یہان سے ہونا چاہیے ۱۲ از حسام
ہونا چاہیے جیسا کہ ترجمہ غلط ہے
یون ہونا چاہیے
وہ لوگ ہمیشہ مرتد رہے یعنے پھرنے والے اپنی ایڑیون پر پیچھے کو
پھرے رہے
کہ کسی نے بھی بلا فرمایا اصحاب میں
الکے سوا کے سواے سب کو
مرتد سمجھنا ۱۲
چاہیے۔۔۔

زندہ رہے خوب اجرای اسلام کیا اور کفار کو مسلمان کرتے گئے اور
تاحین حیات انکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ شریک انکے رہے او
نماز وغیر احکام دینی مین اتباع انکا کیا اور اونکے ساتھ لڑائیون مین
شریک رہے ہان اگر انکے حق مین کوئی روایت موجود ہو تو پیش
کیجیے وودونہ خرط القتاد اقول بعون اللہ العلی الاکبر ارباب
عقول زاکیہ واصحاب اذہان صافیہ پر واضح ولائح ہو کہ ہرچند فقیر کو تا انجا
نہین معلوم کہ کسینی اہل حق سے دربارہ حدیث اصحابی کوئی سوال صاحب
سے کیا تہا یا نہین چنانچہ اسیوجہ سے رسالہ فاروق اکبر مین اسکا ذکر ہی
نہین ہوا شاید مولف ضرب منکر نے بعرض ابطال اعتراض فاروق پہلے
لیکن خدشہ اول یہ پیش بندی کی ہو تو ممکن ہے بہرکیف ہرگاہ صاحب
ضرب منکر نے اس حدیث کا ذکر چہیڑا اور بڑی طمطراق سے بکمال فخر و
مباہات اس جواب کو بیان پیش کیا اور یہ دانست خود ممتنع الجواب سمجہا لہذا
فقیر بہی حسب مودای ؏ رشتۂ در گردنم افگندہ دوست ＊ می برد ہر جا کہ خاطر
خواہ اوست ＊ تعاقب مخاطب مین اصل کیفیت اس جواب کی اور حقیقت اس
حدیث کی مصادیق کی انشاء اللہ بیان کرونگا اور چونکہ حدیث من مات
کے متعلق رسالہ فاروق اکبر سابقاً تحریر ہو چکا ہے اب جہان منکر اوس
رسالہ پر اعتراض کریگا وہان جواب اوسکا دیا جاوے گا اس جلد مین
صرف حدیث ثانی یعنے حدیث اصحابی سے بحث و فحص کیجاتی ہے جسکو ناحق
مخاطب نے اس طمطراق سے لکہا جو باعث پردہ دری اسلاف اہلسنت ہوا
اور اہلحق کو احوال صحابہ اہلسنت لکہنا پڑا حالانکہ عبارت مجیب مذکور بالکل
تحفہ اثنا عشریہ سے مسروق ہے جسکا جواب متعدد اہل حق کیطرف سے

ہوچکا ہے اور یہ بحث ایسا عظیم الشان ہے کہ قبل سے علماے فریقین اس
مین معرکہ آرا ہوچکے ہین چنانچہ منجملے سے ہی علماے اہلسنت کے لئے منتہی الکلام
ملقب بہ تنبیہ اهل الخوض فی حدیث الحوض شاہد قوی موجود اور غلبہ علماے
کرام اہلحق شیعہ اثنا عشریہ رضوان اللہ علیہم کے لئے اس معرکہ مین کتاب
مستطاب استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام فی رد منتہی الکلام
بحمد اللہ المعبود دلیل کافی و برہان شافی کالشمس فی وسط النہار واضح و
آشکار صاحبان ادراک ان دونون کتابون کو ملاحظہ کرین اور حقیت حق
وبطلان باطل کا اذعان کرین ہرچند فریقین سے اب کسی کو منصب مناظرہ
ومباحثہ نہ تہا تاوقتیکہ اہلسنت تردید رد منتہی الکلام نہ کرین وہو محال مگر
چونکہ اس زمانہ کے حضرات اہلسنت کا معمول ہوگیا ہے کہ جو کچھہ کتاب
شاہ عبد العزیز وحیدر علی مین پاتے ہین اوسکو وحی منزل سمجھکر عوام مین
اوڑاتے ہین نہ جوابات دندان شکن کو اوسکے ملاحظہ کرتے ہین نہ ذرا شرماتے
ہین بلکہ وہی بے تکا ہانک اوٹہاتے ہین اور حافظونکی طرح آنکھین بند کرکے بے
تال وسر وہی گایا ہوا راگ گاتے ہین اور وہی پرانا رباب بجاتے ہین چنانچہ صاحب
ضرب منکر بہی اوس طریقہ پر چلے ہین لہذا بندہ نے بہی ذوالفقار حیدری علم
کیا اور بغرض اسکات لئام عصاے موسوی کو بجاے قلم لیا علاوہ بران اس
رسالہ مین بہی منتہی الکلام کی ابحاث متعلقہ بہذا المقام کے پوری خبر لی گئی ہے
پس قبل از توجہ باصل مطلب ورد جواب غیر مصوب اصل مقصود
علماے اہلحق کو دربارہ ذکر مطاعن خلفا وصحابہ مخصوصین اہلسنت
سمجہنا چاہیے اور فواید ومقاصد کو اوسکے ہروقت خیال رکہنا
چاہیے اول یہ کہ چونکہ بمقابلہ حکم خدا ورسول بہ تمسک ثقلین

مطاعن صحابہ خلفا

و متابعت ذریات معصومین جیسا کہ آیہ قل لا اسئلکم الخ اور حدیث
تمسک وغیرہ سے ظاہر ہے اہلسنت نے یہ اختراع جدید کیا کہ متابعت
ثقلین کو ترک کرکے اطاعت صحابہ بلکہ خلفاے ثلثہ مین سرگرم ہوے
اور ایسی بنیاد فاسد پر بمقابل عصمت اہلبیت طاہرین یہ قاعدہ بنایا
کہ الصحابۃ کلہم عدول لہذا علماے اہلحق واسطے اظہار حقیت و تائید
احکام خدا و رسول تمسک عترت طاہرہ و ابطال قضیہ کلیہ موضوعہ
اہلسنت کے فسق و فجور صحابہ مخصوص کو آیات و احادیث سے ثابت
کرتے ہین تا حقیت مذہب حق و بطلان اس عقیدہ باطلہ کا بخوبی واضح
و آشکار ہو جاوے دوسرے یہ کہ چونکہ یہ خلافت ساختہ و پرداختہ اونہین
صحابہ کے تھے اسلیئے حضرات اہلسنت واسطے تصحیح خلافت بکری کے
قائل بفضیلت عموم صحابہ ہوئے ہین اسدلیل سے کہ انہین صحابہ کے
فضایل مین آیات کثیرہ و احادیث متعددہ وارد ہین پس کیونکر ممکن ہے
کہ وہ لوگ ایسے امر باطل پر اجماع کرین لہذا علماے اہلحق بغرض ابطال
خلافت بکری و بطلان اجماع کذائی اون صحابہ کے بارہ مین آیات قطعیہ
و احادیث صحیحہ جنسے فضایح و قبایح اون صحابہ کے ثابت ہون پیش
کرتے ہین جس سے فسق و فجور اون صحابہ کا ثابت ہو جاوے اور اس اجماع
کا بطلان عقلاے عالم پر واضح و لایح قرار پاوے تیسرے یہ کہ چونکہ اہلسنت
اون آیات و احادیث کو جو فضایل مہاجرو انصار مین بسبیل جزئیت مشروط
بایمان و عمل صالح و دیگر قیود و شروط وارد ہین تمامی مہاجر و انصار کے
حق مین بطور کلیہ پیش کرتے ہین تا کہ بشمول اونکے خلفا کی
فضیلت ثابت ہو لہذا اہلحق اون آیات و احادیث کو جن سے

فسق و فجور اونکے ثابت ہوتے ہین پیش کرتے ہین تاکہ امر حق واضح ہوجاے
کہ جو لوگ ممدوح ہین وہ مصداق احادیث فضیلت ہین اور فاسقین و فاجرین
مصادیق احادیث قسم ثانی جو سمجھے یہ کہ خلفای ثلثہ و دیگر مہاجر و انصار سے
ترقی کرکے اہلسنت ازراہ معاندہ اہلبیت طاہرین بغرض پردہ پوشی
امثال معاویہ وغیرہ کے عموم آیات واحادیث سے استدلال کرتے ہین اسوجہ
سے علمای اہل حق اون آیات واحادیث کو جس سے بطلان ان دعاوی
کاذبہ کا ظاہر ہو پیش کرتے ہین تا مکر و فریب اہلسنت کا واضح ہوجاے اور
جو جس مرتبہ کا مستحق ہے اوسپر قرار پاکے ازینجاست کہ بہت سے آیات اور
بیشمار احادیث فضائح و قبائح صحابہ مین نزد اہلسنت موجود ہین مگر باغراض
فاسدہ اپنے اونکی تاویلات دوراز کار کرتے ہین اور مقبوح کو ممدوح اور
ممدوح کو مقبوح بناتے ہین لہذا اصحاب انصاف کو ضرور ہے کہ جدل و
اعتساف سے درگذر کرکے مطلب آیات واحادیث پر غور کرین اور جو
جس مرتبہ کا لائق ہے اوس مرتبہ پر اوسکو پہونچائین نہ یہ کہ ظلمت و نور
آفتاب و شب دیجور کو ایک درجہ مین قرار دین اور ازآنجا کہ احصاء اون
آیات واحادیث کا اس مختصر مین ناممکن ہے لہذا ایسی حدیث اصحابی کی
طرف بنظر انصاف دیکھین کہ اوس حکیم عالم عقل مجسم نے کسطرح پوست
کندہ اپنے اصحاب کے احوال پر اختلال کو الفاظ مختصرہ مین بیان کیا
اور کیسے کیسے علامات بینہ کا اعلان کیا کہ اگر بنظر غور اس حدیث کو ہر پہلو
و جوانب پر انسان نظر کرے تو مثل آئینہ کے حالات اون صحابہ کے
معلوم ہوجاوین اور بالیقین معلوم ہو کہ کون لوگ اسکے مصداق ہین
اصل حدیث جسکو خطیب نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے [illegible] کہ صحیح مسلم مین ہے

جواب سوال دربارہ حدیث اصحاب

عن ابن عباس قال قام فینا رسول اللہؐ خطیباً بموعظه فقال یا
ایها الناس انکم محشورون الی الله حفاة عراة کما بدانا اول خلق نعیده
وعدا علینا انا کنا فاعلین الا وان اول الخلائق یکسے یوم القیمه ابراهیم
الا وانه سیجاء برجال من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول یارب
اصحابی اصحابی فیقال انك لا تدری ما احدثوا بعدك فاقول کما قال
العبد الصالح وکنت علیهم شهیدا مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیهم وانت علی کل شئ شهید فیقال انهم لن یزالوا
مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم الحدیث یعنے حضرت ابن عباس سے
منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ ہم لوگ کو وعظ فرما رہے تھے اوسی
حالت مین فرمایا کہ ایہا الناس حشر تم لوگون کا بروز قیامت عریان ہوگا جیسا
کہ خدا نے فرمایا ہے اور سب سے پہلے جسکو لباس عطا ہوگا وہ ابراہیم خلیل اللہ
ہونگے اور کچھ لوگ ہمارے اصحاب سے گرفتار ہوکر آئینگے ہم کہین گے
کہ پروردگارا یہ تو میرے اصحاب ہین تب خطاب باری ہوگا کہ تو نہین جانتا
ان لوگون نے کیا کیا امور بعد وفات تیری حادث کئے ہین پس ہم اوس
آیت کی تلاوت کرینگے جسکو خدا نے حضرت عیسےؑ سے نقل کی ہے (کہ خداوندا
جب تک ہم اون لوگون مین رہے اونکے احوال سے مطلع تھے اب بعد وفات
تو ہی خوب اونکے حالات کو جانتا ہے پس خطاب باری ہوگا کہ یہ اصحاب
بعد تیرے مرتد ہوگئے اور اولٹے پاؤن پھر گئے جسوقت سے تو ان لوگون
سے جدا ہوا انتہی پس اس حدیث سے یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ وہ حضرت
اپنے بعض اصحاب کو مرتد فرماتے ہین کہ بعد آنحضرت کے وہ لوگ مرتد ہوئے
اور اون لوگون نے بدعتین دین مین قایم کین تو اب عجیب کا یہ کہنا کلا

دعا تھا کہ اس حدیث سے کسی طرح مذمت صحابہ ثابت ہوتی ہو یقیناً
باطل ہوا ہان اگر مرتد ہونے سے بہی مذمت نہ ثابت ہو تو خیر اور اہل حق
یعنی شیعہ اسدرجہ سے بڑہکر تو کوئی درجہ اونکے لئے ثابت بہی نہین
کرتے اگر اہلسنت اسپر شیعون سے اتفاق کرلین کہ ہان صحابہ مرتد ہوئے
اگر مرتد ہونے سے کوئی مذمت نہین ثابت ہوتی تو پہر کوئی اختلاف ہی
نہین رہتا اور اس حدیث سے یہ بہی ثابت ہوا کہ یہ صحابہ وہی لوگ ہین
جو دنیا مین حضرت کے اصحاب کہلاتے تھے اور سب لوگ اونکو اصحاب
جانتے تھے چنانچہ تصریح اسکی مابعد باوضح طرق مذکور ہوگی انشاء اللہ
تعالی نہ وہ لوگ جنکو کوئی صحابی بہی نہین کہتا جیسا کہ خود مجیب نے
کہا ہے پس ضرور ہے کہ وہی صحابہ مراد ہون جو ہر وقت حضرت کے
پاس حاضر باش رہتے تھے اور اکثر امور مین دخل انداز ہوا کرتے تھے
کہ حضرت اکثر اونپر ناراض و غضبناک بہی ہوئے مگر بوجہ خلق عظیم
چندان تعرض اونسے نہ کیا کہ بمقتضاے شفقت عامہ روز قیامت بہی
فرماوینگے خدایا یہ تو میرے اصحاب تھے یہ انکی کیا حالت ہے کہ کشان
کشان جہنم کیطرف چلے جاتے ہین نہ وہ لوگ جنکو کبہی حضوری بہی
حضرت کے نصیب ہوتی تہی بلکہ گاہے گاہے بذریعۂ ایلچی گرے کے
شرف زیارت سے آنحضرت کی مشرف ہو جاتے تھے اور وہ لوگ
کافر ہوکر مرے کیونکہ خود مولوی حیدر علی نے لکہا ہے کہ قیامت کے روز کافر
کا فرقہ الگ ہوگا اور مومنون کا فرقہ الگ پس کب ممکن ہے کہ وہ حضرت کافرونکی
شفاعت فرماوین اور معاذ اللہ ایسا کذب صریح فرماوین کہ یہ لوگ میرے اصحاب تھے
پس معلوم ہوا کہ یہ دار و گیر اون لوگونسے ہوگی جو بظاہر حضرت کے روبرو

پیش پیش رہا کرتے تھے کہ بسبب بدی اعمال کے خدا کا اونپر عذاب ہوگا اور
حضرت رسول اونکی بظاہر شفاعت خواہ ہونگے ازینجاست کہ خود رسول نے
اس حدیث کے مضمون کو بمقابلہ حضرت خلیفہ اول صدیق اعظم اہلسنت
ارشاد فرمایا جب وہ اونہون نے کہا کیا ہملوگ مثل شہداء احد کے اصحاب آپکے
نہین ہین تو حضرت نے فرمایا اصحاب کیون نہین ہو لیکن کیا معلوم تملوگ
ہمارے بعد کیا احداث کروگے جسپر خلیفہ صاحب بہت روئے جیسا کہ جذب القلوب
عبد الحق دہلوی و موطائی امام مالک و دیگر کتب اہلسنت مین موجود ہے پس
اس حدیث و دیگر احادیث سے بخوبی معلوم ہوا کہ مراد آنحضرت اصحابی
سے اس حدیث مین امثال خلیفہ اول ہین جنہون نے بعد وفات سرور
کائنات بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ مین جاکر انصار رسول مختار سے کہ
منکم امیر و منا امیر کہتے تھے کما فی صحیح البخاری لڑجھگڑ کر خلافت لی اور
برادر و داماد رسول کے حق کو غصب کیا اور اسی جرم پر کہ بیعت انکی
نہ کی بضعہ رسول کے گھر جلانیکو آگ لکڑیان لے گئے اور قسم کہایا کہ اگر نہ
نکلوگے تو گھر جلا دینگے اور دختر رسول کو ناراض کیا ہر چند دربارہ
فدک اپنے حق ہبہ و حق میراث کو اوس بضعہ رسول نے پیش کیا
مگر کسی طرح اون لوگون نے اوس معصومہ کو کسی دعوی مین سچا نہ سمجھا
جسپر وہ معصومہ مظلومہ ناراض رہین اور بد دعا فرماتی رہین اور ان صحابہ
نے کسی طرح اس حدیث کا بھی خیال نہ رکھا کہ حضرت نے فرمایا تھا فاطمۃ بضعۃ
منی من اذاہا فقد اذانی ومن اذانی فقد کفر اور مدۃ العمر جناب امیر
اونکو کاذب غادر خائن اثم جانتے رہے بقول خلیفہ ثانی کما فی صحیح مسلم جسکی تفصیل
بعد اسکے انشاء اللہ مذکور ہوگی پس بعد ملاحظہ ان احادیث و ان حالات کے کسی عاقل کو شک

بہی نہوگا کہ مقصود اس حدیث سے سوای ان لوگون کے اور کوئی نہین ہے
یہ جواب اجمالی تہا اس تقریر کا مجیب کے اب جواب تفصیلی کی طرف متوجہ
ہونا چاہیے کہ انشاء اللہ یقین واثق و اعتقاد صادق حاصل ہوگا واللہ
ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق اور قبل اسکے کہ ہم جواب تفصیلی
کی طرف متوجہ ہون بیان بعض طرق اس حدیث کے ضرور ہین وقد نقل
بعضها العلامۃ الدہلوی اعلی اللہ مقامہ فی المجلد الرابع من النزهۃ
الاثنا عشریۃ فلنقتصر علیہا از انجملہ بخاری در صحیح خود روایت کردہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یرد علی یوم القیمۃ رهط
من اصحابی فیحلئون علی الحوض فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا علم
لک بما احدثوا بعدک انهم ارتدوا علی ادبارهم القهقری نیز بخاری
روایت کردہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا قائم اذا زمرۃ حتی
عرفتهم خرج من بینی وبینهم فقال هلم فقلت این قال الی النار واللہ
قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدک علی ادبارهم القهقری ثم
اذا زمرۃ حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بینی وبینهم قلت این قال الی النار
واللہ قلت ما شانهم قال ارتدوا بعدک علی ادبارهم القهقری فلا اراہ یخلص
منهم الا مثل همل النعم نیز بخاری در صحیح بخاری روایت کردہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم انا فرطکم علی الحوض ولیرفعن معی رجال منکم
ثم لیختلجن دونی فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا
بعدک نیز بخاری در صحیح بخاری روایت کردہ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لیردن علی ناس من اصحابی الحوض حتی اذا عرفتهم اختلجوا
دونی فاقول اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک نیز بخاری در صحیح

خود روایت کردہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا فرطکم علی
الحوض من مر علی یشرب ومن شرب لم یظمأ ابدا لیردن علی اقوام اعرفہم
ویعرفونی ثم یحال بینی وبینہم قال ابو حازم فسمعنی النعمان بن ابی عیاش
فقال ہکذا سمعت من سہل فقلت نعم فقال اشہد علی ابی سعید الخدری
لسمعتہ وہو یزید فیہا فاقول انہم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا
بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیرہ بعدی وقال ابن عباس سحقا بعدا
فیقال سحیق بعید سحقہ واسحقہ ابعدہ مسلم در صحیح خود روایت کردہ
عن ابن عباس قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا
بموعظۃ فقال یا ایہا الناس انکم محشورون الی اللہ حفاۃ عراۃ کما بدانا
اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین الا وان اول الخلائق یکسی
یوم القیمۃ ابراہیم الا وانہ سیجاء برجل من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال
فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا فاقول کما قال العبد
الصالح کنت شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم الی
قولہ وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم قال فیقال لی انہم لن یزالوا
مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم وفی حدیث وکیع ومعاذ فیقال انک
لا تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم از عایشہ روایت کردہ کہ میفرمود سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وہو بین ظہرانی اصحابہ انی علی
الحوض انتظر من یرد منکم فواللہ لیقتطعن دونی رجال فلاقولن ای
رب منی ومن امتی فیقال انک لا تدری ما عملوا بعدک ما زالوا یرجعون
علی اعقابہم نیز مسلم در صحیح خود روایت کردہ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یرد علی امتی الحوض وانا اذود الناس عنہ کما یذود الرجل

ابل الرجال عن ابله قالوا یا نبی الله اتعرفنا قال نعم لکم سیماء لیست
لاحد غیرکم تردون علے غراً محجلین من آثار الوضوء ولیصدن عن
طائفة منکم فلا یصلون فاقول یا رب ھولاء من اصحابی فیجئ ملک
فیقول وھل تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم از انس بن مالک روایت
کرده عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لیردن علی الحوض رجال ممن
صاحبنی حتی اذا رأیتھم ورفعوا الی اختلجوا دونی فلاقول ای رب اصحابی
اصحابی فیقال لی انک لا تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم و بخاری روایت کرده اند
قال النبی انی علی الحوض حتی انظر من یرد علی منکم وسیوخذ ناس دونی
فاقول یا رب ومن امتی فیقال ھل شعرت ما عملوا بعدک والله ما برحوا یرجعون
علی اعقابھم فکان ابن ملیکة یقول اللھم انا نعوذ بک ان نرجع علی
اعقابنا ونفتن علی دیننا وقال ابو عبد الله علی اعقابکم ینکصون یرجعون
علی العقب مالک در موطا روایت کرده قال النبی صلی الله علیه وسلم
بشھداء احد فقال ھولاء اشھد علیھم فقال ابو بکر السنا باخوانھم یا
رسول الله صلی الله علیه وسلم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا
فقال صلی الله علیه وسلم بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی فبکی
ابو بکر ثم بکی ثم قال وانا لکائنون بعدک یعنے گذشت پیغمبر خدا صلی الله
علیه وسلم بر شھدای احد پس فرمود اینھا آن گروه اند که من گواهی میدھم
بر آنھا یعنے به ثبات دین و قوت ایمان پس گفت ابو بکر آیا ما برادران اینھا
نیستم ای پیغمبر خدا صلی الله علیک وسلم اسلام آوردیم چنانچه آنھا اسلام
آوردند وجھاد کردیم چنانچه آنھا جھاد کردند پس فرمود آن حضرت صلی الله
علیه وسلم بلی ولیکن من ورنمی یابم که بعد من چه خواهید کرد پس گریست ابو بکر

دگر بیست پس گفت آیا بدرستی کہ ما بعد تو باقی خواہیم بود - اور اس مضمون
کی سیکڑون حدیثین صحاح وغیر صحاح اہلسنت مین موجود ہین اور چونکہ مطلب
سبھون کے قریب ہی قریب ہین اسوجہ سے بلحاظ اختصار ترجمہ سب کا نہ لکھا
گیا اور ہرگاہ مطلب اس حدیث شریف کا بالاجمال معلوم ہوا اور بعض طرق
اسکے بھی مرقوم ہوئے تو اب جواب تفصیلی مستدلالات اہلسنت کیطرف متوجہ ہونا
چاہیئے وان کان فی التفصیل نوع من التطویل لکنہ لا یخلوا عن التحصیل
وانما نستعین من اللہ الجلیل وھو حسبی نعم المولے ونعم الکفیل
قولہ اب غور کرنا چاہیئے کہ برجال من امتی کا لفظ فرمایا الی قولہ نہایت بعید
ہے **اقول** بعون اللہ العلی الاکبر امام المتکلمین سیدنا مولوی حیدر علی
صاحب منتہی الکلام مین فرماتے ہین اول آنکہ تصغیر را بر تقلیل عدد حمل کردن بکدام
وجہ است وجواب آنکہ لفظ رجال در روایات این حدیث آمدہ وفعال در
جموع باستعمال قلت است پس تصغیر را بر تقلیل عدد حمل کردند تا با لفظ رجال
کہ در مفتح حدیث واقع است مرتبط شود وایضاً لفظ رہط کہ بخاری لفظ
بروایت ابوہریرہ آوردہ بتحقیق صاحب قاموس وامثالش دلالت
بر قلت عدد میکند زیرا کہ او در بیان معنی این لفظ چنین فرمودہ قوم
الرجل وقبیلتہ من ثلثۃ او سبعۃ الی عشرۃ او مادون العشرۃ وما فیہم
امراۃ وہرچند بعضی از شارحین صحیح بخاری اطلاقش بر کثر از اربعین
ہم تجویز نمودہ اند لیکن خالی از ضعف نیست چنانچہ الفاظش
بران شہادت میدہد کما لا یخفی علی المحدثین ومؤید تضعیف ست
آنچہ محدث جزری در نہایہ تحقیق آن نمودہ حیث قال والرہط من
الرجل مادون العشرۃ وقیل الی الاربعین ولا یکون فیہم امراۃ

منتہی الکلام
جواب نقض

وتنوین رجال وآن را بصورت نکرہ وارد فرمودن نیز مشعر بر تقلیل و تحقیر است
و عجب نیست کہ جمیع طرق این حدیث را تتبع میکنی بقول بعضی از محدثین
الفاظ دیگر نیز مؤید این جمل بہم رسد انتہی **اقول** ہر چند اہل الحق کو چندان
غرض تقلیل و تکثیر سے نہین ہے کہ اس امر مین زیادہ بحث کیجاوے کیونکہ
مقصود اونکا ابطال قضیۂ کلیہ مقبولہ اہلسنت الصحابۃ کلہم عدول ہے وہ
ہر حال حاصل ہے خواہ محمول بر تقلیل ہو یا محمول بر تکثیر کیونکہ لا اقل بعض
صحابہ کا مصدر احداث ہونا ثابت ہوگا پس یہ بعض بہی ابطال قضیۂ
کلیہ الصحابۃ کلہم عدول کے لیئے کافی ہین ہان اگر غرض مولوی صاحب تقلیل
سے اشعار کرنا ہے اوس حدیث کی طرف جو اہل الحق کے یہان ائمہ ہدی علیہم
السلام سے منقول ہے اور مسلک ثانی مین مولوی صاحب نے اشعار بہی
کیا ہے کہ کہا در خاتمہ حدیث لفظ مرتدین صریح موجود است و این نص است
درین کہ این حدیث مثل احادیث آخر اعنی ارتدت الصحابۃ کلہم اجمعون الا
ثلثۃ بحق اہل ردہ وارد گردیدہ انتہی اور خود مجیب نے بہی اوس طرف اشارہ
کیا ہے بقولہ اب اس حدیث سے بالکل صحابہ کا مرتد ہونا سوای پانچ چھہ شخص
کے سمجھنا نہایت بعید ہے الخ تو بحولہ و قوتہ تعالی مین اسکو ثابت کردونگا
کہ ہرگز تقلیل پر حمل کرنا یہان صحیح نہین ہے اما اولاً پس اسلیئے کہ خود مولوی
صاحب فرماتے ہین کہ لفظ رجال اس حدیث مین وارد ہے جو دلالت کرتا ہے
قلت پر یعنے اقل من العشرۃ پر اور بالیقین معلوم ہے کہ جن لوگون کو یہہ
حضرات مرتد بیان کرتے ہین اور اونکو مصداق اس حدیث کا ٹھہراتے
ہین وہ لوگ ہرگز دس سے کم نہ تھے پس اگر حدیث نبوی مین تقلیل مراد
لیجائے تو عدم مطابقت واقع لازم آتی ہے کیونکہ حضرت نے بقول مولوی صاحب

منتہی الکلام

خبر دی تھی کہ کم از دہ مرتد ہونگے اور واقع مین مرتدین اضعاف اضعاف
وہ سے ہوئے پس یا تکذیب رسول خدا کو عیاذاً باللہ گوارا کرین وان
کانوا مزعنین بہ یا حمل بر تقلیل سے دستبردار ہون یا اون مرتدین کے
لیے کوئی دوسری حدیث لاوین اور اس حدیث کو اپنے عشرہ مبشرہ کے
الکثر افراد کے حق مین قرار دین تاکہ مطابق افادات صاحب نہایہ ومجمع
البحار وشاہ عبد الحق دہلوی وغیرہ ہو جیساکہ مابعد مذکور ہوگا انشاء اللہ
تعالے ثانیاً سلمنا کہ اس حدیث مین لفظ رجال مفید تقلیل ہے اور
حمل رہط بر مافوق العشرہ بھی ضعیف ہے لیکن دوسری احادیث مین
مثل حدیث صحیح بخاری کے جو لفظ زمرہ وارد ہے اوسکو کیونکر محمول بر تقلیل
کرینگے کہ خود قاموس مین ہے الزمرۃ الفوج والجماعۃ اور حدیث صحیح مسلم
مین جسکو خود مولوی صاحب نے نقلا عن الشریعۃ عن المشکوۃ نقل کیا ہے

ص ۴۵۷ منتہی الکلام

بلفظ اقوام وارد ہے جو جمع قوم ہے اور بتصریح صاحب قاموس القوم
جماعۃ اقوام جمع اوسکی ہے اور نیز مسلم مین بلفظ طائفہ وارد ہے اور طائفہ
کا اطلاق بتصریح قاموس ہزار تک ہوتا ہے کذلک ناس وغیرہ جو الفاظ
تکثیر ہین پس یا قائل بہ تناقض احادیث مذکورہ ہون یا جمعا بین الاحادیث
قائل بہ تکثیر ہون لیطابق الواقع ایضاً ثالثاً یہ کہنا کہ عجب نیست الخ
بھی غلط ہے بلکہ معاملہ برعکس ہوا کہ تتبع سے تکثیر حاصل ہوتی ہے نہ تقلیل
جیساکہ سابقاً بعض طرق احادیث منقول ہوئے جسمین ناس وزمرہ واقوام
وطائفہ وارد ہے فصح قول الامام علیہ السلام ارتدت الصحابۃ کلہم اجمعون
الخ رابعاً لفظ اصحابی بھی اکثر طرق احادیث مین بلا تصغیر ہے چنانچہ

فتح الباری مین ہے جیساکہ منتہی الکلام مین ہے قولہ فاقول یارب

اصحابی فی روایۃ احمد وفی روایۃ احادیث الانبیاء باصیحابی بالتصغیر
الخ یعنے ایک روایت مین احمد کی اصیحابی بتصغیر ہے بس ایک یا بعض
کا حکم اکثر پر جاری کرنا بہر طور نا زیبا ہے خامسًا اگر مراد مرتدین سے
کل مرتدین مقتولین بید الخلفا ہین جیساکہ شاہ عبد العزیز وغیرہ کا
مسلک ہے تو باتفاق ارباب سیر و تواریخ و فن احادیث معلوم ہے
وہ کہین زیادہ دس سے بلکہ سیکڑون بلکہ ہزارون سے تھے چنانچہ خود
مولوی صاحب تفسیر نیشاپوری سے نقل کرتے ہین کہ زمانہ خلیفہ اول
مین سات قبیلہ مرتد ہوئے اور ایک فرقہ عہد خلیفہ دوم مین غسان قوم
حبلہ بن ابہم پس کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آٹھون قبیلہ مین کل نو یا
دس آدمی تھے بلکہ حسب تصریح شاہ ولی اللہ وغیرہ معلوم ہوتا ہے
کہ سوای مسجد مکہ و مدینہ و قریہ جواثا کے سب لوگ مرتد ہوگئے تھے اور
خود مولوی صاحب بہی اس روایت کے ناقل ہین پس اگر حضرت رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حدیث اصحابی مین انہین مرتدین کو مراد
لیا ہے تو سراسر عدم مطابقت واقع لازم آتی ہے کہ حضرت خبر دیتے
ہین کل نو دس آدمی مرتد ہونگے اور مرتد ہوئے سیکڑون بلکہ ہزارون
پس کسیطرح تطابق خبر اور واقع کی نہین ہوسکتی ولا یقول بہ احد فی
حق الرسول سابعًا بنابر اسکے قتال مرتدین مین خلیفہ اول کو کوئی
فضیلت بہی حاصل نہین ہوتی ہے جسکے اثبات کے لیئے شاہ ولی اللہ
نے کیا کچہہ خاک اوڑائی ہے اور جزکے جز ازالۃ الخفا کے سیاہ کیئے
اور مولویصاحب نے بہی بد النست خود کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا
کیونکہ نو دس آدمی کے قتل کرانے مین کونسی ایسی خوبی و لطافت ہے

جو خلیفہ صاحب کی اسقدر فضیلت ثابت ہوسا بغا اگر مرتدین سے
اصحاب کبائر و منافقین و ارباب بدعت وا ہوا الی یوم القیامت
مراد ہون جیساکہ ابن التین سے خود مولوی صاحب نے نقل کیا ہے
تو دائرہ تکثیر اور بہی وسیع ہوتا ہے اور شرف صحابیت کل
منافقین روی زمین کو الی یوم القیامۃ ملتا ہے ثامنًا اگر مرتدین
سے بالتخصیص قوم مالک وغیرہ مراد ہون جیساکہ مولوی صاحب
فرماتے ہین تو باوصف مخالفت صریحہ دیگر علماء کبار بلکہ خود شاہ
صاحب استاد البریہ صاحب تحفۂ اثنا عشریہ جب تک مولویصاحب
قوم مالک کو کم از دہ منحصر نہ کرین یہ دعوی پیش نہین ہو سکتا ہے
جو ہر طرح خارج از امکان ہے جیساکہ خود مولویصاحب تعداد
منکرین زکوۃ کو خارج از امکان بیان کرتے ہین تاسعًا بنا بر قاعدۂ
مسلمہ بین الفریقین کہ الاحادیث یفسر بعضہا بعضًا مین کہہ سکتا ہون
کہ حمل اس حدیث کا اقل من العشرۃ پر کسیطرح ممکن نہین اسلیئے
کہ یہہ ارتداد فتنہ تہا چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے بعد ازان فتنہ
بغایت ردت بلند شد ثم قال و ان سر قول آن حضرتؐ بود درین
فتنہ العصمۃ فیہا السیف رواہ حذیفہ اور حصول فتنۂ قلیل مردم
سے خصوصًا اقل من العشرۃ سے جو قابل شمار بہی نہین ہین ناممکن ہے
جیساکہ شرح مشکوۃ مین شاہ عبدالحق دہلوی فرماتے ہین عن
حذیفہ قال واللہ ما ادری انسی اصحابی ام تناسوا گفت حذیفہ
بخدا سوگند کہ در نمی یابم من کہ آیا فراموش کردند یاران من
ویا فراموش می نمایند یعنی فراموش نکردہ اند ولیکن تکلف

میکنند و خود را فراموش کار می نمایند و الله ما ترک رسول الله
بخدا سوگند نگذاشت پیغمبر خدا من قائد فتنة ہیچ کشندۂ فتنہ را
و پید اکنندہ و برپا دارندہ آن را مثل عالمی کہ احداث بدعت کند
کہ سبب ضلالت گردد و مردم را بدان دعوت نماید یا امری کہ باعث
بر محاربہ و مقاتلہ و قود کشیدن جار وا چنانکہ سوق راندن الیس
الی ان ینقضے الدنیا تا سپری شدن دنیا من معہ ثلث مائة فصاعدا
صفت قائد فتنہ این ہست کہ میرسید کسانیکہ با وی بند و تبعیت او میکنند
عدد سی صد یا و زیادہ ازان قد سماہ لنا باسمہ مگر بتحقیق ذکر کرد
او را آن حضرت برای ما بنام او و اسم ابیہ و قبیلتہ و نام پدر و نام
قبیلہ وی و قید عدد سی صد ظاہر ازبرای آن کرد کہ اجماع این قدر از
مردم باعث بر وجود مفسدہ و لحوق ضرر بیشتر میگردد و اما اگر کمتر
ازین باشند اعتبار ندارند و الله اعلم جس سے معلوم ہوا کہ تین سے
آدمی سے اگر کم ہوں تو اونکا اعتبار ہی نہیں ہے پس اگر وہ مرتدین دس
یا دس سے کم تھے تو اونکا اعتبار کیا اور اونسے مقاتلہ و محاربہ پر افتخار
کیا بالجملہ یہاں تقلیل مراد لینا کسیطرح درست نہیں ہے اور بفرض
تسلیم منافی مقصود اہل حق نہیں ہے بلکہ تخفیف مؤنت ہوتی ہے کہ بنا بر
تکثیر اکثر صحابہ کا احداث بیان کرتا ہوگا اور بنا بر تقلیل ثلثہ ہی پر جو
اقل عدد جمع ہے اختصار ہوگا ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است
قولہ آگے چلکے آخر حدیث مین لفظ لن یزالوا مرتدین کا فرمایا
یہہ دلالت صریح کرتا ہے کہ مراد اشخاص مذکورسے مرتدین ہین
کہ موت انکی کفر پر ہے الخ اقول بعون الله العلی الاکبر جبتک

کلام علمای اعلام مین بخوبی غور نکرے اور اس بحر ذخار ناپیدا کنار کو بخوبی طے نکرے میدان مناظرہ مین قدم نہ دہرے کہ بجز اظہار جہالت اور کوئی فائدہ نہین ہو سکتا ارباب علم و کمال پر واضح ہو کہ جس حدیث کی مراد سمجھنے مین مجیب نے اس اختصار کو صرف کیا ہے اوسمین علمای اعلام و فضلای فخام انکی آجتک سرگردان تیہ ضلالت ہین کیونکہ بعد اختلاف شدید متقدمین اہلسنت نے مقصد اس حدیث شریف کو چند فرقونمین دائر کیا ہے اور محصل اوسکا جو منتہی الکلام مین ہے یہہ ہے کہ صاحب فتح الباری نے کہا کہ مراد حدیث سے وہ لوگ ہین جو زمانۂ خلیفہ اول مین مرتد ہوئے اور ساتھ اونکے ابوبکر نے مقاتلہ کیا یہانتک کہ وہ اوسی حالت پر قتل ہوئے اور کفر پر مرے اور ابن تین نے کہا کہ ممکن ہے کہ اس حدیث سے منافقین مراد ہون یا وہ لوگ جو اصحاب کبائر و اصحاب بدعت ہین کہ موت اونکی اسلام پر ہے اور بیضاوی نے کہا کہ مراد اس سے وہ مرتدین نہین ہین جو اصل اسلام سے مرتد ہوئے بلکہ وہ لوگ جو استقامت امور سے مرتد ہوئے اور اپنے اعمال صالحہ کو ساتھ اعمال سیئہ کے بدل دیا اور شاہ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین فرمایا کہ مراد اس حدیث سے وہ لوگ ہین جنہون نے حقوق اہلبیت نبیؐ مین تقصیر کی بالجملہ متقدمین محدثین کو اس حدیث کی مراد دریافت کرنے مین اختلاف تھا مگر متکلمین نے بوجہ دار و گیر اہلحق کے اسپر اتفاق کیا کہ مراد اس حدیث سے وہی مرتدین ہین جنکی موت کفر پر ہوئی اور بدست خلفا مقتول ہوئے تاکہ اپنے خلفا و صحابہ مخصوصین کو انطباق سے اس حدیث

کے نجات دین چنانچہ فضل ابن روزبہان نے اپنی کتاب ابطال الباطل
مین اسپر دعوی اتفاق کیا ہے حیث قال فلزم من ھذہ المقدمات
ان ھذا الحدیث وامثالہ فی ھذا الباب فی شان اھل الردۃ کما قالہ
العلماء ثم قال قد وقع التصریح فی ھذہ الحدیث علی ما ذکرناہ
ان المراد منہم ارباب الارتداد الذین ارتدوا بعد رسول اللہ وقاتلہم
ابوبکر الصدیق انتہی یعنے یہہ حدیث اور امثال اوسکی دربارۂ اہل
ردہ وارد ہے جیسا کہ علما نے بالاتفاق تصریح کی ہے کہ مراد اس سے
وہ مرتدین ہین کہ جو بعد وفات رسول خدا مرتد ہوئے اور اونسے ابوبکر
نے مقاتلہ کیا اور اسی مضمون کو شاہ صاحب نے بہی تحفہ مین لکہا ہے
اور مختار فاضل معاصر مولوی عبدالحی بہی یہی ہے جیسا کہ اپنی تعلیق
عجیب مین فرماتے ہین وان ارید بالاصحاب اللغویۃ بمعنی من صاحب
النبی یکون الصفۃ المذکورۃ احترازا عن الذین ارتدوا بعد
الوصول الی الحق بعد موت النبیؐ کما یدل علیہ ما روی البخاری
عن عبد اللہ بن مسعود قال رسول اللہ انا فرطکم الخ مگر چونکہ اس
تفسیر وتشریح مین مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین لہذا امام المتکلمین
اہلسنت مولوی حیدر علی نے علی الرغم اپنی اسناد صاحب تحفہ
کے مصداق اس حدیث کا مالک بن نویرہ وامثالہ مانعین زکوۃ کو
بالتخصیص قرار دیا مع الاقرار بایمانہ حملا للاحداث بانکار الزکوۃ
وانکان ما اوّلا فی عدمہ اتیانہ چنانچہ منتہی الکلام مین فرماتے ہین
دوم آنکہ باعث عدول این بزرگان از معنے حقیقی ارتداد کہ برگردیدن
از اصل دین اسلام است بسوی تبدیل اخلاق حسنہ بسیئہ وتغییر

(حاشیہ: صفحہ ۱۶ تعلیق عجیب علیمی) — (حاشیہ: صفحہ ۶۳)

رسوخ بتزلزل یعنے ردتیکه عین کفر نباشد چیست وجوابش آنکه باعث
عدول چند دلیل است درین مقام بر دو دلیل اکتفا ورزم یکی آنکه
درکتاب مجید پروردگار عالم و خطاب پیغمبر با فخر بنی آدم برجای خود
بآیات قاطعه و بینات ساطعه تقرر یافته که خاشاک ظلمات غم و اندوه
بشامت اعمال فاسده و عقائد زائفه بروجوه کفار نگونسار خواهد ریخت بلکه
آن گروه شقاوت پژوه سا در روز قیامت برعکس اهل ایمان در سواد
وجهه خواهد انگیخت تا هریکی در محشر از مؤمنین و کافرین باهمدگر ممتاز گردد
و پردهٔ ناموس کفار روبروی تمام خلق اولین و آخرین دریده شود
بالجمله بهر صورت ثابت شد که این هردو گروه مؤمنین و کفار نزد هرکس ممتاز
خواهند بود و التباس یکی بدیگرے در قیامت باقی نخواهد ماند اما احادیث
که از ان اثبات این مدعا بکار آید در کتب فریقین باستفاضه و شهرت
رسیده و این اتم تعیین کتاب و سنت تافته که شفاعت در حق کفار
خصوصاً و قتیکه کفر و شرک اینها بر همه کس از اهل محشر نمایان باشد
حظے از جواز نیافته لاجرم حمل ردت و احداث بر تبدیل و تاخیر از حقوق
بحکم دقیق نظر ضرور افتاد دوم آنکه در روایت ابو سعید خود موجود است
که جناب خاتم النبیین چون خواهند دید که ملائکه آنهار ابشفاعت من
نمیگذارند و برای تعذیب همه را بسوی دوزخ میکشند خواهند
فرمود که سحقا سحقا لمن غیر بعدی لهذا بر تغییر و تبدیل محمول شد هرچند
رجوع از اصل دین یکے از افراد تغییر و تبدیل باشد لیکن چون در نفس
حدیث موجود است فلا اراه یخلص منهم الا مثل همل النعم کما
سیجیئ انشاء الله تعالی یعنے بشفاعت از ان دار و گیر نجات نخواهند یافت

مگر قلیل ارتداد را بر بعضی از شقوق و تاخیر از بعضی حقوق فرود آوردہ اند
فان الحدیث یفسر بعضہا بعضاً و بدیہی است کہ اگر بر رجوع از اصل
دین و اختیار مذہب کفار و مشرکین محمول می نمودند خلاص بعضی
از انہا ولو کان اقل قلیل از محالات و مستبعدات می بود زیرا کہ نجات
کفار نگونسار از عذاب دائمی نزد متکلمین فریقین مخالف نصوص قرآنی
و احادیث رسول ربانی است فکیف کہ بی تعذیب رہا شوند و در جہنم
نروند و ہو ظاہر پس معلوم شد آن جماعت بردت حقیقی متصف نبودہ اند
گو بارتکاب کبائر مستحق جہنم باشند اما حمل حدیث بر فساق و کفار جمیعاً
پس اگرچہ از اشکال رہائی و نجات میشود ولیکن بعضے از الفاظ مساعدت
نمیکند چنانچہ مفصل جوابش خواہی دانست انشاء اللہ و حضرت مؤلف
نیز از حمل ردت بر اختیار کفر بعد الاسلام نکیر شدید خواہد کرد انتہی مختصراً

اقول ولنعم ما قیل ع آنچہ دانا کند کند نادان * لیک بعد از خرابی بسیارؔ
اس تقریر موافق مذہب منصور الحق ہے کہ مراد اس حدیث سے مرتدین
حقیقی نہین ہین جنکی موت کفر پر ہوئی بلکہ صحابۂ معروفین کے بعض یا اکثر
افراد مراد ہین لیکن معلوم نہین کہ اہلسنت کو کیا داعی ہوتا ہے کہ اس حدیث
کو خواہی نخواہی اونہین اہل ردہ پر محمول کرتے ہین جنکو ثابت علی الکفر
مقتول بید خلفا جانتے ہین جیسا کہ استاد البریہ انکے تحفہ اثنا عشریہ
مین بذیل آیہ مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ کہتے ہین و مقاتلہ مرتدین بالاجماع
از خلیفۂ اول و اتباع او واقع شد زیرا کہ در آخر عہد پیغمبر سہ فرقہ مرتد
شدند اول بنو مدلج قوم اسود عنسی ذو الخمار کہ در یمن دعوای نبوت
کرد و بدست فیروز دیلمی کشتہ شد دوم بنو حنیفہ اصحاب مسیلمہ کذاب

تحقیق مولوی حیدر علی کہ مرتدین حقیقتاً اس حدیث سے مراد نہین ہین ۱۲

صف ۳۰۹

که در ایام خلافت خلیفه اول بدست وحشی قاتل امیر حمزه کشته شد
سوم بنو اسد قوم طلیحه بن خویلد متنبی که حضرت پیغمبر خالد را برو فرستاد
و او از دست خالد گریخته بشام رفت و در عاقبت ایمان آورد و در زمان
خلیفهٔ اول هفت گروه مرتد شدند اول بنو فزاره قوم عنیبه بن حصین
دوم غطفان قوم قرة بن سلمه سوم بنو سلیم قوم ابن عبد یالیل چهارم
بنو یربوع قوم مالک بن نویره پنجم بعضی بنو تمیم قوم سجاح بنت المنذر متنبیه
زوجه مسیلمه کذاب ششم بنو کنده قوم اشعث بن قیس کندی هفتم
بنو بکر در بحرین و یک فرقه در زمان خلیفهٔ ثانی نیز مرتد شدند به نصاری
ملحق شدند و هر یک از فرقه های مذکوره را خلیفهٔ اول از بیخ و بن بر کند
و در اسلام آورد چنانچه مورخین برین امر اجماع دارند و حضرت امیر را قتال
مرتدین گاهے اتفاق نیفتاده بلکه خود فرموده است که ابتلیت بقتال
اهل القبلة کما رواه الامامیة فی کتبهم و اگر امامیه آنها را بنا بر امامت مرتد
نامند گوئیم در عرف قدیم و جدید مرتد منکر اصل دین را گویند و اگر بتاویل
باطل جزئی را از عقائد اسلام منکر شوند آن را منکر نامیدن در عرف
جاری نیست و حمل معانی بالاجماع بر معانی عرفیه لغت است نه بر معانی اصطلاحیه قوم و نیز
و معهذا الفظ عن و ینکم صریح است در آنکه انکار ایشان تمام دین و اصل آنرا
باشد نه یک مسئله را از مسائل آن و مانعین زکوة را که در عهد خلیفهٔ اول
مرتد نامیدند بجهت آنست که آنها منکر وجوب زکوة بودند و هر که منکر ضروریات
دین شود اصل دین را انکار کرده باشد انتهی بقدر الحاجة اور جواب اسی
حدیث صحابی کے افاده فرماتے هین جواب ازین طعن آنکه این حدیث
صریح ناطق است که مراد از اشخاص مذکورین مرتدین اند که موت آنها بر کفر

شدہ یکسر از اہلسنت الجماعت را صحابی نمیگوید و معتقد خوبے و بزرگی آنہا نمی شود اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق وفادت بزیارت آن حضرت مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر شدند کلام اہلسنت دران صحابہ ہست کہ بایمان و عمل صالح ازین جہان درگذشتند و باہم بجہت اختلاف آرا مناقشات و مشاجرات نمودہ بودند و طرفین ہمدیگر را تکفیر و تبدیع نمودند و شہادت بایمان ندادند در حال این قسم اشخاص اگر روایتی موجود داشتہ باشند بیارند قصہ مرتدین مجمع علیہ فریقین ہست حرف در قاتلان این فریق ہست انتہی اس عبارت سے کئی فائدے حاصل ہوئے جو ہر طرح تحقیقات مولویصاحب کو خاک سیاہ کر دیتے ہین پہلے یہہ کہ جملہ مرتدین گیارہ قبیلے تھے تین عہد رسول مین سات قبیلے عہد ابوبکر مین اور عہد خلیفۂ دوم مین ایک قبیلہ کہ مجموع اونکے گیارہ تھے پس اگر قبیلے کو بفرض محال واحد فرض کرین جب بھی تقلیل حاصل نہین ہوتی جو مفاد جمع رجال براقل من العشرۃ ہے جیساکہ مولویصاحب کا دعوی ہے دوسرے یہہ کہ ظاہر کلام سے ان گیارہون قبیلے کا ارتداد فے نفس الامر یکسان معلوم ہوتا ہے گو وجوہ اوسکے مختلف ہین اور یہی وجہ ہے کہ ایک کا حکم دوسرے پر جاری کرتے ہین چنانچہ علاوہ تین فرقۂ سابقہ کے قوم سجاح بنت منذر متنبیہ اور غطفان کی ارتداد کو جو بوجہ نصرانیت و دعوی نبوت کاذبہ تہا شاہ صاحب نے سبکو ایک حکم مین ڈالا اور کسیکو حتی کہ مانعین زکوۃ کو بہی مختلف عن الواجبات نہ کہا جیساکہ مولویصاحب لکھتے ہین طرفہ یہہ ہے کہ مولویصاحب بہی خود ان دونون قبیلون کو جو یقینی مرتد تھے مانعین زکوۃ کے ہم پلہ بتاتے

[illegible]

ہین جو مرتد واقعی نہ تھے بلکہ متخلف عن الواجبات تھے جنکو مورد حدیث اصیحابی بناتے ہین جیسا کہ تفسیر نیشاپوری سے جو نقل فرماتے ہین اوس سے ظاہر ہے تیسرے یہہ کہ مالک بن نویرہ حقیقۃ مثل سب مرتدین کے مرتد تہا نہ متخلف عن الواجبات سے پس یہہ سارا دمدمہ مولویصاحب کا مالک کے بارے مین ہوا ہوگا کیونکہ مولوی صاحب اسی تخلف عن الواجبات کی بنیاد پر مالک کو مورد حدیث اصیحابی بناتے تھے اور تقریر شاہ صاحب سے وہ مرتد حقیقی قرار پایا تو مورد حدیث اصیحابی نہوا کیونکہ کفار ومشرکین ومرتدین اوسکے مورد نہین ہوسکتے بنا بر تحقیق خود مولویصاحب اور مولویصاحب کے بیان سے وہ صرف مانع زکوۃ تہا نہ مرتد حقیقی اگرچہ بوجہ انکار ضروری دین ہو پس شاہ صاحب کا دعوی بارتداد مالک بہی غلط ہوا وہو مطلوب فخرج من خرج وولج من ولج چوتھے یہ کہ خلیفۂ اول انسے مقاتلہ کرکے انکو اسلام مین لائے جس سے معلوم ہوا کہ وہ اصل اسلام سے مرتد ہوگئے تھے پانچوین یہہ کہ جناب امیر علیہ السلام مبتلا بقتال اہل قبلہ ہوئے جس سے معلوم ہوا کہ مقاتلین ابو بکر اہل قبلہ نہ تھے چھٹے یہہ کہ عرف قدیم وجدید مین مرتد منکر اصل دین کو کہتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ یہہ لوگ یعنے مرتدین مذکورین منکر اصل اسلام تھے ساتوین اگر بتاویل باطل کسی چیز کا عقائد اسلام سے کوئی منکر ہو تو وہ مرتد نہین ہے آٹھوین عن وینکم صریح ہے کہ وہ لوگ یعنے کل مرتدین خواہ وہ مرتد حقیقی ہون یا مانعین زکوۃ سے ہون سب کے سب اصل دین کے منکر تھے نوین یہہ کہ عہد خلیفۂ اول مین جو لوگ مرتد ہوئے بوجہ انکار زکوۃ کے وہ بہی حقیقۃ مرتد تھے کیونکہ منکر ضروریات دین

گویا منکر اصل دین ہے پس وہ بھی مرتد حقیقی تھے نہ متخلف عن الواجبات
وغیرہ جیسا کہ مولویصاحب لکھتے ہین اور اسیوجہ سے مصداق حدیث
بناتے ہین مگر افسوس ہے کہ شاہ صاحب نے اس جملہ سے خلیفۂ دوم وخلیفۂ
اول ودیگر صحابہ کی جہالت کو ثابت کر دیا کہ اونکو یہہ بھی نہ معلوم تہا کہ منکر
ضروری دین کافر ہوتا ہے جو قتل مالک کو سب ناجائز تصور کرتے تھے اور
بالخصوص خلیفۂ دوم کو ایسا اصرار تہا کہ خلیفۂ اول کو مجبور کیا کہ خالد قاتل
مالک مسلم کو قتل کرین یا رجم کرین یا معزول کرین یہانتک کہ آخر مالک کی
دیت بیت المال مین سے دلوائی اب ضرور ہے کہ شاہ صاحب بغرض
بہارت ذمگی شیخین وصحابہ عار جہالت سے اسکے قائل ہون کہ اوس
زمانے مین ضروری دین منقح نہوا تہا تو دوسرا افساد لازم آتا ہے
کما سیجئ وہشتوین یہہ کہ وہ لوگ جو بدولت خلیفۂ اول قتل ہوئے
خواہ بوجہ انکار زکوۃ کے مرتد ہوئے یا اصل اسلام سے وہ سب کفر
پر مرے اور یہہ امر یعنے کفر اون مرتدین کا مسئلہ اجماعی ہے بین الفریقین
اور ابن روزبہان بھی مدعی اجماع ہین اور شاہ ولی اللہ نے بھی بڑی
شرح وبسط سے ازالۃ الخفا مین اونکے مرتد وکافر ہونے کو ثابت
کیا ہے اور قاضی عبد الجبار معتزلی صاحب مغنی نے بھی اونکو کافر
کہا ہے گیارہوین یہہ کہ مورد حدیث اصیحابی مذکور اکثر بنی حنیفہ و
بنی تمیم ہین جو لوگ بنا بر تحقیقات تمامی اہلسنت یقینی مرتد عن الدین
اور کافر تھے چنانچہ ابھی قول شاہ صاحب مذکور ہوا دوم بنو حنیفہ
اصحاب مسیلمۂ کذاب پنجم بعضی بنی تمیم قوم سجاح بنت المنذر متنبیہ
زوجۂ مسیلمۂ کذاب اور مولوی حیدر علی نے بھی بڑی شرح وبسط سے

ارتداد مسیلمہ کو ثابت کیا ہے اور اسی وجہ سے مورد حدیث حوض
ہونے سے خارج کیا ہے بلکہ ہوین اکثر کہنا ان لوگون کو معطل زکوٰۃ کے
تقلید مولویصاحب ہے کہ وہ بھی قلت بلکہ قلیل ہونا بغرض مطابقت
مفتح حدیث تحریر ہوین یا ان بلا اعتبار گشتہ کہنا شاہجی کا منشا حصر جیسے
معلوم ہوا کہ یہی دو فرقہ یعنی بنو حنیفہ و بنو تمیم مصداق اس حدیث
صحابی کے ہین جو دونون یقینی کافر اور مرتد حقیقی تھے نہ غیر انکا جیسا کہ
مولویصاحب نے مالک بن نویرہ کو بالخصوص مورد اس حدیث اصحابی
کا قرار دیا ہے بالجملہ اس تحریر سے شاہ صاحب کی معلوم ہوا کہ وہ لوگ حقیقۃً
مرتد تھے خواہ بوجہ اعتقاد نبوت مدعیان نبوت اور خواہ بوجہ نصرت
خواہ بوجہ انکار ضروری دین کیونکہ منکر اصول دین کو مرتد کہتے ہین اور
عرف قدیم اور جدید مین اطلاق مرتدین کا ایسے ہی لوگون پر ہے پس
معلوم ہوا کہ وہ سب مرتدین حقیقی تھے اور موت اونکی کفر پر ہوئی
اور ہرگاہ وہ لوگ مرتد حقیقی اور کافر تھے تو بنا بر تحقیق و تدقیق مولویصاحب
وہ لوگ مورد حدیث اصحابی نہین ہو سکتے کیونکہ خود مولویصاحب نے
بادلہ عقلیہ و آیات قاطعہ و بینات ساطعہ ثابت کیا ہے کہ کفار و مرتدین
مورد حدیث حوض نہین ہو سکتے والا مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین اور
شاہ صاحب کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنو حنیفہ و بنو تمیم جو مرتد
حقیقی ہوئے وہی لوگ مورد اس حدیث کے ہین خصوصاً مالک بن نویرہ پس
الحمد للہ کہ انہین استاد و شاگرد کی تحقیقات رشیقہ و تدقیقات
وثیقہ سے اون مرتدین مانعین زکوٰۃ کا عموماً اور مالک بن نویرہ کا خصوصاً
مورد حدیث حوض ہونا باطل ٹھہرایا اور کرمانی و عسقلانی کی تحقیقات کے

جسپر مولوی صاحب کو بڑا ناز تہا خاک سیاہ ہوگئے لیکن بنا بر تحقیق
مولوی صاحب پس مثل آفتاب تابان نمایان ہے کہ وہ مورد حدیث
حوض مسلمین مقصرین نے بعض الواجبات کو قرار دیتے ہین جس سے
یہہ مرتدین و مانعین زکوۃ بوجہ کفر خارج ہین لیکن بنا بر تحقیق شاہ صاحب
پس اسلیئے کہ اگرچہ اونہون نے مورد حدیث حوض ان مرتدین کافرین کو
قرار دیا ہے مگر اونکے شاگرد رشید بلکہ ارشد نے دو دلیلون سے جو
آیات قاطعہ و بینات ساطعہ سے ہین مرتدین کافرین کا مورد حدیث
حوض ہونا باطل کیا ہے پس تقریر شاہ صاحب بہی کہ مورد حدیث وہی
مرتدین ہین باطل ہوئی چنانچہ بشکل اول سے نتیجہ نمایان ہے باین طور کہ مانعین
زکوۃ مرتد حقیقی نہی اور جو مرتد حقیقی ہے وہ مورد حدیث حوض نہین
ہے پس نتیجہ یہہ ہوا کہ مانعین زکوۃ مورد حدیث حوض نہین ہین لیکن صحت
صغری پس بنا بر تحقیق شاہ صاحب ہی اور صحت کبری بنا بر تحقیق مولوی صاحب
یعنے مولوی حیدر علی پس الحمد للہ کہ انہین دونون اوستاد و شاگرد
کی تحقیقات سے بطلان اونکی اسلاف کے دعاوی کاذبہ کا ظاہر ہوا و
کفے اللہ المؤمنین القتال بہر کیف اب بقیہ عبارات مولویصاحب جو
بعد عبارت سابقہ فرمایا ہے ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ وہ مضمون بلاغت
مشحون بہی قابل تماشای اولی الالباب ہے حیث قال المنون باستماع
خلاصہ معنے عبارت فاضل کرمانی کہ بجوامع الکلم تعبیر و تقریر فرمودہ
متوجہ باید شد کہ تصغیر لفظ اصحاب باصیحاب برای قلت عدد آنہا ست
وخواص و حواریین سلطان سریر ختم رسالت کہ ملازمین آن جناب
ذ عارفین حقوق العالی قباب بودند و ہزاران مدائح و مناقب آنہا

بعد نزول وحی وکشف حقائق بر زبان صدق ترجمان سید کافہ خلائق
گذشتہ مراد نیستند زیراکہ ازین بزرگان بعنایت الٰہی تاخیر از حقوق
وتبدیل اخلاق حسنہ بسببہ ہم بظہور نہ پیوستہ بلکہ ایشان اقدام بتائید
دین و اسلام نمودند واساس کفر ونفاق را بانہدام رسانیدند واد
عدالت وانصاف دادند ودر صدد قلع ارکان جور واعتساف باوجود
کمال زہد وتقوی ز خوف وخشیت خدا افتادند پس مصداق این تبدیل و تغییر
وتاخیر از حقوق نیستند مگر غیر ملازمین اعراب کہ بصیرتے در دین وحظی
کامل در اسلام حاصل نکردہ بودند وبمجرد استماع خبر وفات سید کائنات
از دادن زکوۃ واخذ صدقات دست کشیدند بلکہ بظلمت باطنے وعدم
رسوخ دینی بمکر وحیلہ یعنے از اعذار کہ بدتر از گناہ بود پیش آوردند واز
فرضیتش بعد حیات نبوی منکر شدند وحق تلفی عباد وتاخیر از حقوق
ذمہ ایشان لازم افتاد بالجملہ از تبدیل وتحول شان کہ اسلام را بوجہ
بصیرت قبول نکردہ بودند وبعد از وفات سرور عالم علم تعنت و
عناد برافراشتند قدحی در صحابۂ کبار سید ابرار لازم نمی آید والحمد للہ
رب العالمین انیست مقصود فاضل تبحر چنانچہ لفظ خواص اصحاب
وجفاۃ اعراب بمبین ہر دو امیر شاہد عدل است انتہی **اقول اولاً**
وہ عبارت فاضل کرمانی جسکی شرح مولوی صاحب نے بیان کی
ہے بنا بر نقل مولوی صاحب یہ ہے کما قال اقول الکنون عبارت
نسخۂ شرح کرمانی کہ توصیفش بارہا بر زبان خامہ رفتہ واز عنایات
مجددہ سبحانی نزد فقیر ورود یافتہ باید شنید تا اطمینان تام حاصل
واختلاج قلوب خاص وعام مستاصل شود محدث کرمانی میفرماید

فی کتابہ الانبیاء فی باب ابراھیم الخطابی اصیحابی تصغیر الاصحاب
وھو تقلیل عددھم ولم یرد بہ خواص اصحابہ الذین لزموہ وعرفوا
الصحبۃ فقد صانھم اللہ وعصمھم من التبدیل ولاسن الارتداد
الرجوع عن الدین انما ھو التاخر عن بعض الحقوق والتقصیر فیہ
ولم یرتد احد من اصحابہ والحمد للہ وانما ارتد قوم من جفاۃ
الاعراب من المولفۃ قلوبھم ممن لا بصیرۃ لھم فی الدین وذلک
لا یوجب قدحا فی الصحابۃ المشہورین رضوان اللہ علیہم اجمعین
خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ اصیحابی تصغیر اصحاب ہے واسطے قلت
عدد کے اور خواص اصحاب نہین مراد ہین کیونکہ وہ محفوظ ہین تبدیل
سے اور ارتداد سے مرتد عن الدین ہونا نہین مراد ہے بلکہ تاخیر وتقصیر
کیونکہ مرتد نہین ہوئے مگر جفاۃ اعراب جنکو بصیرت نہین حاصل
ہوئی تہی اور صحابہ مشہور سے الحمد للہ کوئی مرتد نہین ہوا سہلیے
قبل از اظہار اختلال کلام مولویصاحب کہ شرح اس متن کی ہے
وجوہ اختلال کلام کرمانی کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے پہلے یہہ کہ تصغیر
کا حال قبل اسکے معلوم ہوا کہ کسطرح درست نہین ہے دوسرے یہہ
کہنا کہ خواص اصحاب مراد نہین ہین غلط ہے جیسا کہ مابعد معلوم ہوگا
تیسرے یہہ کہنا کہ کوئی اصحاب سے آن حضرت کے مرتد نہین ہوا
محض غلط ہے کیونکہ علاوہ جفاۃ اعراب کے جنکے ارتداد پر اسی حدیث
کو حمل کرتے ہین اور انکو مورد حدیث اصحابی بیان کرتے ہین جو
بنا بر تحقیق شاہ صاحب نزد اہلسنت اصحاب بہی نہین تہے کئی ایک
صحابی یقینی مرتد ہوئے بلکہ اگر جفاۃ اعراب بعض واجبات کے

مقصر ہوئے تھے تو یہہ صحابہ شرعی مرتد کافر ہوئے اور اصل اسلام سے دست بردار ہوئے چنانچہ نزہۃ النظر نے توضیح نخبۃ الفکر میں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں فی تعریف الاصحاب وقولی ومات علی الاسلام فصل ثالث یخرج من ارتد بعد ان لقیہ مومنا بہ ومات علی الردۃ کعبید اللہ بن جحش وابن خطل وقولی ولو تخللت ردۃ اے بین لقیہ لہ مومنا بہ وبین موتہ علی الاسلام فان اسم الصحبۃ باق لہ سواء رجع الی الاسلام فی حیوتہ او بعدہ وسواء لقیہ ثانیا ام لا وقولی علی الاصح اشارۃ الی الخلاف فی المسألۃ ویدل علی رجحان الاول قصۃ الاشعث بن قیس فانہ کان ممن ارتد واتی بہ الی ابی بکر الصدیق اسیرا فعاد الی الاسلام فقبل منہ ذلک وزوجہ اختہ ولم یتخلف احد عن ذکرہ فی الصحابۃ ولا عن تخریج احادیثہ فی المسانید وغیرہا انتہی یعنے تعریف اصحاب میں موت پر اسلام کی قید سے یہہ غرض ہے کہ جو

اسکے مرتد ہوئے وہ نکل جائیں مثل عبید اللہ بن جحش اور ابن خطل کے اور اضافہ لو تخللت ردۃ یعنے اگرچہ مرتد ہوا ہو لیکن بعد اوسکے اسلام لاوے اور اسلام ہی پر مرے خواہ بعد وفات آنحضرت اسلام لاوے اور ملاقات کرے یا نہ کرے اس غرض سے ہے کہ تا اشعث بن قیس داخل ہو کیونکہ وہ مرتد ہوا اور خلیفہ اول کے سامنے گرفتار ہو کر آیا ابوبکر نے اوسکا اسلام قبول کیا اور اپنی بہن کا اوس سے نکاح کر دیا چنانچہ اسیوجہ سے کل علما نے اوسکو صحابہ میں لکھا ہے اور سب نے اوس سے احادیث نقل کیئے انتہی اور اوسکے حاشیہ

صفحہ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر مطبوعہ ... [illegible]

شاگرد رشید اونکے تحریر کرتے ہین قال المعں وکذا من روی عنه
ثم مات مرتدا بعد وفاته ع کربیعه بن امیه بن خلف فانه لقیه
مومنًا وروی عنه واستمر الی خلافة عمر فارتد ومات علی الردة
انتهی قال السخاوی وما وقع لاحمد فی مسنده من ذکر حدیث ربیعه
بن امیه بن خلف الجمحی زهو ممن اسلم فی الفتح وشهد مع النبی
حجة الوداع وحدث عنه بعد موته ثم لحقه الخذلان فلحق فی
خلافة عمر بالروم وتنصر بسبب شیء اغضبه یمکن التوجیه
بعد ما الوقوف علی قصة ارتداده شرح الشرح یعنے اسیطرح وه
شخص جسنے روایت کیا آن حضرت سے اور بعد وفات آن حضرت
مرتد ہوا اور اوسی حالت پر وه مرا مثل ربیعه بن امیه کے که حضرت سے
ملاقات کی حالت ایمان مین اور تا خلافت عمر اسلام پر رہا بعد اوسکے
مرتد ہوا اور اوسی حالت مین مرا کہا سخاوی نے که احمد بن حنبل نے
ربیعه بن امیه سے روایت کیا ہے جو بروز فتح مکه مسلمان ہوا اور
رسول خدا کے ساتھ حجة الوداع مین شریک رہا اور حضرت سے
حدیث بہی روایت کی بعد وفات آن حضرت کے بعد اوسکے خلافت
عمر مین مرتد ہوا اور نصرانی ہو گیا پس شاید وجه روایت امام احمد
یه ہے که وه اسکے ارتداد سے واقف نتھے انتهی پس جب
تصریح ان لوگون کے معلوم ہوا که عبد الله بن جحش اور ابن خطل
اور اشعث بن قیس اور ربیعه بن امیه جو ملازمین رکاب سعادت
انتساب سے تھے نه جفاة اعراب سے اور سب نے بالاتفاق اونکو
فرد اصحاب مین ذکر کیا ہے اور احمد بن حنبل سے امام اجل نے

اونسے روایت کیا ہے یقینی مرتد و کافر ہوگئے پھر یہہ کہنا کہ کوئی صحابی
رسول مرتد نہوا کیونکر صحیح ہوگا اور کتاب زین الفتی مین ہے فاما اول
من تنصر فی الاسلام فانہ الحارث بن سنان یعنے پہلا شخص جو اسلام
سے مرتد ہوکر نصرانی ہوا وہ حارث بن سنان انصاری ہے جس سے
معلوم ہوا کہ پانچ صحابی مرتد یقینی ہوگئے اور دو نصرانی ہوگئے اگر جفاۃ
اعراب مرتد ہوگئے تھے تو اونہون نے فقط اداے زکوۃ کا بدست خلیفہ
انکار تہا نہ یہہ کہ اصل اسلام سے مرتد ہوگئے بخلاف ان صحابہ کے جن سے
روایتین موجود ہین اور امام حنبل اونسے حدیث نقل کرتے ہین وہ لوگ
اصل اسلام سے مرتد ہوکر نصرانی ہوگئے پس اب بغیر اسکے انکو کوئی چارہ
نہین ہے کہ لفظ اصحاب کو مخصوص کردین ساتھہ خلفاے ثلثہ کے جیسا
کہ اصلی مقصود انکا یہی ہے اور بظاہر بغرض فریب دہی عوام عموماً
صحابہ کی بزرگی کے قائل ہین جیساکہ صاحب رجوم الشیاطین نے
اسکی تصریح بہی کی ہے اور تعبیہ کلام کا اختلال نظام شرح صاحب
منتہی الکلام سے معلوم ہوگا کہ بنا بر تصریح عینی وغیرہ ممن لا بصیرۃ
لہو فی الدین کے خود خلیفہ ثانی باآن ہمہ دانی شریک اعظم بلکہ جزو
اعظم بلکہ بے بصیرت مجسم قرار پاتے ہین کما سیجئ اور ہر گاہ اختلال
کلام کرمانی معلوم ہوا پس مولوی صاحب کا حال بہی قابل لحاظ و
لائق خیال ہے لیکن یہ کہنا مولوی صاحب کا خواص و حواریین
سلطان سریر ختم رسالت مراد نہین ہین پس مراد اس سے آیا وہ اصحاب
کرام ہین جو باتفاق تمامی فرق اسلامی ان اوصاف حمیدہ کے
ساتھہ موصوف تھے یا وہ صحابہ مراد ہین کہ ہنوز اسلام اونکا

ف: حارث بن سنان انصاری صحابی نصرانی ہوا

ف: خلیفہ دوم [illegible] بے بصیرت [illegible]

بین نزول فریقین ہے کہ مآل کار اوسکا بجز ثبوت اسلام ویا عدم اسلام
کچھ نہیں ہے پس اگر اول مراد ہے تو نعم الاتفاق ولا ریب فیہ عند اہل
المذاق والاتفاق خیر من النفاق والاختلاف والشقاق اور ظاہر
ہے کہ وہ صحابہ جو باتفاق فریقین بلکہ باتفاق کل فرقہ مدحت اور بکمال صفات
حمیدہ موصوف ہین اور اخص خواص و حواری سلطان رسالت و ملازم
رکاب با سعادت و مورد ہزاران مناقب و مصدر آیات و احادیث رفیع
المراتب ہین وہ نہین ہین مگر امثال حضرت ابوذر و سلمان فارسی و مقداد
و عمار و حذیفہ و خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین وغیرہم من الصحابۃ الکرام
طاہری اہلبیت الاطہار کہ باتفاق فریقین ممدوح و مقبول ہین اما عند
الشیعہ پس جیسا کہ خود مولویصاحب نے اسکا اعتراف کیا ہے اور جا بجا
منتہی الکلام مین اون لوگون کو مقبولین اہل حق سے قرار دیا ہے اما عند
السنۃ پس خود شاہ ولی اللہ نے ان حضرات کو نجبای رقبای ارباب تشیع
سے اپنی ازالۃ الخفا مین شمار کیا ہے اور فضل بن روزبہان نے انکو کہا ہے
لان فیہم من لم یتغیر ولم یبدل بعدہ بلا خلاف فہو من اہل النجاۃ
بلا نزاع الخ یعنے بعض ان صحابہ سے وہ لوگ ہین جنہون نے بعد آنحضرت
کسی امر مین تبدل و تغیر نہ کیا بلا خلاف پس وہ لوگ اہل نجات سے ہین بلا نزاع
الخ اور اگر شق ثانی مراد ہے یعنے مقبولین فرقۂ واحدہ اہلسنت تو ہمو نہ
کل تقادیر الحق درباره عدم ایمان اونکے بحال خود قائم و برقرار ہین
بلا وجہ اونکے متصف ہونا اون صحابہ کا ان اوصاف کے ساتھ نا ممکن
و ممتنع و محال ہے جیسا کہ ناظرین کتب سیر و احادیث پر مثل رابعۃ النہار
واضح و آشکار ہے اور جملہ عارفین حقوق مین بھی وہی سب کلام باقی

ہے اگر براہ اتفاق فریقین ہے تو مسلم ہے لیکن مخاطب کو غیر مفید ہے
اور اگر براہ شقاق اتفاق مقبول نہو تو اثبات اس مجملہ کا اون فرقون
کے لیئے از قبیل ممتنعات ہے خصوصا در صورتیکہ نصوص صریحہ اسکا
مین موجود ہون کہ ابتدای فطرت سے تا اختتام مدت نہ وہ لوگ عارف
خدا ہوئے نہ عارف حقوق رسول اور کون کہہ سکتا ہے کہ جن لوگون کی
اکثر عمرون کا حصہ بت پرستی و شراب خواری و زناکاری مین گذرا ہو
اور بعد اسلام ظاہری ہمیشہ احکام خدا و رسول پر طعن و اعتراض کرتے
ہون اور حضرت اون پر ناراض ہوتے ہون وہ لوگ عارف بحقوق ہونگے
کیا عرفان اسیکا نام ہے کہ ہمیشہ احکام رسول پر اعتراض کرین حتی کہ خود
حضرت بہ قسم فرمائین کہ شرک کی ریشہ دوانی تم لوگون کے دلون میں چیونٹی
کی چال سی بہی زیادہ مخفی ہے اور توریت کے نسخہ [illegible] حضرت کے [illegible]
اور اوسکی طرف میلان اپنا ظاہر کرین یہانتک کہ [illegible]
سے متغیر ہو جائے اور خلیفہ اول کی نسبت [illegible]
تیرے لیئے زنان پسر مردہ فرمائین اور حضرت اگر کسیکو بشارت دیتے کا حکم
دین اور علامت واضح عطا فرمائین کہ لوگون کو یہ خلین میری دیکھ اگر
بشارت دین اوسکو اس زور سے صدمہ پہونچاوین کہ چوتڑ کے [illegible]
اور اگر حضرت کسی پر بمصالح باطنیہ نماز جنازہ پڑہنا چاہین تو حضرت کا [illegible]
مبارک پکڑ کے پشت کی طرف کھینچین اور عتاب کرین اور حضرت کی [illegible]
مین شک کرین اور بروز حدیبیہ سب سی زیادہ اونکو شک اور [illegible]
حضرت بحکم خدا مصالحہ فرمائین اوسمے یہ حضرات آمادہ جنگ اور
کہ اگر ستر آدمی یا چالیس آدمی پاتے تو ضرور جنگ کرتے اور حضرت کے قول

کرنے کا حکم تھے مین آن حضرت دین اوسکو قتل نکرین اور دوسرے صاحب
یہ بات بنا دین کہ جو ہم سے بہتر تھا اوسنے قتل نہ کیا اور جسکا خون عام
طور سے آن حضرت حلال کرین دیدہ و دانستہ اوسکو چھوڑ دین اور بمقابلہ
حضرت کے جان نثارون اور فدویون اور صحابہ مخصوصین کے حضرت
کے دشمن جانی کافر محض کی پاسداری کرین بلکہ ایک صاحب کی طرفداری
کرنے پر جو حضرت غضبناک ہون اور دوسرے صاحب بھی مشورہ فرمائین
تو وہ بھی اوسکی طرفداری کرین اور حضرت کے غضب کا کچھ خیال نکرین
اور حضرت اگر اونسے پوچھین کہ ہمکو کسقدر دوست رکھتے ہو تو کہین
اپنے نفس سے کم جبپر حضرت فرمائین کہ واللہ آدمی کبھی مومن نہین ہو سکتا
جبتک ہمکو اپنے نفس سے زیادہ دوست نہ رکھے اور حضرت کو لشکر اعدا
مین یکہ و تنہا چھوڑکر بھاگ جائین اور حضرت اونکو حکم قطعی دین نام بنام کہ
تم لوگ فلانے لشکر کے ساتھہ جاؤ اور عین بیماری مین جب افاقہ ہو تو پوچھین
کہ وہ لشکر روانہ ہوا وہ لوگ جو نامزد ہوئے تھے گئے مگر حضرت کا حکم نہ مانین
اگرچہ آن حضرت لعن اللہ من تخلف فرمائین یعنے لعنت خدا کی اوسپر جو
اس لشکر مین نامزدگان سے نجائے اسپر بھی وہ لوگ حکم رسول کو نہ مانین
اور حسب خواہش باطل اپنے حکم خدا اور رسول کو بالکلیہ باد ہوائی تصور
کرین اور جسکو حضرت اون لوگون کا امیر و سردار بنائین اوسکی امارت
اور سرداری پر اعتراض کرین اور جسکو آن حضرت اپنی قرب وفات
مین حسب حکم خدا باہتمام شدید کہ عین اثنائے راہ مین وقت نصف
النہار اونٹون کے کجاوون کا منبر بنا کر حضرت اپنا وصی اور خلیفہ اور
جانشین اور امام و مولی تمامی امت کا بنا دین کو خود خلیفہ دوم و صحابہ

صحیح بخاری ... ازالۃ الخفا ...

مدارج النبوۃ ... شاہ عبدالحق دہلوی ...

شہ ۵ ازالۃ الخفا جلد دوم صفحہ ...

وازواج نبیؐ نے مبارکباد دی اوسکی خلافت اور امامت سے انکار
کرین اور علیؑ وقت وفات یا قریب اوسکے جو حضرتؐ بکمال خیرخواہی
امت و دلسوزی تمام خلقت و بغرض اشتمال منفعت دنیا و آخرت
وصیت نامہ تحریر فرمانا چاہین اور فرمائین کہ کاغذ و دوات لاؤ کہ ہم
وصیت نامہ تحریر کرین جسکے بعد پھر کوئی گمراہ نہو تو اوسکو روکدین
اور لکھنے ندین بلکہ ایسا کہین کہ معاذ اللہ یہہ شخص بغلبہ درد سے ہذیان
بکتا ہے انکی وصیت کی کیا ضرورت ہے کتاب خدا ہمکو کافی ہے اور
ایسا غل غپاڑا و شور و ہنگامہ مچائین کہ وہ رسول جو مصداق اِنَّکَ
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہے اون لوگون کو اپنی دولت سرا سے نکالدین کون
عاقل یا احمق کہہ سکتا ہے کہ یہہ لوگ عارف بحقوق خدا و رسول تھے
زندگی مین انکی یہہ حالت ہو بعد وفات اون سرور کائنات کے ان
حضرات کی یہہ حالت ہو کہ نہ حضرتؐ کا انکو غم ہو نہ رنج اہلبیت کو محزون
رہنے پر شماتت کرین بلکہ خود عمر اپنی احباب خاص کے مغموم رہنے پر تعجبانہ
سوال ہو کہ ای طلحہ اسکی کیا وجہ کہ جب سے رسول نے وفات پائی تم رد و لبعد
سو غبار آلودہ رہتے ہو شاید اپنی ابن عم کی خلافت گران گذرتی ہے
نہ اہلبیت رسول کو تسلی و تشفی دیجاوے بلکہ نہ اوس جثہ مقدسہ نبوی
کے دفن و کفن کی فکر ہوا دہر روح مقدس نے جسم اقدس سے
طرف عالم قدس کے پرواز کی اور یہہ حضرات جو منتظر وقت تھے
اور اسی غرض سے لشکر اسامہ کے ساتھہ روانہ نہوئے تھے بلا انتظار
غسل و کفن سقیفہ بنی ساعدہ مین دوڑتے ہوئے جائین بلکہ یہہ
جلدی ہو کہ ایک دوسرے کو کھینچا جائے اور سلطنت و خلافت

صحیح مسلم و صحیح بخاری ... [illegible]
... و تحفہ اثنا عشریہ صفحہ [illegible]
صحیح مسلم و بخاری
ازالۃ الخفا صفحہ [illegible]
[illegible] صفحہ [illegible]

* * * *

کے لیئے آپسمین دنگا اور تکرار کرین اور بیہودہ نزاعون مین آمادہ
قتل صحابۂ رسول ہون اور اقتلوا سعداً قتلہ اللہ کا غل مچائین اور
تحصیل دنیا مین ایسا مشغول ہون کہ تین روز تک جثہ مطہرہ رسول
بے دفن چھوڑ دین اور جب تک استحکام اساس سلطنت و خلافت
سے فارغ نہون متوجہ دفن وکفن نہون یہانتک کہ اسی دنیا طلبی
مین شریک دفن رسول نہوسکے کما فی بعض الروایات اسکے بعد بھی
تسلی وتشفی اہلبیت رسول کی فکر نہو بلکہ وہ اہلبیت رسول جو فراق مین
ایسے نبی کریم کے مشغول گریہ وبکا ہون اور ساون لوگون کے امور
دنیاوی مین شریک نہون اور حسب وصیت مشغول جمع قرآن ہون
اور شریک بیعت نہون تو اوسکے لیے ایک صاحب حکم دین کہ
جاکر قتل کرو اور دوسرے صاحب قسم کہائین کہ ہم گہر جلا دینگے بلکہ
آگ لکڑیان لیکر اوسکا گہر جلانا چاہین اور دختر رسول اور داماد رسول
اور نواسہای رسول کو عیاذاً باللہ اسی جرم کی بدولت کہ یہہ لوگ
ہماری بیعت کیون نہین کرتے چاہین کہ جلا دین اور اوس گہر مین
آگ لگا دین اگرچہ بعض اونکے عشرہ مبشرہ مین داخل ہون مگر چونکہ
تسلی بنت رسول کے لیئے اوس معصومہ کے مکا نمین آتے ہین اور
وہان پناہ لیا ہے وہ مفسد قرار دیے جائین اور درپے اونکے قتل اور جلا
دینے کا ارادہ کرین اور بضعۂ رسول کو ایسی ایذا پہونچائین کہ اسقاط
حضرت محسن ہو جائے اور دختر رسول جو اپنے باپ کا متروکہ جسکو خود
رسول نے اپنی زندگی مین ہبہ کردیا ہو مطالبہ کرے تو نہ دین جسکی
بدولت وہ پارۂ جگر رسول مدة العمر ناراض اور غضبناک رہے

اور تادم وفات اوس سے کلام نکرے بلکہ اپنے جنازہ کی شرکت پر روادار
نہو یہانتک کہ وصیت کر جائے کہ یہہ لوگ کبھی ہمارے جنازہ پر شریک
نہون اور وہی متروکہ دوسرونکو دیدیا جائے بلکہ اگر کوئی اور صحابی کچھہ
مانگے تو بلا عذر دیدیا جائے بلکہ کفار و منافقین کے لیے بخشش عام اور
جود و فیاضی کام مین لائی جائے اور وثیقہ لکھکر حوالہ کر دین مگر بنت رسول
کو ایک پارۂ زمین کے دینے مین یہہ دقت کیجاوے کہ گواہی و شاہدی
کے بعد بہی محروم رہے اور جس جس کو خدا اور رسول نے حق اہلبیت نبی
مقرر کیا ہو اوس سے بہی وہ محروم کیے جائین اور خود وہ لوگ اقرار کرین
کہ داماد رسول و عم رسول ہمکو کاذب و غادر و خائن و آثم جانتے ہین
وغیر ذلک من الافعال کہ جنکا احصا یہان دشوار ہے پس ایسے لوگون
کون عاقل یا احمق بہی عارف حقوق رسول اور مصدر ہزاران مدائح او
مناقب کہہ سکتا ہے حاشا وکلا بخدا کوئی منصف مزاج ایسون کو دوست
و خیر خواہ و عارف حقوق رسول نکہے گا والا ہر کافر و فاسق یقینی
انسے بڑہکر مؤمن کامل و عارف حقوق رسول قرار پائے گا ازینجاست
کہ بعض حضرات اہلسنت نے بہی مجبور ہو کر ایسون کو غیر عارف اور جاہل
و منافق کہا ہے چنانچہ علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین فرماتے
ہین کما نقل فی تشئید المطاعن و فی کتاب الجہاد ہجر بدون
الہمزۃ و فی روایۃ الکشمیہنی ہناک ہجر ہجر رسول اللہ بتکرار
لفظ ہجر و قال عیاض معنے ہجر افحش و یقال ہجر الرجل اذا ہذی
و اہجر قلت نسبۃ مثل ہذا الی النبی لا یجوز لان وقوع مثل ہذا
الفعل عنہ علیہ الصلوۃ والسلام مستحیل لانہ معصوم فی کل حالۃ

فے صحته و مرضه بقوله تعالی و ما ینطق عن الهوی ولقوله ع انی
لا اقول فی الغضب و الرضا الا حقا و قد تکلموا فی هذا المواضع کثیرًا
واکثره لا یجدی نفعًا والذی ینبغی ان یقال الذین قالوا ماشانه
اهجر او هجر بالهمزة وبدونها هوالذین کانوا قریبی العهد بالاسلام
ولم یکونوا عالمین بان هذا القول لا یلیق فی حقه ع لانہ ظنوا انه
مثل غیره من حیث الطبیعة البشریة اذا اشتد الوجع فیهم تکلمن
غیر تحریر فے الکلام انتہی یعنے ہجر بدون ہمزہ اور بروایت کشمیہنی مین
اہجر ہجر رسول حل بکار ہے کہا قاضی عیاض نے معنے ہجر کے بری بات ہے
لوگ کہتے ہین ہجر بطل حیقت کوئی ہذیان بکے عینی کہتے ہین کہ اوسکے یعنے
ہذیان کی نسبت حضرت کی طرف کسیطرح جائز نہین ہے کیونکہ نبی سے ہذیان
صادر ہونا محال ہے اسلیئے کہ وہ حضرت ہر حال مین معصوم ہین خواہ
صحت ہو خواہ بیماری کیونکہ خدا فرماتا ہے میرا نبی خواہش نفس سے کوئی
کلام نہین کرتا بلکہ کلام اوسکا بوحی ہوتا ہے اور خود حضرتؐ نے فرمایا ہے
کہ مین خوشی اور ناخوشی مین سوای حق کے کوئی بات نہین کہتا اور اس
مقام پر لوگون نے بہت سی باتین بنائی ہین مگر کوئی بکار آمد نہین ہے
اور میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ کہا جاوے کہ جنہون نے ہذیان
کی نسبت حضرت کی طرف کی اور ہجر یا اہجر کہا یہ وہ لوگ تھے جو تازہ
مسلمان تھے اور مدارج نبیؐ سے ناواقف تھے اور رتبہ کو پہچانتے نہ تھے
اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایسا کلمہ حق مین حضرت کے کہنا جائز نہین ہے
اون لوگون نے حضرت کو بھی مثل اور لوگون کے خیال کیا کہ جب درد کا
غلبہ ہوتا ہے ہذیان بکنے لگتے ہین انتہی ترجمہ کلام علامہ عینی اور ابن حجر

عسقلانی شرح فتح الباری مین کہتے ہین قلت ویظہر لے ترجیح ثالث
الاحتمالات التی ذکرہا القرطبی ویکون قائل ذالک بعض من قرب دخوله
فی الاسلام وکان یعہد ان من یشتد علیه الوجع قد یشتغل به
عن تحریر ما یرید ان بقوله الخ یعنے تاویلات قرطبی سے زیادہ میرے
نزدیک ترجیح ثالث یہہ معلوم ہوتی ہے کہ قائل اس کلمہ کا وہ شخص تہا
جو قریب قریب مسلمان ہوا تہا الخ پس معلوم ہوا کہ قائل اس کلمہ کا
بے بصیرت اور جاہل اور تازہ اسلام تہا کہ وہ واقف نہ تہا حضرت کے
مراتب سے اور مدارج رفیعہ سے بیخبر تہا کہ امر ناجائز کا دربارہ حضرت
مرتکب ہوا اور باتفاق اکثر اعاظم محدثین و علمای متدینین مثل ابن اثیر
جزری فی النہایہ و خفاجی نے نسیم الریاض و امام نووی فی شرح
صحیح المسلم و شیخ عبد الحق دہلوی فی شرح المشکوۃ و غیرہم من الثقات
جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب قائل اس جملہ کے تہے تواب بہ ترتیب
مقدمات یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ حضرت عمر بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان
جاہل قدر نبی آخر الزمان تہے باین طور کہ حضرت عمر نے رسول کو لیہجر کہا
اور جو شخص رسول کو لیہجر کہے وہ بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل
ہے پس حضرت عمر بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل ہین وہو المطلوب
بالجملہ یہہ کلام مولویصاحب کہ جو لوگ مورد ہزاران محامد و مناقب
ہین وہ مصداق اس حدیث کے نہین ہین پس صحیح ہے جو لوگ واقعے
مصدر ہزاران فضائل و مناقب ہین وہ ہرگز مصداق حدیث خوض
نہین ہین مگر یہہ وہ لوگ ہین جو مقبول عند الفریقین و مسلم الثبوت عند
الطرفین ہین لیکن جن لوگون کو فقط آپ مصدر فضائل و مناقب

بیان کرتے ہین وہ لوگ اون فضائل و مناقب کے مصداق نہین
ہین بلکہ فی الواقع وہی لوگ حقیقۃً مورد حدیث حوض ہین جیسا کہ
مابعد بتفصیل تمام مصدر احداث ہونا اونکا مذکور ہوگا پس فرق تعیین
و تشخیص ہین سے ہے و بالاتفاق خبیر من الاختلاف باقی یہہ دلیل جو مولویصاحب
پیش کرتے ہین زیرا کہ ازین بزرگان بعنایت الٰہی تاخیر از حقوق ہم بظہور
نہ پیوستہ بلکہ ایشان اقدام بتائید دین اسلام نمودند الخ پس شاید
مولویصاحب کا یہہ خیال ہے کہ درمیان تبدیل و تاخیر بعض حقوق و
اقدام بتائید دین اسلام منافات اور تناقض ہے کہ دونون ایک جا
جمع نہین ہوسکتی ہین تو پہر کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہہ بزرگوار باوصفیکہ تائید
اسلام کرتے تھے مصدر احداث ہون مگر صد شکر کہ خود مولویصاحب ہی اس
دلیل کو باطل کرتے ہین چنانچہ دربارۂ مالک بن نویرہ کہتے ہین وان
عنیتم بارتداد المالک المذکور انحرافہ عن بعض الحقوق و احداثہ
فی الشریعۃ مالم یؤذن بہ اللہ سبحانہ فہب انہ کان کذلک لکن
لا یمتنع اجتماع الاسلام مع ہذہ المرتبۃ یعنے اگر تم ارتداد مالک سے
یہہ مراد لیتے ہو کہ وہ بعض حقوق سے منحرف ہوا اور شریعت مین
احداث کیا پس ایسا ہی ہے لیکن اسلام کا جمع ہونا ایسے مرتبہ کے
ساتھہ محال نہین ہے پس یہی تقریر بعینہ دربارۂ صحابہ مقبولین اہلسنت
بہی بطریق اولے جاری ہے کہ وہ لوگ بہی باوصف اقدام بتائید دین
اسلام جامع مرتبۂ تقصیر بعض حقوق و احداث فی الشریعۃ ہوئے چنانچہ
حدیث نبوی مین بہی اسکی تصریح ہوئی ہے کیونکہ آپ خود اس حدیث
کو ازالۃ الغین مین صحیح و معتبر بیان کرتے ہین جو صحیح بخاری مین ہے

ان اللّٰہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر وباقوام لاخلاق لھم وبرجال ما ھم
من اھلہ ازالۃ الخفا مین ہے واگر این داعیہ از دل کسے بجوشد او را خلیفہ
خاص نتوان گفت اگر فاجر است مصداق ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل
الفاجر گردید واگر فاجر نیست مثل سنگ وچوب او را تحریک کنند وتحریک او کار
مطلوب بہ اثبات رسانند و او را ہیچ فضیلتی نہ جس سے معلوم ہوا کہ محض
اقدام بتائید دین اسلام کرنا اور کفار سے مقابلہ کرنا ہرگز موجب فضیلت
نہین ہے جبتک شرائط دیگر کا مثل ایمان وحقیت وغیرہ کے تحقق نہوا ور
یہان ویسا ہی ہے کہ گو بظاہر دین اسلام کی تائید ہوئی مگر شرائط مقبولیت
مفقود ہین ازینجاست کہ باوصفیکہ خالد بن ولید جو عہد رسول مین سردار
لشکر ہوا اور خلیفۂ اول کی خلافت بدولت اوسکے قائم رہی کہ مجاہد کہلانے
لگے اور خلیفہ صاحب نے اونکو سیف اللہ کہا اگر جناب خلیفۂ دوم کے
نزدیک واجب القتل لازم العزل رہے اور یہی کثرت قتل ذریعۂ ملال کہ خلیفہ
دوم نے خلیفۂ اول سے کہا اعزلہ فان فی سیفہ رھقاً کیف یقتل مالکاً
ویاخذ زوجتہ کما فی انسان العیون لبرھان الدین الحلبی یعنی خدمت
خلیفۂ اول مین خلافت مآب نے عرض کیا کہ خالد بن ولید کو معزول کرو
کیونکہ اسکی تلوار مین بڑی تیزی ہے مالک کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ پر
متصرف ہوا اور تاریخ کامل التواریخ ابن اثیر مین ہے قال عمر لابی بکر
ان سیف خالد فیہ رھقٌ یعنی عمر نے ابوبکر سے کہا کہ سیف خالد مین
تیزی ہے پس اگر مطلقاً جہاد کرنا اور جنگ وپیکار موجب فضیلت ہے
تو پھر خالد بن ولید باوصف ان فتوحات کے اس تیزی سیف کی باعث
کیون خلیفۂ دوم کے نزدیک معیوب ومعتوب ٹھہرا اور فتوح شام واقدی مین ہے درمیان اسکے

صـ انسان العیون سریۃ خالد بن الولید الی بنی خذیمۃ ۱۲

کہ ابو عبیدہ نے خالد کو واسطے نصرت عبداللہ بن جعفر کے روانہ کیا
تو خالد نے کہا والآن اشہدک انی جعلت نفسی فی سبیل اللہ حبسا وسوف
لحامل امیر المؤمنین اذ قال انی لا ارید الجہاد الا لاجل النمو الخ کما فی
تشئید المطاعن جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ دوم نے خالد کو کہا کہ خالد
ارادہ جہاد نہیں کرتا مگر واسطے بلند نامی کے پس اگر مطلق جہاد جس طرح
ہو موجب فضیلت نہین تو خلیفہ صاحب نے کیون مذمت کی اور انکو
قلب خالد پر کیونکر اطلاع ہوئی بہر کیف اس تقریر سے بخوبی ثابت
ہوا کہ مطلق جہاد اور تائید دین خدا مین جنگ و جدال کرنا موجب
مدح نہین ہے جب تک شرائط ایمان وحقیت و خلوص نہ ثابت ہو
اور اثبات ان امور کا یہان محال ہے یہین سے ہے کہ خود شاہ صاحب
حاشیۂ تحفہ مین فرماتے ہین ولاشک ان کان یشہد معہ المشاہد
ویحضر المغازی المنافق یطلب الغنائم والرقیق الدین والمرتد والشاک
الخ یعنے حضرت کے ساتھہ مشاہد و معرکہای جہاد مین منافقین و مرتدین
وشاکین بہی شریک ہوتے تھے الخ جنسے یقینے کچہہ نہ کچہہ کسی غرض سے
ہو تائید دین ہوتی تہی پس اگر محض شرکت جہاد موجب فضیلت ہے
تو وہ منافق کیونکر کہے جا سکتے ہین اور ان امور سے اگر ہم قطع نظر بہی کرین
تو خود بنص رسول حضرت شیخین کا غیر متصف ہونا ساتھہ نصرت دین کے
ثابت ہے جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۶ مین ہے کہ حضرت نے قریش سے
فرمایا واللہ خدا اوس شخص کو تمپر بہیجے گا کہ جسکے قلب کا خدا نے واسطے
ایمان کے امتحان کیا ہے اور تم لوگون کو قتل کرے گا واسطے حمایت دین کے
تو ابوبکر نے کہا یا حضرت کیا ہم ہین حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یا حضرت

ص ۱۲۱

ص ۲۲۰

ہم ہین حضرت نے فرمایا نہین لیکن یہہ وہ شخص ہے جو مرمت میرے
میرے نعل کی کرتا ہے اور اوسوقت جناب امیرؑ کو نعل مبارک واسطے
درست کرنے کے دیا تہا پس ہرگاہ بنص رسول شیخین کا منکر بیضئے
الدین کا ہونا معلوم ہوا اور مابعد انتشار اسلام وعدم تبدیل وتغیر
مالک وغیرہ مانعین زکوٰۃ بتصریح تمام مذکور ہو گی پس اب شیخین وخالد
وغیرہ پر وہ حکم جاری ہوگا جو صحیح بخاری صفحہ ۶ مین ہے سمعت
رسول اللہ صلعم یقول اذا التقی المسلمان بسیفہما فالقاتل والمقتول
فی النار الخ یعنے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے تو
قاتل اور مقتول دونون جہنم مین ہین اور کیونکر کوئی مسلمان اسکا قائل
ہو سکتا ہے کہ جن لوگون کو نفس رسول زوج بتول مصداق علی مع
الحق والحق مع علی کاذب غادر خائن آثم جانتا ہو کما فی صحیح المسلم صفحہ
۱۵ جلد ۲ وہ لوگ کبہی مؤمن ودیندار ہونگے حالانکہ صحیح بخاری مین ہے
ص۶ ورق کہ فرمایا حضرت نے چار علامت نفاق ہے جسمین چارون
جمع ہون وہ منافق خالص ہے اور جسمین ایک ہو اوسمین ایک شعبہ
نفاق ہے جب امانت رکہی جائے اوسکے پاس وہ خیانت کرے یعنے
خائن ہو اور جب کلام کرے جہوٹ بولے یعنے کاذب ہو اور جب عہد
کرے غدر کرے یعنے غادر ہو اور جب مخاصمہ کرے تو فجور کرے
یعنے فاجر ہو پس با وصف ثبوت ان اوصاف اربعہ کے شیخین مین
نزد جناب امیر حسب بیان خلیفہ ثانی اسلام کہان رہا بجز نفاق کے
الا ان یکون مخالفا للرسول ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین
لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم

وساءت مصیراً لیکن یہہ کہنا مولویصاحب کا کہ پس مصدر این تبدیل وتغییر وتاخیر از حقوق نیستند مگر غیر ملازمین اعراب کہ بصیرتے در دین وحفظے کامل در اسلام حاصل نکردہ بودند پس بغرض تسلیم کلام عینی وعسقلانی سے معلوم ہوا کہ خلیفہ دوم کو وقت وفات رسالت مآب تک بصیرت کامل اور حفظ وافر اسلام سے نہ تہا پس اگر صاف صاف اقرار کر دیتے کہ وہی یا وہ بہی مصداق اس حدیث کے ہین فنعم الاتفاق لیکن یہہ کہنا مولویصاحب کا وبجہہ واسطہ بعد وفات سید کائنات الخ پس یہہ جملہ بہی مفید آپکے مطلب کا نہین ہے کیونکہ اگر مقصود آپکا تعمیم ہے یعنے جملہ منکرین زکوۃ مصداق اس حدیث ہین تو موافق آپکی رائے کے مفتح حدیث کے بالمرہ مخالف ہوتا ہے اسلیے کہ آپ وہان تقلیل کے قائل ہین حتے کہ اقل من العشرۃ بیت داخل کیا ہے اور یہان منکرین زکوۃ کی تعداد سیکڑون سے بہی متجاوز ہوتی ہے جیسا کہ کلام شاہ ولی اللہ سے ظاہر ہے عن قتادۃ قال انزل اللہ ھذہ الآیۃ وقد علم انہ سیرتد مرتدون من الناس فلما قبض اللہ نبیہ ارتد عامۃ العرب عن الاسلام الا ثلثۃ مساجد اھل المدینۃ واھل المکۃ واھل الجواثا من عبد القیس وقال الذین ارتدوا نصلی الصلوۃ ولا نزکی واللہ لا تغصب موالنا فکلم ابو بکر فی ذالک لیتجاوز عنہم وقیل اما لو فقھوا ادوا الزکوۃ فقال واللہ لا افرق بین شیٔ جمعہ اللہ ولو منعونی عقالا مما فرضہ اللہ ورسولہ لقاتلتہم علیہ فبعث اللہ بعصاب مع ابی بکر فقاتلوا حتے قتلوا واقروا بالماعون وھو الزکوۃ قال قتادہ فکنا نتحدث

ص ۱۷۶ ازالۃ الخفا

یعنی بعض ینجرہ

ان هذه الآیة فی ابا بکر و اصحابه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه الخ یعنے قتادہ سے منقول ہے کہ خدا نے یہہ آیت نازل کیا اور وہ جانتا تہا کہ کچہہ لوگ مرتد ہونگے جب آنحضرت نے انتقال فرمایا تو عام عرب اسلام سے مرتد ہوئے مگر تین مسجد اہل مدینہ اہل مکہ اور اہل جواثا قبیلۂ عبد القیس سے اور جو لوگ مرتد ہوئے وہ کہتے تہے کہ ہم نماز پڑہینگے مگر زکوۃ نہ دینگے قسم بخدا کہ ہم مال اپنا غصب ہونے نہ دینگے پس ابوبکر سے لوگون نے کہا کہ انسے درگذر کرو بعض نے کہا اگر یہہ واقفہ ہوتے تو زکوۃ دیتے ابوبکر نے کہا واللہ ہم جدا نکرینگے اوس چیز مین جسکو خدا نے جمع کیا ہے اگر یہہ لوگ وہ ریسمان جسمین جانور باندہی جاتے ہین نہ دین مفروضۂ خدا سے تو ہم انسے قتال کرینگے پس خدا نے اس لشکر کو ہمراہی ابوبکر اونپر مسلط کیا یہانتک کہ اونکو قتل کیا اور زکوۃ اونسے لیا کہا قتادہ نے کہ پس ہم لوگ باخود ہا بیان کرتے تہے کہ یہہ آیۃ دربارۂ ابوبکر نازل ہوا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہہ لوگ یعنے جسقدر لوگ مرتد ہوئے وہ اصل زکوۃ کے منکر تہے اور اونہین پر مرتد عن الاسلام کا بہی اطلاق ہوا اور سوای مکہ اور مدینہ اور جواثا کے جتنے لوگ مسلمان تہے وہ سب کے سب بوجہ انکار زکوۃ کے مرتد ہوئے اور بوجہ اقرار زکوۃ پہر مسلمان ہوئے اور کتاب زین الفتی مین ابو محمد احمد بن محمد بن علی عاصمی بذیل ذکر ارتداد حارث بن سنان اسدی لکہتے ہین وکان اول من ارتد فاما اہل الردۃ فکانوا لا ینتصرون ولا یتہودون ولا یتمجسون انما قالوا نصلی و نصوم ولا نودی الزکوۃ فاما اول من تنصر فی الاسلام فانہ حارث بن سنان انتہی

یعنے حارث بن سنان اول شخص ہے جو مرتد ہوا اور اہل ردۃ نہ نصرانی
ہوئے تھے نہ یہودی نہ مجوسی وہ یہی کہتے تھے کہ ہم نماز پڑہین گے روزہ
رکہین گے مگر زکوۃ نہ دینگے پس اس سے بہی بخوبی واضح ہوا کہ جتنے لوگ مرتد
ہوئے تھے وہ اصل اسلام سے نہین مرتد ہوئے تھے بلکہ بوجہ انکار
زکوۃ مرتد ہوئے اور ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین بذیل انکار ابن
مسعود از قرآنیت معوذتین فرماتے ہین وقد قال ابن الصباغ فے
الکلام علے مانعی الزکوۃ وانما قاتلهم ابوبکر علے منع الزکوۃ ولم یقل
انهم کفروا بذلک الخ یعنے قتل نہ کیا ابوبکر نے اون لوگون سے مگر بوجہ
منع زکوۃ کے اور یہہ نہ کہا کہ وہ لوگ کافر ہوگئے الخ پس اگر کل مرتدین
کو جو بتصریح اکابر اہلسنت حقیقۃً مانعین زکوۃ سے تھے مورد اس حدیث
اصحابی کا قرار دین جیسا کہ مولویصاحب نے فرمایا و بمجرد استماع خبر وفات
سید کائنات از دادن زکوۃ و اخذ صدقات دست کشیدند الخ تو
خود اونکے کلام مین تناقض صریح لازم آتا ہے کیونکہ ابتدا مین تقلیل
کے قائل ہوئے جسکو اقل من العشرۃ بنایا تہا اور اب مرتدین کی مقدار بہت
کثیر قرار پاتی ہے ولا یرضی بہ عاقل فضلاً عن فاضل پس معلوم ہوا
کہ مراد مولویصاحب کل افراد مرتدین مذکورین نہین ہے بلکہ مالک
بن نویرہ و اصحاب اونکے مراد ہین چنانچہ مولویصاحب نے جابجا
اسکی تصریح بہی کی ہے اور کل مرتدین کو نکال کر بالخصوص مالک بن
نویرہ کو مع اتباع مصداق اس حدیث کا قرار دیا ہے چنانچہ ایک
مقام مین ہے وان عنیتم بارتداد المالک المذکور انحرافہ عن
بعض الحقوق واحداثہ فی الشریعۃ مالم یؤذن بہ اللہ فہب انہ

صفحہ ۸۶ نہی الکلام

کذلک الخ دوسرے آدم بر اثبات تبدیل و تقصیر و احداث مالک
بن نویرہ کہ بجہت انکار زکوۃ بر ذمہ او لازم افتاد الخ تیسرے وجہ
کہ علماء اہل حق شکر اللہ مساعیہم فی الدین و رضی اللہ عنہم اجمعین
در شروح احادیث خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام وغیرہ در
اشعار معتبرہ علم کلام بتحقیق و الزام طرح اقامت ادلہ بر ردت مالک
متشیعین بالمعنی المشار الیہ فگندہ الخ چوتھے بعد انکار مسیلمہ و طلیحہ
بن خویلد و اسود عنسی مرتدین کی مصداق حدیث حوض ہونے سے
فرماتے ہین پس معلوم شد کہ از سائر اہل ردہ حریفان بنی یربوع
مراد اند الخ علاوہ اسکے تمامی منتہی الکلام مین مصداق حدیث بنانے
مین سوای مالک بن نویرہ کے اور کسیکا نام مذکور نہین ہے جس سے
معلوم ہوا کہ مولویصاحب کے نزدیک مصداق حدیث حوض تحقیقاً مالک
ت عمر یعنی مالک بن نویرہ ہے پس ہر چند اس تحقیق کا بطلان
بہی کلام شاہ صاحب سے ظاہر ہے جیسا کہ مذکور ہوا مگر بحول اللہ
و قوتہ تعالے اب خود کلام مولویصاحب سے مالک کے مصدر
تبدیل و تغییر و احداث و تقصیر ہونے کو ایسا باطل کرتا ہون کہ پہر
جاے دم زدن نہ ہے کیونکہ مولویصاحب بصارۃ العین مین فرماتے
ہین و در باب بطلان خلافت یزید انچہ در احادیث نبویہ و تصریح اکابر اہلسنت
مذکور ست اگر مخاطب والا شان را شوق استماع آن در سر باشد مختصرش بگوش دل بشنود اخرج
الرویانی فی مسندہ عن ابی الدرداء قال سمعت النبی ص یقول اول
من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید انتہی اور
ازالۃ الغین مین فرماتے ہین تکیف کہ حضرت نام یزید فرماید و خروج او

صدر منتہی

ص ۲۰۳

بنص شارع بوقوع آید و ہیچ قیمت از طرف خود افزوده نشود
پس اول من یبدل سنتی رجل یقال له یزید بلا معارض ماند انتہی
جس سے معلوم ہوا کہ یزید پہلا شخص ہوگا جو تبدیل سنت رسول
کریگا پس اگر مولویصاحب قائل ہون کہ مالک سے تبدیل وقوع
مین آیا تو تکذیب اس حدیث کی لازم آتی ہے پھر اولیت تبدیل یزید
کیونکر درست ہوگی مولوی صاحب یقینا قید ابکرتے ہین پس تحریر
سابق اونکی جو دربارہ مالک ہے یقینی منسوخ ہوگئی سند ناک نبظر
مزید تسکین خاطر وقت ماثر مولوی حیدرعلی ضرور ہے کہ حال مالک
کیطرف توجہ کامل کیجائے اور تحقیق حق حاصل کیجائی پس واضح ہو
کہ اس مقام پر جناب سید مرتضی علم الہدی رضی اللہ عنہ وارضاہ
نے عجب تحریر لطیف و تقریر شریف فرمائی ہے کہ اہلسنت کیلیے
راہ چارہ و تدبیر مسدود ہوگئی اور ساری حرفتین اونکی مردود
ہوگئین چنانچہ مولوی صاحب نے خود اوس عبارت کو نقل کیا ہے
اور اوسکے ابطال کے لیے کیا کیا پیچ و تاب کھایا ہے جس سے
عاجزی و زبونی اونکی نمایان ہے اور حیرانی و سرگردانی
مثل آفتاب درخشان تابان ہے وهذه عبارته الشریف کما فی منتہی
الکلام واما صنیع خالد فی قتل مالک الخ یعنے حرکت خالد دربارہ
مالک کہ اوسکو قتل کیا اور مال اوسکا لوٹ لیا اور اوسکی زوجہ کے
ساتھہ اوسی شب مباشرت کی حالانکہ کوئی امر اوس سے ایسا ظاہر
نہوا تھا کہ وہ مرتد قرار دیا جائے بلکہ خلاف اسکا اوس سے نمایان
تھا کہ وہ مسلمان تھا اور حقیقۃً لائق اس سزا کا وہ شخص تھا جسنے غفلت کیا اوسکے

حقوق سے اور قاتل مالک یعنی خالد بن ولید پر حکم خدا کو جاری نکیا
اور خطا پر مصر رہا حالانکہ خود خالد کی خطا کا اقرار کیا اور قبل اسکے کہ
ہم اون روایات پر غور و فکر کرین کہتے ہین کہ کیونکر جائز ہے اہلسنت
کو کہ وہ اسکے قائل ہون کہ مالک باوصف اقرار بصلوۃ و صوم منکر
زکوۃ تہا حالانکہ قرآن مین دونون کا حکم ساتہہ ہی آیا ہے اسلیئے کہ
اگر وہ اسکے قائل ہون کہ مالک باوصف اقرار بصلوۃ منکر زکوۃ
تہا تو اس سے خود اونکے اصول مقررہ باطل ہوتے ہین کیونکہ بیقین
معلوم تہا کہ زکوۃ و صلوۃ کا حکم شرع محمدی و دین اسلام مین یکسان
تہا پس اگر اہلسنت قائل ہون کہ مالک منکر زکوۃ تہا تو لازم آتا ہے
کہ اصول دین کے اصول دین ہونے مین قدح لازم آوے اور زکوۃ
کا ضروریات دین سے ہونا باطل ہو جائے اور اس سے زیادہ عجب
یہہ ہے کہ قاضی القضاۃ صاحب مغنی کہتے ہین ایسا ہی حال تہا کل اہل
ردہ کا یعنے وہ لوگ بہی نماز پڑہتے تہے اور منکر زکوۃ تہے حالانکہ ہمنے
بیان کیا کہ یہہ امر بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت محال ہے اور خود یہہ
روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہے اسلیئے کہ جمیع اہل نقل نے روایت کی
ہے کہ جب خلیفۂ اول نے لشکر واسطے قتال مرتدین کے روانہ کیا
تو اونکو حکم دیا کہ تم اذان و اقامت کہو اگر وہ لوگ جنسے لڑنے گئے
ہو وہ بہی اذان کہین اور اقامت کرین تو اونسے باز آؤ نہ لڑو اور
اگر ایسا نکرین تو بے تامل اونسے جنگ و جدل کرو پس خلیفہ صاحب
نے علامت اسلام کی اذان و اقامت کو قرار دیا پس یہہ کہنا قاضی
صاحب کا کہ اسیطرح تمامی اہل ردہ نماز پڑہتے تہے غلط ہوا اور خود

یہہ امر یقینی ہے کہ اصحاب مسیلمہ وطلحہ وغیرہ نے خود دعوای نبوت
کیا تھا اور اصل اسلام سے روگردان ہوگئے تھے اور نہ اسلام
کی نماز کو مانتے تھے نہ کسی دیگر احکام اسلام کو انتہی ترجمۃ کلام الشریف
اب اس تقریر شریف وعبارت لطیف وتحریر منیف کو ہر پہلو و
جوانب سے دیکھنا چاہیئے اور اسکی جودت ومتانت پر نظر رکھنا
چاہیئے کہ کیسا اہلسنت کو محصور کیا اور عن ایمانھم وشمائلھم غضب
کردگار سے مقہور کیا مولوی حیدر علی اس سے یہہ سمجھے ہین کہ جناب
سید رضا اصل ردہ مالک کو فے نفس الامر محال ثابت کرتے ہین
چنانچہ کما شریف مرتضی امام الائمہ طائفہ در کتاب شافی کہ بجواب
مغنی قاضی القضاۃ عبد الجبار معتزلی بقالب تالیف درآوردہ بمقتضای
حبک الشئ یعمی ویصم درصدد آن شدہ کہ ردت مالک را بمعنے انکار
زکوۃ از دائرہ امکان بیرون نماید چنانچہ عبارت شریف مذکور
کہ حیرتنگاہ خلائق است بچشم عبرت بین ملاحظہ باید کرد سبحان اللہ
کیا خوش فہمی ہے اور کیا لیاقت علمی جناب سید اس استحالہ قبول
روایات کو بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت ثابت کرتے ہین یا فی نفس
الامر یا بنا بر اعتقاد خود سچ ہے حبک الشئ یعمی ویصم نے مولوی
صاحب کو ایسا مجبور کیا کہ اونہون نے عبارت جناب سید کو
ندیکھا نہ سنا دیکھیئے جناب سید خود فرماتے ہین کیف یجوز عند
خصومنا علی مالک واصحابہ جحد الزکوۃ یعنے ہمارے فریق مخالف
اہلسنت کیونکر اسکے قائل ہوسکتے ہین کہ مالک اور اوسکے اصحاب
نے باوصف اقرار صلوۃ انکار زکوۃ کیا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ

یہہ استحالہ بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت ہے نہ فی نفس الامر ولعمری ذلک طریف جدًا ایسی خوش فہمی کے ساتہہ مولویصاحب اعتراض بہی کرتے ہین چنانچہ اول اعتراض اونکا یہہ ہے مختصر منتہی نخستین آنکہ اگر مراد از مقارنت صلوۃ و زکوۃ این معنی ست کہ اکنون ممکن نیست کہ احدی از مردم بفرضیت احدہما دون الآخر قائل گردد فمع انہ اغرب من کل غریب عند المنصف اللبیب مکذبش شبہہ مشہور است کہ علمای فریقین در کتب خویش آوردہ اما کلام علمای مخالفین پس قبل ازین گذشت و اما کلام علمای الحق پس درین مقام انچہ فخر المتکلمین امام المتبحرین در تفسیر کبیر تقریرش فرمودہ و کنتوری در ہفوات خود نقل نمودہ بران اکتفا میرود فانظر الی عبارتہ احتج مانعوا الزکوۃ فی زمان ابی بکر الصدیق بہذہ الایۃ وقالوا انہ تعالی امر الرسول باخذ الصدقات ثم امرہ ان یُصلّی علیہم وذکران الصلوۃ سکن لہم فکان وجوب الزکوۃ مشروطا بحصول ذلک السکن ومعلوم ان غیر الرسول لایقوم مقامہ فی حصول ذلک السکن فوجب ان لایدفع الزکوۃ الی احد غیر الرسول انتہی ترجمہ یعنے مانعین زکوۃ نے استدلال کیا ابوبکر کے زمانہ مین اس آیہ کے ساتہہ اور کہا کہ خدا نے اپنے رسول کو حکم کیا باخذ صدقات اور حکم کیا بصلوۃ اون لوگون پر اور یہہ بہی ذکر کیا کہ یہہ صلوۃ سکن یعنے موجب رحمت ہے اون لوگون کے لیئے اور معلوم ہے کہ غیر رسول اس بارے مین حضرت کا قائم مقام نہین ہوسکتا تو ضرور ہوا کہ غیر رسول کو زکوۃ نہ دیجائے اور صرافت

اس کلام کی مولوی صاحب کی از قبیل بدیہیات ہے اسلیئے کہ جناب سید
استحالہ انکار زکوۃ بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت ثابت فرماتے
ہین تو مولویصاحب کو ضرور تھا کہ اپنی اصول موضوعہ کو یاد کرتے
اور اس کلام کو بخوبی سمجھتے جب جو چاہتے کہتے پس ضرور ہے کہ ہم
پہلے وجہ اس استحالہ کی مولوی صاحب کو سمجھالین بعد اوسکی اونکی
کلام کی بطلان کو ظاہر کرین علامہ سیوطی اتقان مین فرماتے ہین
کہ اصل تواتر قرآن پر ایک مسئلہ بہت مشکل امام فخر الدین نے وارد
کیا ہے کہ ابن مسعود سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ سورہ حمد اور
معوذتین کے قرآن ہونے کے منکر تھے اور یہہ امر بہت مشکل ہے
اسلیئے کہ اگر ہم کہین کہ قرآن کو زمانہ صحابہ مین تواتر حاصل تھا تو پھر
ابن مسعود نے جو قرآن متواتر کا انکار کیا اس سے کفر اونکا لازم
آتا ہے اور اگر کہین کہ اوس زمانہ مین قرآن کو تواتر حاصل نہ تھا
تو لازم آتا ہے کہ قرآن متواتر الاصل نہ ہے اور یہہ اوس سے
زیادہ مشکل ہے پس اس عقدہ لاینحل کے دفعیہ کے لیئے ضرور ہے
کہ ہم قائل ہون کہ اصل روایات دربارہ مذہب ابن مسعود بانکا
قرآنیت معوذتین وسورہ حمد باطل ہے جب ہی نجات ہوگی والا
فلا انتہی ملخصاً وقدم سابقاً پس اسیطرح کا اعتراض یہان بھی
دربارہ انکار مالک بفرضیت زکوۃ وارد ہوتا ہے لہذا اہلسنت
کو ضرور ہے کہ اصل روایات کا انکار کرین اور تقریر اوسکی یون ہے
کہ ہرگاہ اوس زمانے مین قرآن متواتر اور حکم صلوۃ و زکوۃ کہنا
ضروریات دین سے ہے یکسان تھا اور مالک مقر بقرآن و مقیم صلوۃ

تو پہر انکار زکوۃ اوس سے کیونکر ہو سکتا ہے اسلیئے کہ اگر زکوۃ کا انکار
کیا تو لازم آتا ہے کہ کافر ہو جائے کیونکہ منکر ضروریٔ دین کافر ہے
جیسا کہ شاہ صاحب نے لکہا ہے اور کوئی اوسکو کافر نہین کہتا والا
تکذیب خلیفۂ دوم لازم آتی ہے اور جہالت اونکی ثابت ہوتی ہے
بلکہ کل صحابہ کی جہالت کیونکہ قتل منکرین زکوۃ مین سب شامل تھے
اور کسی نے نہ کہا کہ بسبب انکار زکوۃ وہ منکر ضروریٔ دین ہوکر کافر ہوا
بلکہ صدر اول مین کوئی متنفس مدعی کفر مالک نہوا علاوہ مفاسد عدیدہ
جس وجہ سے مولوی صاحب نے معنی ارتداد مین تاویل کیا اور بہ اگر کہی
کہ احکام قرآنی واقتران صلوۃ بزکوۃ اوس زمانے مین متواتر نہ تہا
تو پہر اصل تواتر قرآن اور ضروریات دین کا ضروری دین ہونا باطل
ہوتا ہے ولا یرضی بہ مسلم پس سوای اسکے اہلسنت کو کچہ چارہ نہین ہے کہ مثل
امام رازی اپنی اصل روایات انکار زکوۃ کا انکار کرین اور اوسکو باطل
قرار دین پس بنا بر لزوم احد الامرین الممتنعین یعنی یا اقرار بکفر مالک
بوجہ انکار زکوۃ وجہل وکفر خلیفۂ دوم یا التزام عدم تواتر قرآن و
ضروریات دین جناب سید اعلی اللہ مقامہ نے بقاعدۂ اذا ابتلی
ببلیتین اختار اہونہما فرمایا کیونکر جائز ہے اہلسنت کو کہ اسکے قائل
ہون کہ مالک نے باوصف اقامت صلوۃ اصل زکوۃ کا انکار کیا
کہ اسکا قائل ہونا بنا بر اصول موضوعہ اونکے جائز نہین ہے پس یا
اصل روایات انکار مالک کا ادای زکوۃ سے انکار کرین یا اسکے قائل
ہون کہ مالک ادای اصل زکوۃ کا نہین منکر تہا بلکہ خلیفۂ اول کے
ہاتہ مین دینے کا منکر تہا کہ اونکو خلیفۂ اول بحق نہین جانتا تہا اور ہرگز

شق اول کو اختیار نہین کرسکتے والا صحت صحاح سقام کا بطلان لازم آتا ہے لابد شق ثانی کو اختیار کرینگے و ہو المطلوب از ینجاست کہ حسب نقل مولوی صاحب صاحب مفاتیح مالک کو منجملہ باغیون کے شمار کرتے ہین نہ کافر نہ مرتد نہ محدث وغیرہ کذلک ابن حزم اندلسی اپنی کتاب محلی مین پس اس تقریر عدیم النظیر جناب سید سے نہ انکار ورود روایات اہلسنت دربارۂ انکار مالک ظاہر ہوتا ہے نہ انکار روایات الحق بشرط وجود وصحت اونکے چنانچہ کاشف اسکا قول جناب سید ہے وقیل ان نتصفح الخ یعنے قبل تلاش کرنے روایات کے ہم کہتے ہین الخ پس اس تقریر لطیف پر اعتراض کرنا مولویصاحب کا خود اعجب عجیب ہے اسلیئے کہ ہرگز جناب سید کا یہہ مقصود نہین ہے کہ وہ روایات موجودۂ فریقین کے منکر ہین جو مولویصاحب کو حاجت نقل اقوال فریقین ہو بلکہ مقصود یہی ہے کہ وہ تسلیم کیونکر کرسکتے ہین و التسلیم فرع الوجود معہذا جو عبارت مولویصاحب نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے اوس سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ مالک مذکور منکر اصل فرضیت زکوۃ ہو بلکہ وہ مدعی ارتفاع حکم مذکور ہے بوجہ ارتفاع سبب کے کہ بدالنست اوسکے وجوب زکوۃ مشروط تہا ساتہہ حصول سکن کے اور حصول سکن بوجہ وفات رسول مرتفع ہے کیونکہ غیر رسول قائم مقام آن حضرتؐ ان امور مین نہین ہوسکتا تو اصل حکم زکوۃ بہی مرتفع ہوا پس اس تقریر سے بہی مالک کا منکر اصل زکوۃ ہونا ثابت نہوا غایۃ الامر یہہ کہ اشتباہ ہوا اور ایسے شبہات اکثر صحابہ کو عموماً اور خلیفۂ دوم کو خصوصاً ہوئے ہین چنانچہ قصۂ انکار وفات رسول سے

صہ ۹۹ شنوی الکلام

اور تسلیم روایت فرع وجود روایت ہے ۱۲

ظاہر ہے علاوہ بران تحقیق صاحب مفاتیح کما فی منتہی الکلام وہ زمانہ زمانہ تبدیل احکام تہا جیساکہ فرماتے ہین فان قیل لو کان منکرو الزکوۃ فی زمان ابی بکر اہل بغی ولم یکونوا کفارًا فلیکن فی زماننا کذلک قلنا من انکر فی ہذا الزمان کفر بالاجماع والفرق انہم کانوا من زمن تبدیل الشریعۃ واحکامہا ولیس الآن کذلک وانہم وقعوا فی الفترۃ بموت النبی ؐ وکانوا جہالا بامور الدین بعیدا عن العلماء الخ یعنی اگر کہا جائے کہ جسطرح منکرین زکوۃ زمانہ خلیفہ اول مین اہل بغاوت سے تھے اور کافر نہوئے تھے تو چاہیئے کہ اس زمانہ مین بہی وہی حکم ہو کہونگا مین کہ جو اس زمانے مین منکر زکوۃ ہو وہ بالاجماع کافر ہے فرق یہہ ہے کہ وہ لوگ اوس زمانے مین تھے کہ احکام شریعت کی تبدیل ہوا کرتی تہی اور اب ایسا نہین ہے اور وہ لوگ بسبب وفات حضرت کے فترہ مین پڑ گئے یعنے شبہہ ہو گیا اور وہ لوگ امور دین سے چندان واقف نہ تھے بلکہ جاہل تھے اور علما سے دور رہتے تھے انتہی تو بفرض تسلیم کہ وہ لوگ شبہہ مین واقع ہوئے پس منکر اصل زکوۃ نہوئے بہرکیف استشہاد کو یہان کوئی مناسبت نہین ہے نہ اوس سے مولوی صاحب کو کوئی منفعت ہوئی افسوس صد افسوس کلام متسق النظام جناب سید علام علم الہدی اعلے اللہ مقامہ کی رد کرنے کا حوصلہ ایسے بزرگ کو ہوا ہے جسکو نہ اپنے اصول کی خبر ہے نہ مواخذہ فحول علما کا خوف وخطر اہل حق یعنے شیعہ اثنا عشریہ سے مجادلہ کے لیئے لباس خوارج پہنکر آمادہ جدال ہوتے ہین اگر حضرت مولوی کو

کچھہ بھی ادراک و شعور و وقوف و عشور ہوتا تو یہ اعتراضات نہ فرماتے
کیونکہ یہہ کل تقریر جناب سید اصول اہلسنت پر مبنی ہے اور
گویا اقوال صحابہ سے ماخوذ اور مروی ہے کیونکہ سیف بکری خالد
خالد بن ولید قاتل مالک عمری نے بھی اعتراض مالک سے پیش کیا
تھا چنانچہ انسان العیون برہان الدین حلبی مین ہے ویقال ان
خالداً استدعی مالک بن نویرہ وقال لہ کیف ترتد عن الاسلام
وتمنع الزکوۃ الم تعلم ان الزکوۃ قرینۃ الصلوۃ یعنے خالد نے
مالک سے کہا کہ تو کیونکر مرتد ہو سکتا ہے اسلام سے اور منع
کر سکتا ہے زکوۃ کو کیا نہین جانتا کہ زکوۃ اور صلوۃ ایک ساتھ
وارد ہین الخ جس سے معلوم ہوا کہ خالد نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ باوصف اقرار الصلوۃ تو منکر زکوۃ ہو سکتا ہے حالانکہ اسی جرم
انکار زکوۃ کے سبب سے خالد اینٹے گئے تھے پس گویا کلام جناب سید
تقریر خالد سے ماخوذ ہے اب مین بکمال ادب ملتمس ہون کہ جناب
مولویصاحب یہ کل اعتراضات اپنے روبرو اپنے سیف اللہ خالد
بن ولید کے پیش کرین اور کوئی درجہ تحمیق و تسفیہ مین اپنے سیف اللہ
کے اوٹھا نہ رکھین کہ اونھون نے کیسا مہمل کلام مالک حضرت عمر
سے کہا حالانکہ بقول مولویصاحب مالک نے صاف صاف انکار
زکوۃ کیا اور اوسکی خبرین خلیفہ تک پہونچین جسپر خالد کی تقرری
ہوئی کہ مالک کو قتل کرین اوسپر بھی خالد انکار زکوۃ کو مالک سے
محال ثابت کر رہے ہین وہی نقل ہے جو اکثر مولویصاحب ازالۃ الغین
مین فرماتے ہین کہ تیر تو لگ گیا ہے مگر خدا جھوٹ کرے باقی

بے ۳ خالد بن
ں بنی خدیمہ
بی التشنیعہ

اس کلام کی شق ثانی جو مولوی صاحب فرماتے ہین کہ اگر مقصود شما
این ست کہ حق تبارک وتعالی در جاہای بسیار ہر دو عبارت را در کتاب
مستطاب خویش جمع کردہ پیہم آورد پس مسلم است لیکن با مدعای شریف
کہ استحالۂ انکار مالک بن نویرہ از ادای زکوۃ و اقرار صلوۃ است
ربطی ندارد زیراکہ نہ بدیہی است نہ برہانی بران قائم شدہ کہ ہرگاہ دو
چیز در کلام شارع مقارن یکدیگر مذکور شود تمامی احکام و قیود و
جہات ہر دو مساوی الاقدام باشد فکیف کہ ہمہ مردم درین امور
بر مسلک واحد متفق اللفظ والمعنے باشند الی آخر عبارتہ پس نہایت
لغو ہے اما اولاً پس اسلیئے کہ مخالف مقصود جناب سید ہے جیسا بیان
ہوا جب تک غرض قائل نہ سمجھے تخمینے باتون سے اوسپر اعتراض کرنا کار
فضلا نہین ہے ثانیاً مشایعۃً لمولوی صاحب کہتا ہون کہ اس صورت
مین بہی کلام جناب سید نہایت متین ہے کیونکہ یہہ امر بدیہی ہے
کہ جب کوئی مدعی ہو کہ ہم حکم خدا اور رسول کو مانتے ہین اور اسلام پر باقی
ہین اور کل صحابہ بھی ایسا ہی کہین اور تسلیم کرین تو ضرور ہے کہ کل احکام
کو مانے اور قبول کرے خصوصاً اون امور کو جو ضروریات دین سے
ہون کہ اگر ایک کا بہی منکر ہو تو کافر ہو جائے نہ یہہ کہ ایک حکم کو تسلیم کرے
دوسرے کا انکار کرے اسپر بہی اکابر صحابہ با وصف علم و یقین کہ یہہ منکر
ضروری دین کا ہے اور خلیفہ بحق اوسکے قتل کا حکم دیتے ہین کل
مہاجر و انصار اوسکو مسلمان اور مومن نیک اعتقاد کہین اور
اوسکی تبدیل و تغیر نہ کرینگے گواہی دین حالانکہ ہرگز کوئی شخص
ایسے کو مسلمان نہین کہہ سکتا اما مگر درصورتیکہ وہ اس ضروری

دین کا کوئی دوسرے معنے لگاتا ہوا اور اپنی غلط فہمی سے اوسکا منکر
ہو جیسا کہ ما نحن فیہ مین ہے پس معلوم ہوا کہ وہ اصل حاکم کا منکر نہین
تہا بلکہ اوس معنی کا منکر تہا جسے اور لوگ بیان کرتے ہین اور یہ امر
دیگر ہے از نجاست کہ چونکہ وہ بمعنی دیگر بطور تاویل یا غلط فہمی
یہ حکم لگاتا تہا اسی وجہ سے آپ بہی اوسکو کافر نہین کہتے پس
غرض جناب سعید یہی ہے کہ مالک منکر اصل زکوۃ نہ تہا جیسا کہ
اہلسنت ظاہر کرتے ہین والا مفسدہ عظیمہ لازم آتا ہے کہ اکا بر
صحابہ و اکثر اہلسنت منکر ضروریات دین کو بہی مؤمن و مسلم سمجہتے
ہین اور کل صحابہ اوسکے اسلام و ایمان پر متفق ہوئے اور اوسکے
قاتل سے آمادہ اخذ قصاص ہوئے پس ضرور ہے کہ واسطے دفع
کرنے اس بلا کے اہلسنت اون روایات کو جو درباب انکار زکوۃ
ہے قبول نکرین مثل انکار فخر رازی دربارہ روایات انکار
ابن مسعود قرانیت حمد و معوذتین سے والا اسلام خلفا و دیگر
صحابہ مین بنا بر اصول اہلسنت کلام لازم آتا ہے والکان
الامر کذلک ثالثاً مقارن صلوۃ سے مصطلح شرعی یا تصدق مراد
ہونا خارج از بحث ہے ع ہر سخن جای و ہر نکتہ مقامی دارد
اسیوجہ سے جو مولویصاحب نے تعریض طرف آیہ انما ولیکم اللہ
ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون
الزکوۃ وھم راکعون بنا بر لفظ یؤتون الزکوۃ کیا ہے اور
تشنیعات لاطائلہ سے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کیا ہے قلم انداز
کیا جاتا ہے خصوصاً درصورتیکہ مورد اوس تشنیع و تعریض کے

فریقین ہوں کیونکہ اکابر مفسرین اہلسنت نے بھی نزول اس آیۂ کریمہ کو جناب امیر علیہ السلام کے بارے میں روایت کیا ہے جسکو شوق اس مبحث کے مطالعہ کا ہو وہ بوارق موبقہ و وجیزہ جناب سبحان علی خان مرحوم و حدیقۂ سلطانیہ جناب سید العلمائ و عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار ملاحظہ کرے انشاء اللہ بعد مطالعہ ان کتابوں کے پھر حوصلہ تعریض و تشنیع کا باقی نہ رہیگا الا ان یکون خارجاً عن الاسلام یہاں عبارت تفسیر کبیر امام المتکلمین فخر الدین رازی پر اقتصار کیا جاتا ہے و ہذہ عبارتہ والثانی روی عطاء عن ابن عباس انہا نزلت فی علی بن ابیطالب ع روی ان عبد اللہ ابن سلام قال لما نزلت ہذہ الآیۃ قلت یا رسول اللہ انا رأیت علیاً تصدق بخاتمۃ علی محتاج وہو راکع فنحن نتولاہ وروی عن ابی ذر انہ قال صلیت مع رسول اللہ ص یوماً صلوۃ الظہر فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ الی السماء و قال اللہم اشہد انی سألت فی مسجد الرسول ص فما اعطانی احد شیئاً وعلی ع کان راکعاً فاومی الیہ بخنصرہ الیمنی وکان فیہا خاتم فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم بمرائی النبی ص فقال اللہم ان اخی موسی سألک فقال رب اشرح لی صدری الی قولہ واشرکہ فی امری فانزلت قرآناً ناطقاً سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطاناً اللہم وانا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیراً من اہلی علیاً اشدد بہ ظہری قال ابو ذر رضی اللہ عنہ ما اتم رسول اللہ ہذہ الکلمۃ حتی نزل جبرئیل فقال یا محمد اقرء

انّما ولیکم اللہ و رسولہ الی آخرھما انتھی موضع الحاجۃ یعنے
عطا نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آیۂ انّما ولیکم اللہ در بارۂ
علی بن ابی طالبؑ نازل ہوا اور عبد اللہ بن سلام سے منقول ہے
کہ جب یہہ آیہ نازل ہوا تو مینے عرض کیا یا رسول اللہ مینے دیکھا ہے
کہ جناب امیرؑ نے حالت رکوع مین انگشتری مبارک کو تصدق فرمایا
ایک محتاج پر اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روز
مینے حضرت رسول خدا کے ساتھہ نماز ظہر پڑہی ایک سائل نے
مسجد نبوی مین کچھہ سوال کیا کسینے اوسکو کچھہ نہ دیا پس سائل نے
ہاتھہ اپنے آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا خداوندا گواہ رہنا ہمنے
مسجد رسول مین سوال کیا کسی نے کچھہ نہ دیا اوسوقت حضرت علیؑ
رکوع مین تھے پس سائل کیطرف انگشت مبارک سے اشارہ کیا اوسمین
انگشتری تھی سائل نے وہ انگشتری نکال لی اور یہہ امر روبروی
آن حضرتؐ واقع ہوا پس فرمایا حضرت نے پروردگارا برادر میرے
موسیٰؑ نے تجھسے عرض کیا کہ ہمارے سینہ کو کشادہ کر اور ہارون کو
وزیر میرا بنا اور شریک امر قرار دے پس تو نے قرآن ناطق نازل
کیا کہ قریب ہے ہم تیرے بازو کو تیرے بہائی کے ساتھہ مضبوط کرینگے
اور تم دونون کو غلبہ دینگے خداوندا مین محمد ہون نبی تیرا اور صفی تیرا
پس کشادہ کر صدر میرا اور ہمارے امور کو سہل کر اور ہمارے
اہل سے علی کو وزیر میرا بنا اور بسبب اوسکے پشت میری قوی کر
حضرت ابو ذرؓ کہتے ہین قسم بخدا ابہی دعا حضرت کی تمام نہ ہوئی
تہی کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور آیۂ انما ولیکم اللہ لائے انتہے

افسوس ہے مولوی صاحب کے حال پر کہ اپنے بیان کی روایات
پر نظر نہین کرتے اور ناحق و ناروا تشنیع کرتے ہین اب اس
روایت کو جو تین صحابی سے منقول ہے ملاحظہ کرین اور رجوع چاہین
کہین مگر یہہ بھی یاد رہے کہ منکر خبر واحد کافر ہے پس یہہ خبر جو
متواتر یا قریب بتواتر ہے اوسکے منکر کا کیا حال ہوگا رابعاً یہہ کہنا
مولوی صاحب کا مقصود از ین تقریر برارت ذمہ مالک نسبت
کہ تیسر ایچگونہ تردامنی خارج از امکان است موجب خندہ
سر شنار ہے کیونکہ مالک ان لوگون کے کب خواہان اس احسان
کے ہین اسلیئے کہ اوس مالک نے اپنے سلوک خلیفہ دوم و عبد اللہ
بن عمر و طلحہ و سعد و ابو قتادہ وغیرہ کی شہادتون سے برارت
کلی اپنی حاصل کر لے اور تردامنی خلیفہ اول و سیف اللہ کو باقرار
خود خلیفہ بخطای سہ گانہ خالد و استیفای دیت من بیت المال
ثابت کر دے اور اپنی بے جرمی کی فارغخطی سے لی ہے کہ ناحق و
ناروا مالک خلیفہ دوم مقتول ہوا اور قائلین و حاکمین در این
بالقتل پر الزام خون ناحق مسلمان کا دھر گیا وکفی بذلک لہ فخراً
وفاز شرفاً و ذخراً لیکن دوسرا اعتراض مولوی صاحب کا
جسکو ان الفاظ سے بیان کیا ہے دوم آنکہ اگر مطلب این است
کہ ممکن نیست کہ شخص مجتہد بوجوب احد ہما دون الآخر حکم کند پس
اثبات پایۂ اجتہاد برای مالک خولیش بذمہ اولیای شریف
مرتضی خواہد بود و این از جملہ مستبعدات بلکہ محالات است چہ
از روایات و عبارات علمای جانبین قبل ازین بمعرض وضوح آمدہ

صفحہ منتہی الکلام

کہ مالک بجہت ضعف اسلام و مخالفت امام از حدود الٰہی و واجبات
شرعی تجاوز کردہ ہرگز لیاقت اجتہاد نداشت پس بسبب سلب
امکان حکم بفرضیت احدہما وجحد و فرضیت الآخر از شخصی کہ بمرتبہ اجتہاد
نرسیدہ باشند لازم نمی آید کہ مالک و مملوکین او کہ بلا ریب مخالف
اصحاب کبار و اہلبیت اطہار اخیار بودند چنانچہ انفا گذشتہ اگر
بوجوب نماز قائل باشند ضرور است کہ بوجوب زکوٰۃ ہم قائل
شوند بلکہ بعنت و انحراف وحرص شان کہ بروایات فریقین ثابت
اقتضای آن دارد کہ از ادای زکوٰۃ سر باز زنند و از نماز دست
بردارند چنانچہ گفتہ اند کہ قرآن بر سر زبان است و زر میان جان
بیت بدینار ہی چو خر در گل بمانند + وگر الحمد خواہی صد بخوانند +
پس دلیل کمال فہم و ذکاء و عقل رسای حضرت مولوی ہے اماً اولاً
پس ہرگاہ مطلب شریف جناب سید نہایت واضح ہے کہ بنا بر
اصول موضوعہ سنیہ یہ الزام لگتا ہے تو مثل حاکمین کے ایسے کے
کیست مین گم ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے اون اصول موضوعہ کا
اپنی انکار کرین تا اس الزام کے عذاب سے نجات پائین ثانیاً ہرچند
غرض جناب سید نہ اثبات اجتہاد مالک ہے بنا بر اعتقاد اہلسنت
نہ انکار وجود روایات لیکن ہرگاہ خود مولوی صاحب نے کلام جناب سید کو
بوجہ اپنے خوش فہمی کے اس محمل قبیح پر حمل کرتے ہین تو مین بھی
متابعۃً گوش گزار کرتا ہون کہ اگر مقصود آپکا یہہ ہے کہ بنا بر اصول
اہل حق مالک کا اجتہاد ثابت نہین ہے جیسا کہ قبل اسکے کہا ہے
وبحمد اللہ کہ مملوکان مالک و طرفداران آن بے نصیب و ہالک

بر اثبات اجتہاد پس قدرتے ندارند کہ محصل اوسکا یہہ ہے اگر مالک
منکر خلافت ابوبکر و مقر بخلافت جناب امیرؑ تہا تو ضرور تہا کہ اطاعت
خلیفۂ اول بنابر مسئلہ تقیہ کرتا اور زکوٰۃ اونکے عمال کے حوالہ کرتا
پس بسبب ترک تقیہ یہہ سزا ملی اور بوجہ اسکے کہ مخالفت جناب
امیرؑ کی کہ حکم خلیفہ نہ مانا تو فاسق ٹہرا اور فاسق مجتہد نہین ہو سکتا انتہی
محصلاً تو اس سے آپکو کوئی فائدہ نہین کیونکہ بنا بر مذہب اہل حق
آپکے خلفا و صحابہ و مجتہدین کا بہی اجتہاد ثابت نہین ہے بلکہ خطا
و کفر و نفاق اونکا مسلم ہے پہر اس سے آپکو کیا فائدہ ملا باقی مخالفت
تقیہ کو جو مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مقصود اونکا تعریض و تشنیع
ہے تقیہ پر پس خود صحیح بخاری مین ہے التقیۃ الی یوم القیمۃ
اور وجوب تقیہ عند خوف الضرر ہے نہ مطلقاً پس ممکن ہے کہ مالک
حضرت عمر کو خوف ضرر نہ ہوا اور موافقت سعد بن عبادہ جو مصادیق
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم سے تہے باعث تو ہی اسکا ہوا
ہو کہ یہہ اقتدا بہی موجب اہتدا ہے اور مخالفت جناب امیر
علیہ السلام اوسوقت ثابت ہوگی کہ آپ اسکو ثابت کرین کہ بعد مصالحہ
جناب امیرؑ با ابوبکر مالک سے نے مخالفت کی ہو اور یہہ امر محال ہے
کیونکہ جناب امیرؑ کا بیعت نہ کرنا چہہ مہینے تک خود صحیح مسلم اور صحیح بخاری
سے ثابت ہی اور قتل مالک قبل اوسکے واقع ہوا جیسا کہ خود مولوی
صاحب نے فرمایا ہے کہ بفور استماع خبر مصیبت اثر رحلت نبویؐ
مالک نے ادائے زکوٰۃ سے انکار کیا پس معلوم ہوا کہ مالک بمتابعت
جناب امیرؑ اوسوقت تک مخالف خلیفہ رہا تہے کہ شد آنچہ شد فاین الفسق

اور شاہ ولی اللہ نے بتصریح تمام مخالفت جناب امیرؑ اور نہ موافقت
کرنا صحابہ کا اس قتل مین ازالۃ الخفا مین لکھا ہے پس دعاوی باطلہ
مولوی صاحب باطل ہوئے و قد یجیٔ فیما بعد ایضاً انشاء اللہ اور
اگر مقصود یہہ ہے کہ بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت مالک کا اجتہاد
ثابت نہین ہے تو محض غلط ہے کیونکہ ہرگاہ عموماً ہر صحابی آپ کے نزدیک
مجتہد مسلم ہین تو اس صحابی کے مجتہد ہونے مین کیا عذر ہے جسکو
بہ نسبت دیگر صحابہ مقبولین آپکے مرتبۂ ریاست و عہدۂ اخذ صدقات
بہی عہد رسول سے حاصل تہا کیونکہ ریاست بغیر قابلیت ناممکن ہے
ثالثاً ہرگاہ خالد بن ولید کا قتل مالک مین باقرار خلیفۂ اول و باتفاق
دیگر صحابہ خطا کرنا ثابت ہے جیسا کہ بیت المال سے دیت دینا کاشف
اسکا ہے تو ضرور اجتہاد مالک مع الصواب آپکے نزدیک ثابت ہوگا
رابعاً ہرگاہ زنان پردہ نشین جنکو خرد جاہل و نافہم و نادان بہی کہتے
ہین مجتہد ہون اور استنباط مسائل کرین جسپر خلیفۂ دوم فرمائین
کل الناس افقہ من عمر حتی العجائز تو اس صحابی جلیل القدر رئیس
مقرر کردۂ رسول کے اجتہاد مین کیا عذر ہے خامساً ہرگاہ غاصبان
خلافت علوی و باغیان امیر مؤمنان بلکہ محاربین و مقاتلین نفس
رسول منان کا عموماً اجتہاد آپکے یہان مسلم ہے تو پہر اجتہاد مالک
بخطا ہو یا صواب آپکو کیا عذر رہے سادساً ہرگاہ ابن ملجم ملعون
باوصفیکہ صحابی بہی نہ تہا آپکے یہان بالاتفاق مجتہد علی الاطلاق ہو جیسا کہ
سابقاً مذکور ہوا بلکہ عمر بن سعد ملعون بہی بسبب اسکے کہ وہ قاتل
جناب سید الشہدا ارواحنا لہ الفدا تہا آپکے یہان صدوق و ثقہ و مجتہد

یا یا تو مالک کو بوجہ عدم بیعت ابو بکر کون کہہ سکتا ہے کہ مجتہد

تھا ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین قال ابن معین

فی عمر بن سعد کیف یکون من قتل الحسین ثقۃ انتہی اقول

رحم اللہ من انصف و العجب ممن یخرج حدیثہ فی کتبہم مع علمہم

بحالہ ثم کلام میرک وفیہ انہ لم یباشر قتلہ ولعل حضورہ مع

العسکر کان بالرای و الاجتہاد و ربما حسن حالہ وطاب مالہ

و من الذی سلم من صدور معصیۃ عنہ وظہور زلۃ منہ

فلو فتح ہذا الباب اشکل الامر علی ذوی الالباب انتہی مایہ ھفی یعنی

لما ابن معین نے دربارۂ عمر بن سعد کہ قاتل جناب امام حسین علیہ السلام

کیونکر موثق ہو سکتا ہے میرک کہتے ہین خدا رحم کرے صاحبان انصاف

پر مگر تعجب ہے اون لوگون سے جو عمر بن سعد سے روایات اپنی

کتابون مین نقل کرتے ہین حالانکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف ہین

شارح ملا علی کہتے ہین کہ یہہ کلام قابل اعتبار نہین ہے کیونکہ وہ

خود مباشر قتل نہوا اور ممکن ہے کہ عمر سعد بقوت اجتہاد یہ حاضر لشکر

ہوا ہو اور باجتہاد رای یہہ کام کیا شاید اسکے بعد اوسکا حال اچھا ہو

اور مآل اوسکا خوب ہو علاوہ بران کون ایسا ہے جو معصیت اور

لغزشون سے مبرا ہو اگر ایسے امور کا اس بارے مین خیال ہو تو بڑی

مشکل ہو گی انتہی اور سابقاً توثیق عمر بن سعد او شمر بن ذی الجوشن

قاتل جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا و علیہ الآف التحیۃ و الثنا بھی

نزد اہلسنت مذکور ہوئے فتذکر سابقاً ابھی آپ نے کلام اپنے امام کا

نقل کیا ہے جسمین استدلال کرنا مالک کا آیہ قرآنی سے اپنے دعوی پہ

ہے عبد الحق محدث دہلوی ملا علی قاری او المختصر الد... مین مصطفیٰ ... ابن حجر ... مین شرح تفسیر ... الاسلام و ...

تحفہ اور ابن الہمام اور قاری الخ عبد المعین

و ابن معین ... ملا علی قاری کا کلام ... اور مولوی حیدر علی ... امیر المومنین ... قال بعض الاکابر ... علی القاری و المحقق در یمین روایت ... ۱۲ منہ

مذکور ہے اب اس سے بڑھکر کیا اجتہاد ہوگا جسے کہ باتفاق ارباب
سیر و تواریخ و احادیث خلیفۂ اول اوس استدلال کو قطع
نہ کرسکے جیساکہ جملہ قسمیہ و اللہ لاقاتلن سے ظاہر ہے پس کیونکر
ممکن ہے کہ حضرات اہلسنت مالک حضرت عمر کے اجتہاد سے منکر
ہوسکین والمجتہد قد یصیب و قد یخطی یعنے مجتہد کبھی خطا ہوتا ہے
کبھی صواب تو مقبولہ اہلسنت ہی باقی رہا مخالفت امام پس اسکا
اثبات ذمۂ مولویصاحب ہے کہ بدلائل اسکو ثابت کرین جو
کسیطرح ممکن نہین ہے لیکن یہہ کہنا کہ مقتضای لعنت و حرص یہی
ہے کہ پابند نماز رہین اور بوجہ حب مال ادای زکوۃ سے انکار
کرین پس بہ نسبت خلفای ثلثہ بھی یہی تقریر بشئی زائد زیادہ تر
قابل قبول ہے کہ باوصف بقا بر ظاہر اسلام و بجا آوری احکام
حرص و ہوای دنیا نے ایسا متوالا کیا کہ غصب حقوق آل نبی صلعم پر
آمادہ و مستعد ہوگئے اور حکومت و سلطنت کے نشہ نے ایسا
بد حواس کیا کہ بے اختیار ہوکر جلب سلطنت و خلافت پر تل گئے
پس جیسا دربارۂ مالک باوصف اقرار الصلوۃ انکار زکوۃ کے
وجوہات آپ بیان کرتے ہین جو سراسر خلاف واقع ہے لما یتضح
من بعد وہی وجوہ بلکہ بشئے مزید ارتداد اصطلاحی خلفا مین
جاری ہین مگر فرق یہہ ہے کہ دربارۂ مالک ادعای محض و افترای
بحت ہے اور دربارۂ خلفا مطابق واقع صحیح و درست جیساکہ
کہ امام غزالی نے بھی رسالہ سر العالمین مین اسکی تصریح فرمائی ہے
فافہم و تذکر و لاتکن من الغافلین لیکن تیسرا اعتراض قولہ سوم انکہ سلمنا

که وجوب زکوة ضروری دین است لیکن آنها زکوة را بعد از وفات
شریف مشروط ببعضے از شروط پنداشتند و بجهت انحراف و
عدم رسوخ بر قواعد اسلامیه علم تعنت و عناد برافراشتند و گفتند
اذا فات الشرط فات المشروط پس حکم باین که ممکن نیست انکار زکوة
از شخصے که وجوب نماز را قبول کرده باشد از عجائب ترهاست
موجہ آنکه اگر سلب امکان مذکور از ایخین فی الاسلام است
فهو مسلم لکنه لا یجدیه نفعاً و اگر بر سبیل عموم است فیکفی فی تکذیبه
ما روی عند الفریقین حیرانم که مقتضیات عقل رزین و دانش
دوربین که تمیز خطا از صواب کار راست از حضرات متشیعین در
وقت مناظره چرا مسلوب میشود انتهی سراسر حیرت خیز و تحیر آمیز
ہے اگر مولوی صاحب کلام جناب سید نہ سمجھے تھے تو اوسپر
اعتراض کرنے کیا چلے سابقاً مقصود جناب سید بوضوح تمام
مذکور ہوا که باوصفے که تم قائل اوسکے اسلام کے ہو اور معترف
ہو که وه قائل بہ نماز تہا تو اب اوسکا منکر زکوة ہونا کیونکر ثابت
ہوگا بغیر اسکے که اوسکو کافر کہین کیونکه منکر ضروری دین کافر
ہے اور ہرگاه اوسکو کافر نہین کہہ سکتے تو ضرور ہے که ان روایات
کو باطل قرار دین زیاده تر جای حیرت بلکه حسرت یہہ ہے
که مولوی صاحب بہوس ابطال کلام جناب سید عالی مقام
ایسے حواس باخته ہوئے که بے سر و پا باتین فرمانے لگے کیونکه
سابقاً خود بیان فرما چکے ہین که وه لوگ حیات رسول کو شرط
زکوة جانتے تہے چنانچه کلام اپنے امام کا اسی ماده مین نقل فرمایا

اور یہان بہی کہا کہ بعد وفات رسول اونہون نے کہا کہ اذا
فات الشرط فات المشروط پس اب یہہ کہنا مولوی صاحب کا لیکن
آنہا زکوۃ را بعد از وفات شریف مشروط بہ بعض از شروط
مید انستند کیسا لغو اور مہمل ہے کیا مولوی صاحب کو یہہ بہی نہین
معلوم ہے کہ شرط مشروط سے مقدم ہوتا ہے یا مولوی صاحب
اون لوگون کو بہی مثل خلیفہ دوم قائل بحیات یا رجعت جناب
رسالت مآب جانتے ہین کہ جب وہ حضرت پہر زندہ ہونگے
تو ہم زکوۃ دینگے بالجملہ اس تقریر سے بہی اصل انکار زکوۃ نہین
ثابت ہوا بلکہ غلط فہمی اونکی اور خطا فی الاجتہاد اونکا معلوم
ہوا کہ وہ لوگ اصل زکوۃ کے منکر نہین تہے بلکہ بقاعدہ اذا
فات الشرط فات المشروط سقوط فرضیت زکوۃ کے قائل ہوئے
اور ظاہر ہے کہ اصل انکار زکوۃ اس سے نہین ثابت ہوا پس رد
کرنا روایات انکار زکوۃ ضرور نہوا وہو المطلوب اور یہہ جو کہا کہ
کہ اگر سلب امکان از راسخین فی الاسلام است الخ پس محض وہم
ہے کیونکہ راسخین فی الاسلام سے کوئی بحث ہی نہین ہے بلکہ
جن لوگون کو آپ منکر زکوۃ بیان کرتے ہین اونکے بارے مین
گفتگو ہے کہ وہ روایات انکار زکوۃ بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت
قابل قبول نہین ہے والا لزم المفاسد العدیدۃ کما مر آنفا اور
یہہ جو کہا اگر بسبیل عموم است فیکفی فی تکذیبہ ما روی عند
الفریقین پس از قبیل خبط ہے جناب سید کب منکر ہین کہ روایتین
اس بارے مین منقول نہین ہین جو یہہ شاہد تکذیب ہو خود

تقریر لطیفہ در عبارت مولوی صاحب

جناب سید نے فرمایا قبل ان تتصفح الخ یعنے قبل تلاش روایات اور یہہ فرع اقرار بوجود ہے ہزاروں روایتین آپکے یہان منافیتین ایک دوسریکے موجود ہین اس سے کیا ہوتا ہے جیسا امام فخر رازی نے ابطال روایت انکار ابن مسعود پر مدار تواتر قران رکھا ہے ویسا ہی یہان بہی زکوۃ کا ضروری دین ہونا اور مالک کا اسلام پر باقی رہنا موقوف ہے ابطال روایات انکار پر اور تشنیعات جو مولویصاحب نے بیان کیئے ہین مفاد اونکا بجز اظہار کمالات مولوی صاحب کچھہ نہین ہے کیونکہ بقول استاد خود مصداق ان تشنیعات شیعہ کے خود بدولت ہین اسلیئے کہ یہہ حضرت کلام جناب سید پر معترض ہین اور المعترض لا مذہب لہ قول شاہ صاحب ہے پس حضرت مولوی کا بیمذہب ہونا اس بخوبی ثابت ہوا من حفر بیراً لاخیہ فقد وقع فیہ لیکن جو تہا اعتراض بالاختصار یہہ ہے چہارم آنکہ اگر از صناعت شریف مرتضی کہ در نقل وصیت حیثیت بعض از الفاظ را نظر بمصلحتہای سانحہ ازمیان برداشتہ قطع نظر ہم نمائیم باز مفید مدعای او نیست زیرا کہ در صحاح روایات مرویست کہ حضرت فاروق وامثالش با صدیق اکبر در وقتے کہ ارادۂ قتال مانعین زکوۃ بالہام ربانی در دل او تصمیم یافت مناظرہ کردند و گفتند کہ حدیث نبوی حکم میکند کہ جان و مال کلمہ گو محفوظ باند و تو برخلاف آن ارادۂ قتل داری ابوبکر صدیق جواب داد آیا خاتمہ این حدیث را یاد ندارید کہ فرمودہ مگر آن قتل کہ بحق کلمہ متعلق باشد

ص ۹۳ منتہی الکلام

منکر زکوة حق کلمه است یا نه بخدا هر که میانه نماز و زکوة فرق خواهد کرد
با وی مقاتله خواهم نمود پس اصحاب کبار رای جهان آرای
او را بچشم گذاشتند و برای قتل بجان و دل برخواستند پس حالیا
اگر بر فرض و تسلیم وقت انفاذ جیش و نصب رئیس که تنبیه
اهل انحراف عموما بفرستادنش منظور بود از وجود و عدم انکار
زکوة حرفی نزنند و بر طبق سنت سنیه خیر البریه علیه آلاف
الصلوة و التحیه امر فرمایند که تا بر قومی که تازند هنگام استماع
بانگ نماز دست از غارت و قتل باز دارند والا داد قتل و غارت دهند
دلالتی بران نمیکند که کسی دران وقت انکار از ایتاء زکوة نکرده
به احدی الدلالات الثلث فان عدم الذکر لیس دلیل العدم علاوه
ذکر اذان و صلوة و عدم ذکر منع زکوة مشعر بران است که مقصود
بالذات از فرستادن لشکر قتال و استیصال اهل ردت شرعی
که اکثر دعوی نبوت آغاز کردند و از شریعت خلیع العذار گردیدند و
تنبیه و تادیب مانعین زکوة معترین صلوة ضمیمه آنست سخت جرائم
که چون انکار زکوة که از اعراب سر زده در صحاح خصوصا صحیح بخاری
مندرج باشد و علمای فریقین بروایتش تعرض کنند شریف مرتضی را
در انکار آن غیر از تجاهل در مناظره قاضی عبد الجبار کدام باعث بود
و این جحود و انکار اگر فقط بروایات خویش است پس قطع نظر از مخالفت
واقعی کما عرفت بر مخالفین شریف چگونه حجت تواند شد کما لا یخفی
علی الوضیع و الشریف و اگر بروایات مخالفین اوست پس روایات
آنها به ندای بلند آواز میدهد که او البته سر از دادن زکوة باز زده گو

در وقت قدوم لشکر ظفر پیکر براے پاک دامنی خویش حیلہ ہا انگیختہ باشد
و آنچہ شریف مذکور در قول صاحب مغنی اعنی وکذا سائر اہل الردۃ
گفتگو کردہ قابل آن نیست کہ طلبہ علوم دینی بحل آن پردازند زیراکہ
مراد از سائر ارباب ردت مسیلمہ کذاب و دیگر مدعیان نبوت کاذبہ و
عابدین اصنام نیستند بلکہ افراد قوم دیگر کہ مماثلت مالک داشتند
پس معنی کلامش این است کہ مالک بن نویرہ چنانکہ از زکوۃ انکار کرد
ہمچنین باقی اہل ردہ فلا التباس ولا غبار و ازینجاست کہ در کلام
صاحب مغنی ہرگز از وجود و عدم مسیلمہ کذاب و طلیحہ و عنسی خانہ
خراب عینی و اثری پیدا نمی شود کلامش دائر در قوم مالک است
کہ ریاست اخذ صدقات بر آنہا داشت و ہم کسانیکہ از جماعتہای دیگر
اتباع او اختیار کردند و دیگر ہیچ این طرفہ صناعت دیگر است کہ شریف
مرتضی عبارت خصم خود را بر غیر محل و صور خیالیہ خویش فرود آوردہ
و در پی نقض آن شدہ و پر ظاہر است کہ اگر اینچنین حیلہ ہا دستیاب ہمگان
نمی بود چگونہ عند الجہال مشہور میشد کہ شریف از عہدۂ جواب سبکدوش
و فارغ البال گردید و چگونہ ضخامت کتاب او بدہ جزو متوسط میرسید
فکیف کہ از شصت ہم متجاوز باشد و اگر کسے را در کلام کمترین خلائق ہنوز
شبہۃ باقی ماند باید کہ عبارت قاضی مذبور کہ خود شریف در کتاب
شافی آوردہ و قلم در کف خویش داشتہ ملاحظہ فرمایند و آن عبارت اینست
شبہۃ اخری طعنوا و ذکروا قصۃ خالد بن الولید فی قتل مالک بن نویرۃ
و مضاجعتہ امرأتہ من لیلتہ و ان ابا بکر ترکھا اقامۃ الحد علیہ
وزعم انہ سیف من سیوف اللہ سلہ اللہ علی اعدائہ مع ان اللہ تعالی

قد اوجب القود وحد الزنا عموماً وان عمر نبّه وقال له اقتله فانّه قتل مومناً ثم قال الجواب عن ذلك ما قاله شیخنا ابو علی وهو ان الردة ظهرت من مالك بن نويرة لان فی الاخبار انه رد صدقات قومه علیهم لما بلغهم موت رسول الله ؐ كما فعله سائر اهل الردة فاستحق القتل ثم قال فان قيل كان يصلی قيل له كذلك سائر اهل الردة فانما كفروا باستناعٍ من الزكوة واسقاط وجوبها دون غيره انتهى كلام المولوی **اقول** موجب صد تحير بلكه ہزاران تحسر ہے كہ باوصفی كہ مولوی صاحب امام المتكلمين اہلسنت ہين كيون ايسی بے تكی باتين كرتے ہين اعتراض جناب سيد قاضی كے اس فقرہ پر ہے وكذلك سائر اهل الردة يعنے مثل مالك كے سب اہل ردہ نماز پڑہتے تھے اوسپر اعتراض جناب سيد فرماتے ہين كہ اگرچہ بنا بر اصول اہلسنت قبول روايات انكار زكوة مع الاقرار بالصلوة محال ہے مع ذلك يہہ قول قاضی بدووجہ باطل ہے پہلے يہہ كہ باتفاق ارباب نقل ابو بكر نے وقت روانگی لشكر حكم دیا كہ اگر آواز اذان سنو تو جنگ نكرو جس سے معلوم ہوا كہ وہ لوگ مقر بصلوة نہ تھے بلكہ منكر نماز تھے اسيوجہ سے خليفہ نے علامت اسلام اذان كو قرار دیا دوسرے يہہ كہ باليقين معلوم ہے كہ مسيلمہ وغيرہ مرتدين مدعيان نبوت نے بالكليہ احكام شرعی سے دست برداری كی تهی پس معلوم ہوا كہ وہ لوگ منكران صلوة تھے نہ مقران جيسا كہ قاضی كہتے ہين يہہ خلاصہ اعتراض جناب سيد ہے بر كلام قاضی وكذلك سائر اهل الردة اس تقرير عدوم النظير پر اعتراض مولوی صاحب يہہ ہے كہ جناب سيد نے بنا بر بعض مصلحت سانحہ بعض الفاظ كو نقل وصيت بكری سے حذف كيا مگر چونكہ مولويصاحب نے

اون الفاظ محذوفہ و ساقطہ کو بنا بر بعض مصلحت سانحہ مذکور نکیا لہذا
قابل التفات نہین ہے معہذا تک بتصریح شاہ عبدالعزیز صحت اس نقل
کی مسلم ہے کیونکہ تحفہ مین فرماتے ہین ذکر جواب طعن قتل مالک مین انچہ
در کتب معتبرہ فن سیر و تواریخ ثابت است سرایا باطراف و جوانب
فرستاد و بر طریقہ مسنونہ جناب پیغمبر فرمود تا بر سر قومی کہ بتازند
اگر آواز اذان انسان قوم بشنوند دست از قتل و غارت باز دارند الخ مختصر
اب براہی خدا غور فرمائیے کہ عبارت جناب سید عربی مین مطابق
اس نقل کے ہے یا مخالف کہ فرماتے ہین وقد روی جمیع اھل النقل
ان ابابکر وصی الجیش الذین انفذھم بان یوذنوا و یقیموا فان
اذن القوم الذین با زاھم واقاموا کفوا عنھم الخ یعنے جمیع اہل نقل
نے روایت کی ہے کہ ابوبکر نے اوس لشکر کو جسے روانہ کیا تھا وصیت
کی کہ اگر وہ لوگ جنسے لڑنے گئے ہوا ذان و اقامت کہین تو باز رہو
اونسے الخ اب براہی خدا دونون عبارت کو ملا کر فرمائیے مطابقت
ہے یا مخالفت یہہ حال ہے مولوی صاحب کی صداقت بیانی کا ثانیاً
مناظرہ صحابہ کا ساتھہ ابوبکر کے دربارہ قتال مانعین زکوۃ خصوصاً
حضرت عمر کا مسلم ہے لیکن سب کا جواب خلیفہ اول کو تسلیم اور قبول
کر لینا ممنوع ہے کیونکہ بعد قتل مالک خلیفہ دوم نے خلیفہ اول پر
اعتراض کیا اور خالد سے قصاص لینے کی مستدعی ہوئی کہ یا قتل کرو یا رجم
کر دیا معزول کرو جسکا جواب خلیفہ صاحب نے یہی دیا تاول فاخطأ
لا اشیم سیفا سلہ اللہ اور جناب امیر و دیگر صحابہ بھی اس اعتراض
مین شریک تھے پس اگر عند المناظرہ سب نے رای خلیفہ کو تسلیم کر لیا تھا

ص ۳۰۳
تحفہ اثنا عشریہ

تواب اعتراض کرنا کیونکر جائز ہوا پس یہہ قول مولوی صاحب کا کہ کبار
صحابہ رای جہان آراہی اور ابرسر و چشم گذاشتند بھی غلط ہوا
ثالثاً بفرض تسلیم کہ تنبیہ اہل انحراف عموماً منظور بود علامت انحراف
بھی عموماً بیان کرنا ضرور تہا جس سے معلوم ہو کہ وہ لوگ فلان امر سے
منحرف ہین اور وہ علامت بنابر جامعیت ایتای زکوۃ ہے کہ منکرین
زکوۃ و مرتدین حقیقی دونو مین قدر مشترک ہے مگر خلیفہ نے یہ
علامت نہ قرار دی بلکہ اذان و اقامت کو علامت قرار دیا کہ جو اذان
نہ کہے اوس سے لڑنا اور جو کہے اوس سے نہ لڑنا پس معلوم ہوا کہ وہ
لوگ اصل نماز سے منحرف تھے تو یہہ قول قاضی کہ مثل مالک کل اہل ردہ
مقر بہ صلوۃ و منکر زکوۃ تھے غلط ہوا اور مولویصاحب کے ہواخواہی
بر ہوا کی ہوسکے باقی رہا یہہ کلام کہ وصیت اذان بر طبق سنت
سنیہ خیر البریہ اسپر نہین دلالت کرتی کہ اوسوقت کوئی منکر
زکوۃ نہین تہا خرافت محض ہے کیونکہ انکار زکوۃ سے اب کوئی بحث
نہین ہے مقصود اثبات انکار اہل ردہ ہے ادای صلوۃ سے
اور وہ اس وصیت بکری سے ثابت ہوا وھو المطلوب فبطل
قول القاضی کذلک سائر اہل الردۃ یعنی کانوا یقیمون الصلوۃ
پس قول قاضی باطل ہوا کہ مثل مالک تمامی اہل ردہ نماز پڑھتے
تھے رابعاً تقریر مولویصاحب بذیل علاوہ مفید مطلب جناب سید
ہے کیونکہ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مقصود اصلی قتال اہل ردہ
شرعی تہا جو منکر صلوۃ و زکوۃ دونون تھے نہ یہ کہ مثل مالک صرف
منکر زکوۃ و مودی صلوۃ تھے پس اس سے بھی تقصیر

قاضی باطل ہوئی جو اونہون نے سبکو مثل مالک تارک الصلوۃ کہا تھا وھو
المطلوب تماسا حیرانی کی کوئی وجہ نہین ہے جناب سید کو تو ہرگز
اس سے انکار نہین ہے کہ روایات اہلسنت مین خصوصاً صحیح بخاری
مین انکار مالک اداے زکوۃ سے منقول نہین ہے بلکہ غرض جناب
سید یہ ہے کہ تم اون روایات کو بنا بر اصول موضوعہ اپنے تسلیم کیونکر
کر سکتے ہو اسلیئے کہ اس بنیاد پر مالک کا کافر مطلق ہونا لازم آتا ہے
اور تم اسکے قائل نہین ہو پس ضرور ہے کہ اصل روایات کی صحت
سے انکار کرو اس تقریر سے یہہ سمجھنا کہ جناب سید منکر وجود روایات
کذائی ہین دلیل کمال خوش فہمی ہے والناس اعداء ماجہلوا سعادتنا
اسی عبارت مغنے و کذلک سائر اہل الردۃ مین یہہ کل تقریر مولوی
پہر اوسیکو مولوی صاحب کہتے ہین کہ اس قابل نہین ہے کہ طلبۂ علوم
ادہر متوجہ ہون تو ناحق مولوی صاحب نے اسقدر سر مغزن کی (رفع)
اگر اپنی تقریر کو مولوی صاحب ایسا سمجھتے ہین تو بجا و درست ہے
کہ خرافت اوسکی طلبہ علوم پر ظاہر و ہویدا ہے سابقاً یہہ زیراکہ مولوی
صاحب کا محض غلط ہے کیونکہ خود جو عبارت مغنی نقل کرتے ہین
اوسمین ہے انہ رد صدقات قومہ علیہم لما بلغہ موت رسول اللہ
کما فعلہ سائر اہل الردۃ یعنے اوسنے رد کیا زکوۃ کو بعد وفات آنحضرت
جیسا کہ رد کیا تمامی اہل ردہ نے فان قیل کان یصلے قیل لہ کذلک
سائر اہل الردۃ یعنے اگر کہا جائے کہ مالک نماز پڑہتا تھا تو کہا جائیگا
کہ اسیطرح تمامی اہل ردہ کا حال تھا پس ان دونون عبارتون سے
بخوبی معلوم ہوا کہ سائر اہل ردہ نے زکوۃ واپس کیا تھا اور تمامی

مرتدین نماز پڑہتے تہے کیونکہ ایک جگہہ مالک مشبہ ہے اور سائر
اہل ردہ مشبہ بہ دوسری جگہہ برعکس اسکے اور تخصیص با فراد قوم
دیگر کہ مماثلت مالک داشتند محض بے وجوہی بلکہ از قبیل چیستان ہی
کیونکہ اصل مماثلت ہی کے باعث سی یہہ تقریر ہو رہی ہے اوسپر یہہ کہنا
کہ مماثلت مالک داشتند کس درجہ لغو ہے ثامنًا یہہ صحیح ہے کہ کلام
مغنی مین تصریح مسیلمہ وغیرہ کی نام بنام نہین ہے مگر اسمین بہی
کوئی عذر نہین کہ عبارت کذلک سائر اہل الردۃ مین وہ بہی داخل
ہین جسکو کوئی عاقل انکار نہین کر سکتا فضلا عن فاضل الا یہہ کہ قائل
بعدم ردہ اون لوگون کے بہی ہون باقی یہہ کہ کلام قوم مالک مین دائر
ہے پس مسلم ہے مگر قاضی جی اوسی مالک کو مشبہ و مشبہ بہ دیگر مرتدین
یقینی الردۃ کا قرار دیتے ہین کہ مثل مالک ہی کے سائر اہل ردہ
جنکی ردۃ یقینی تہی مقر صلوۃ تہے اور متبوعیت مالک و تابعیت
دیگر اقوام کلام قاضی سے ہرگز نہین ظاہر ہوتی کیونکہ وہان تو صاف
یہی مرقوم ہے کہ مالک نے مثل سائر اہل ردہ زکوۃ کا انکار کیا اور
مثل مالک کے سائر مرتدین نماز پڑہتے تہے پس برعکس ارشاد مولوی صاحب
مالک کا تابع ہونا دربارہ انکار زکوۃ ثابت ہوا نہ متبوع ہونا جو یہہ قول
مولوی صاحب وہم کسانیکہ از جماعتہای دیگر اتباع او اختیار کردہ
الخ صحیح ہو سکے باقی رہی بیہودہ تقریرین مولوی صاحب کی دربارہ
اظہار لیاقت جناب سید پس قابل رشیخند ہے نہ لایق التفات
دانشمند کیونکہ فضل وکمال جناب سید مرتضی علم الہدی رضی اللہ عنہ
مسلم ومقبول بین الفریقین ہے امام یافعی تاریخ مرآۃ الجنان مین

بہ نسبت جناب سید فرماتے ہین کان اماماً فی علم الکلام والادب
والشعر یعنے تھے وہ جناب امام بیچ علم کلام اور ادب و شعر کے
اور فاضل رشید ایضاح لکافۃ المقال مین اپنے کو معتقدین فضل وکمال
وتبحر جناب سید رضی اللہ عنہ سے قرار دیتے ہین پس اب حق مین
مولوی صاحب کے کیا گذارش کرون کہ اپنے رشید المتکلمین کے
معتقد علیہ کے حق مین ایسے کلمات موجب کن امور کے ہین الیس
منکم رجل رشید مین بھی بکمال ادب التماس کرتا ہون کہ برای خدا
ورسول وخلفا کلام مغنی جسے مولوی صاحب نقل فرما رہے ہین
اوسکو ملاحظہ کرین کہ کسیطرح اس تقریر سے مناسبت رکھتا ہے
یا نہین غالبا کوئی ذی فہم اس تاویل باطل کو مولوی صاحب کے
قبول نکرے گا بعد اسکے جو مولوی صاحب خود اپنی خوش فہمی پر
متنبہ ہوکر فرماتے ہین منشار عثرت ووہم شریف مرتضی آیست
کہ بادراک محمل صحیح کہ عبارت قاضی بران محتوی است وفریقین روایت
کردہ اند متوجہ نشدہ شعر اذا لم یکن للمرء عین صحیحۃ فلا
غروان یرتاب والصبح مسفر اکنون بدانکہ عبارت مذکورہ دو محمل
دارد یکی آنکہ تقریرش در صدر گذشت دوم احتمالی کہ منار
اعتراض شریف است وشک نیست کہ ہرگاہ تخیل فاسد اورا باد لہ
قاطعہ باطل کنم لا محالہ اول متعین خواہد بود باید دانست کہ خیال
فاسد شریف در معنی عبارت صاحب مغنی کہ بقید قلم آمدہ این است
کہ مالک بن نویرہ بمجرد استماع خبر وفات رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم صدقات را بر قوم خود رد کرد وچنانچہ سائر اہل ردت

مثل مسیلمہ و طلیحہ وغیرہما صدقات را بر قوم خویش باز گردانیدند و ادای نماز و ابای
زکوٰۃ مختص بمالک نہ بود بلکہ متبنیان مذکور و دیگر اہل ارتداد ہم سالک این طریق
و شارب این رحیق بودہ اند و در بطلان آنچہ کہ شریف مرتضی من تلقاء النفس
منفوہ بان شدہ چند دلیل قاطع در عبارت مغنی واقع است و الطف از ہمہ
آنکہ شریف ہم بمدلول آن اقرار دارد لیکن در فہم معنی صحیح
و حمل عبارت بر مطلوب بجہت عصبیت رہ بجرا دنمی آرد حالا آن
دلائل را بسمع اصغا بشنو اول آنکہ خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ ولیس
دینا زکوٰۃ کا فرع اسکا ہے کہ مسیلمہ وغیرہ متولی صدقات رہا ہو
حالانکہ کسی اخبار و آثار سے اسکا ثبوت نہین ہوتا بلکہ خلاف اوسکی
فریقین مین مشہور ہے کہ مسیلمہ نے آن حضرت کو ایک مکتوب
لکہا من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ الخ جسکا جواب
آن حضرتؐ نے یہہ لکہا من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب
الخ کہ بعد اوسکے پیچ و تاب کہا کر اوس شقی نے لاکہہ آدمی کو جمع کر کے
قصد مقاتلہ آن حضرتؐ و استیصال شریعت غرا کیا اور طلیحہ
ابن خویلد کا عروج و خروج بعد وفات آن حضرت ہوا کہ مدعی
نبوت ہوا اور بہت سے اعراب گرد اوسکے جمع ہوئے اور بعد
محاربۂ خالد بن ولید شام کی طرف فرار کر گیا اور گاہے اوسکو
تولیت صدقات نہ حاصل تہی اور اسود عنسی شعبدہ باز و ساحر
تہا کہ اوسنے بہی لشکر عظیم جمع کیا در بارۂ قتل اوسکے اختلاف
ہے کہ آن حضرت کے عہد مین قتل ہوا یا زمانہ ابو بکر مین مگر کبہی
اوسکو تولیت صدقات نہین حاصل تہی انتہی مختصر الکلام المولوی

اقول عقلائے عالم کو صلا ہے اور ارباب بصیرت کی دعوت
بر ملا ہے کہ اس تقریر عدیم النظیر پر ضحکہ کرین اور بسوے
قائل ریش دراز ذکر ین سبحان اللہ جس امر پر کوئی عاقل باور
نکرے اور نہ لفظ قائل مساعد ہو وہ تو مولوی صاحب کے نزدیک
احتمال اول اور صحیح قرار پائی اور جو مطلب کہ مثل نصوص واضح
و ظاہر ہوا اوسکو مولوی صاحب دور از عقل و خارج از وہم
تصور کرین فی الحقیقۃ خوب کہا ہے ؎ اذا لم یکن للمرء عین
صحیحۃ + فلا غرو ان یرتاب والصبح مسفر + جو احتمال کہ مولوی
صاحب کے نزدیک قوی ہے وہ از قبیل المعنے فی بطن الشاعر
ہے بخلاف احتمال دیگر کہ ہر عربی دان یہی سمجھے گا چنانچہ فقیر اوس
عبارت کو دوبارہ نقل کرتا ہے اور لفظی ترجمہ لکھے دیتا ہے
جسکے بعد پھر کسی کو شک و شبہہ باقی نرہے ناظرین سے امیدوار
معافی ہون عبارت قاضی یہ ہے ان الردۃ ظہرت من مالک بن
نویرۃ لان فی الاخبار انہ رد صدقات قومہ علیہم لما بلغہم
موت رسول اللہ کما فعلہ سائر اہل الردۃ فاستحق القتل ثم
قال فان قیل کان یصلی قیل لہ کذلک سائر اہل الردۃ وانما
کفروا بامتناع الزکوۃ واسقاط وجوبہ دون غیرہ ترجمہ تحقیق کہ
ردت ظاہر ہوئی مالک بن نویرہ سے اسلیے کہ خبرون مین آیا ہے
کہ مالک نے اپنی قوم کی زکوۃ کو اون پر واپس کیا جسوقت خبر وفات
رسول پہونچی جیسا کہ سائر اہل ردہ نے کیا تہا پس اسیوجہ سے مستحق
قتل ہوا پہر کہا پس اگر کوئی کہے کہ مالک نماز پڑہتا تہا تو اوسکا جواب

یہہ ہے کہ اسیطرح سائر اہل ردہ نماز پڑہتے تہے اور مالک نہین
کافر ہوا مگر بوجہ منع کرنے زکوۃ کے اور اوسکے وجوب کے
ساقط کر دینے کے نہ دوسرے سبب سے انتہی اب ناظرین منصفین
خود غور کر لین کہ یہہ عبارت مطابق مقصود مولوی صاحب ہے
یا مطابق فہم جناب سید بھلا کوئی عاقل یہہ سمجھہ سکتا ہے کہ سائر
اہل ردہ سے کوئی فرقہ خاص مرتدین کا کسی قسم خاص کے ساتھہ
مراد ہے نہ کل مرتدین اوس زمانہ کے جیساکہ مولوی صاحب کہتے ہین
بلکہ صاف صاف مطلب اس عبارت کا وہی ہے جو جناب سید سمجھے
ہین کہ قاضی صاحب کل اہل ردہ کو مثل مالک نماز پڑہنے والی کہتے
ہین نہ بعض کو کیونکہ لفظ سائر اہل ردہ شامل ہے کل مرتدین بعد
الرسول کو خواہ ارتداد اونکا بوجہ انکار زکوۃ ہو یا بوجہ عبادت اصنام
یا بوجہ ادعای نبوت کاذبہ جیساکہ شاہ عبد العزیز صاحب نے بھی آیہ
و من یرتد منکم مین کل مرتدین کو داخل کیا ہے بغیر تفرقہ وجوہ
ارتداد حالانکہ بعض بوجہ ادعای نبوت کاذبہ اور بعض بوجہ عبادت
اصنام اور بعض بوجہ منع زکوۃ مرتد ہوئے تہے مولوی صاحب نے
جناب سید کی تردید مین کئی ورق کتاب کے سیاہ کیئے اسقدر تطویل
لاطائل کیا نہ مطلب جناب سید سمجھے نہ اپنے قاضی کی غرض تک پہونچے
چونکہ خلیفۂ اول پر یہہ اعتراض ہوتا تہا کہ اونہون نے ایک مسلمان
یعنے مالک بن نویرہ کا خون ناحق کیا اور باوصف تنبیہ صحابہ وخود
خلیفۂ دوم حضرت عمر خالد سے نہ قصاص لیا نہ قتل کیا نہ رجم کیا لہذا
اس الزام کے رفع کے لیئے قاضی ماضی نے چاہا کہ مالک کے ارتداد کو

توجیہ مطلب قاضی

ثابت کرین اور مرتدین حقیقی مثل مسیلمہ وغیرہ کے مساوی بتاوین
کہ دونون منکر زکوۃ تھے اور دونون مقر صلوۃ تاکہ مالک بھی مثل
اون مرتدین حقیقی کے واجب القتل قرار پائے اور خلیفہ کا گلا
الزام سے چھوٹ جائے یہہ غرض قاضی ہے اور مولوی صاحب
صرف اس غرض سے کہ کلام سید پر اعتراض ہو جائے تیر لگے
یا تکہ مسیلمہ وغیرہ یقینی مرتدین کو اس مماثلت سے خارج کرتے ہین
اور لفظ سائر اہل ردہ کو اقوام مالک وغیرہ مانعین زکوۃ مین دائر
بلکہ منحصر کرتے ہین اب خود مولوی صاحب کو مین حکم قرار دیتا ہون
کہ فرمائین اس صورت مین الزام خلیفہ کے سر سے رفع ہو گا یا اور
بڑہ جائے گا کیونکہ پہلے فقط مالک تھا اب اور لوگ بھی شریک
مقتولین ہوئے اسلیئے کہ وجہ اعتراض یہی تھا کہ مالک با صفی کہ
مسلمان تھا اور نماز خوان تھا خلیفہ نے اوسے قتل کرایا پس اگر او
لوگ بھی ایسے نکلے تو معترض ضرور کہے گا کہ یک نشد دو شد اور یہی
سمجھی رفع الزام بغیر اسکے نہین ہو سکتا کہ مالک کو مثل یہہ یقینی مرتدین
مثل مسیلمہ وغیرہ بنائین تاکہ دونون کا ایک حکم ہو جیسا کہ قاضی نے
کہا اب مقصود جناب سید ابطال مساوات مالک و مرتدین حقیقے
ہے کہ یہہ کہنا تمہارا کہ مثل مالک کے وہ مرتدین حقیقے تھے منکر زکوۃ
و مقر صلوۃ تھے باطل ہے کیونکہ کسیطرح یہہ نہین ثابت ہوتا کہ مسیلمہ
وغیرہ قائل ہون کسی حکم کے ساتھہ احکام شریعت سے بعد ارتداد
تا مساوات مطلوب ثابت ہو پس کلام قاضی باطل ہوا اور الزام قتل
مالک خلیفہ کی گردن پر بنا رہا اور مولوی صاحب کی تاویل خود بنی ایب

نتیجہ کنی ہوئی کیونکہ جواز قتل مقرین صلوۃ تو خود امر متنازع فیہ ہے یہان پس
نتیجہ اس تاویل کا یہی ہوا کہ اعتراض کا بار دو بالا ہو گیا یار یک خر فشد
بلکہ دو خر ہان اگر مولوی صاحب اسکے قائل ہون کہ فقط مالک بن
نویرہ ہی و اتباع اوسکے منکر زکوۃ تہے نہ دیگر مرتدین یعنے مدعیان
نبوت وغیرہ بلکہ وہ لوگ مقر بزکوۃ تہے تب البتہ اونکو زیبا ہے کہ
یہہ تقریر کرین اور کلام جناب سید پر اعتراض کرین و الا از قبیل
گوز شتر ہوگا نہ لائق التفات اہل نظر باقی مولویصاحب جو دربارۂ
مسیلمۂ کذاب اسقدر دراز نفسی فرماتے ہین اور تطویل لاطائل سے
حجم کتاب کو بڑہا کے لیاقت اپنی جہال پر ثابت کرتے ہین مفاد اوسکا
بجز ظہور جہالت کے کچھہ نہین ہے کیونکہ مقصود اونکا اگر اس تقریر
سے یہہ ہے کہ جناب سید یہہ فرماتے ہین کہ مثل مالک مسیلمۂ کذاب
بہی متولی صدقات تہا تو دروغ محض ہے پہلے اس امر کو کلام جناب
سید ہمام سے ثابت کر دین تب طالب جواب ہون نہ قاضی کا یہہ
مطلب ہے نہ جناب سید نے اسپر اعتراض کیا ہے اور اگر یہہ خوش
فہمی لفظ کذلک سائرا اہل الردۃ سے ہے جو عبارت قاضی مین ہے
تو پہلے مولوی صاحب اپنے نو فرقے کو جنہین یقینی بوجہ منع زکوۃ
مرتد کہتے ہین متولی صدقات ہونا اور ریاست بطاح کا اونسے
مفوض ہونا ثابت کرین تا مساوات مطلوب مولویصاحب ثابت
ہو تب تقریر بمد بارۂ مسیلمہ پیش کرین وہو غیر ممکن اور اگر مقصود
مولویصاحب اس عبارت طویل و عریض سے یہہ ہے کہ مسیلمہ
کذاب کبہی مسلمان ہی نہوا کیونکہ منع زکوۃ فرع اقرار باسلام ہے

اور نہ خلیفہ اون سے بوجہ انکار زکوۃ لڑے جیسا کہ سیاق کلام
مولوی صاحب دلالت کرتا ہے تو ہر چند فضیلت قتل مرتدین اوسمیں
ہے کیونکہ جب مسلمان ہی کبھی نہوا تو پھر مرتد کیونکہ کہلائیگا سوائے
اپنے علامہ نور الحق کی تیسیر القاری کو ملاحظہ کرین کہ اوسمین صاف
لکھا ہے وزکوۃ رکنے از اسلام است ہر کہ از ادای آن امتناع
آرد کشتنی ست چنانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بمسیلمہ کذاب
درین باب قتال کرد انتہی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مسیلمہ
مسلمان تھا چونکہ اوسنے منع زکوۃ کیا تھا اسوجہ سے خلیفہ اوس سے
لڑے اسیطرح دربارہ طلیحہ واسود عنسی بھی پہلے کلام جناب
سید سے ثابت کرین کہ وہ ان دونون کو مرتد بوجہ منع زکوۃ فرماتے
ہین تب یہہ تقریر پیش کرین حالانکہ خود جناب سید اسیوجہ سے
قاضی پر اعتراض کرتے ہین کہ قاضی صاحب ان ثلثہ کو بھی سائر
مرتدین کیطرح مانع زکوۃ و مقر بصلوۃ بیان کرتے ہین بقولہ وکذلک
سائر اہل الردۃ اوسپر جناب سید اعتراض کرتے ہین کہ قد
علمنا ان اصحاب مسیلۃ وطلیحۃ وغیرھما ممن ادعی النبوۃ
وخلع الشریعۃ ما کانوا یرون الصلوۃ ولا شیئا مما جاءت بہ
شریعتنا یعنے یہہ معلوم ہے کہ مسیلمہ وطلیحہ وغیرہ مدعی نبوت
ہوئے تھے اور تارک شریعت نہ نماز کو مانتے تھے نہ دوسرے حکم کو
احکام شریعت سے پس بعد اسکے یہہ تطویل مولویصاحب کی
از قبیل فوات حمیری وضرطات بعیری ہے ونحن لا نطول الکلام
بردہ مگر عجیب تر مضمون یہہ ہے کہ مولوی صاحب فرماتے ہین

اما طلیحہ بن خویلد کہ عروج و خروج او بعد وفات شریف
اتفاقی ست یعنی طلیحہ کا عروج و خروج با دعوای نبوت بعد
وفات آن حضرت اتفاقی ہے حالانکہ خود اوستاد انکے یعنی
شاہ صاحب انکی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ تحفہ مین ہے در آخر
عہد پیغمبر سہ گروہ مرتد شدند اول بنو مدلج قوم اسود عنسی ذو الخمار
کہ در یمن دعوای نبوت کرد و بدست فیروز دیلمی کشتہ شد دوم
بنو حنیفہ اصحاب مسیلمہ کذاب کہ در ایام خلافت خلیفہ اول بدست
وحشی قاتل امیر حمزہ کشتہ شد سوم بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد متنبی
کہ حضرت پیغمبر خالد را برا او فرستادہ و آمد از دست خالد گریختہ بشام
رفت و در عاقبت ایمان آورد اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین
بذیل عبارت طولانی فرماتے ہین شرح این حادثہ آنکہ در اواخر
ایام آن حضرت سہ فرقہ از عرب مرتد شدند ذو الخمار عنسی در میان
مدلج دعوای نبوت کرد آن حضرت بجانب معاذ بن جبل و جمعی از
مسلمین نامہ نوشت یہانتک کہ کہا و طلیحہ اسدی در میان اسد
مدعی نبوت شد ہم در حیات آن حضرت و بعد انتقال وی الی آخرہ
مختصراً یہ حال ہے مولوی صاحب کی دعوی اتفاق کا کہ طلیحہ کے
دعوی نبوت کو بعد وفات آن حضرت صلعم اتفاقی کہا حالانکہ خود
شاہ عبد العزیز و ولی اللہ نے اسکو باطل کردیا کہ بالاتفاق قائل
ہین کہ ارتداد اونکا عہد نبوی صلعم مین ہوا اور شاہ عبد العزیز صاحب
نے تو یہانتک صاف کردیا کہ خود حضرت صلعم نے خالد کو اوس سے
جنگ کے لیئے روانہ فرمایا اب اس تقریر سے مولوی صاحب کی

تاریخ دانی کو علاوہ کشف وکرامات خاندانی سمجھ لینا چاہیئے

ع قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا + اور دربارۂ اسود عنسی جو

بھی اختلاف ہین وہ بھی محض لغو ہے چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے

ذو الخمار عنسی کہ در کہانت وشعبدہ دستی تمام داشت در یمان

خروج دعوت نبوت نمود آن حضرتؐ بجانب معاذ بن جبل وجمعی از

مسلمین کہ ہمراہ او بودند نامہ نوشت تا برای قتل او آمادہ شوند

فیروز دیلمی ازان جماعت متصدی قتل اوشد وجناب نبوی

بر صورت این ماجرا بوحی مطلع شدند وفرمودند فاز فیروز ودر خارج

خبر این واقعہ آخر ربیع الاول بصدیق اکبر رسید واین اول فتح

بود کہ حضرت صدیق بآن مسرور گردید انتہی بعد آن مولویصاحب

فرماتے ہین دوم آنکہ صاحب مغنی گفتہ اگر کسے گوید کہ مالک بن نویرہ نماز

میگزارد پس نسبت ارتداد باو چہ معنی دارد خواہم گفت کہ دیگران ہم

از بقیۂ اہل ردت نماز می خواندند تخصیص مالک چیست ندانی کہ نسبت

ارتداد باین مردم بدان جہت اوفتاد کہ بمنع زکوۃ رفتند وباسقاط

وجوبش خیال بستند این قول او ادل دلیل بر بطلان فہم شریف

مرتضی است زیراکہ ردت شرعی ومدعیان نبوت کاذبہ کہ بمعارضہ

قرآن مجید پرداختند ودرازاء سورہ الفیل بن ہملات را مرتب ساختند

الفیل ما الفیل وما ادریک ما الفیل لہ ذنب قصیر وخرطوم طویل بانماز

اہل اسلام چہ کارست ع سگ ومسجد ای غافل ازعقل ودین +

وباین ہم شریف مرتضی در کلام خویش اشعاری کردہ جائی کہ

گفتہ ما کانوا یرون الصلوۃ ولا شیئا مما جارت بہ شریعتنا لیس

معلوم شد کہ از سائر اہل ردت حنیفان بنی یربوع مراد اند وہو المطلوب
سبحان اللہ کیا خوش فہمی ہے باوصفی کہ معنی یہی بیان کرتے
ہین اور اونکو بقیۂ اہل ردہ بھی لکھتے ہین جو شامل ہے تمامی مرتدین
کو اوسپر بھی مطلب جناب سید نہین سمجھتے ہی تو جناب سید بھی فرماتے
ہین کہ ایسے لوگونکو کون کہہ سکتا ہے کہ یہہ لوگ مثل مالک تھے اور مانع
زکوۃ ہوئے چنانچہ اسکی تصریح خود جناب سید نے کی ہے جسکو
مولوی صاحب فرماتے ہین وباین ہم شریف مرتضی در کلام خویش
اشعاری کرد پس یہ خوش فہمی مولویصاحب کی ہیکہ ایسے صاف امر کو چھپاتے ہین اور اپنے
قاضی معتزلی کی اصلاح مین یہ حرفتین دکہاتے ہین اور مؤیدات سے
اسکے ہے عبارت مفاتیح جیسے خود مولویصاحب نقل فرماتے
ہین کہ اگرچہ مانعین زکوۃ از قبیل بغاۃ ہین مگر وانما لم یدعوا بہذا الاسم
لدخولہم فی غمار اہل الردۃ واضیف الاسم فی الجملۃ الی الردۃ اذ
کانت اعظم الامرین خطبا یعنی چونکہ غمار اہل ردہ مین وہ سب لوگ
داخل تھے اسیوجہ سے اس نام سے پکارے گئے کہ انتساب
ارتداد بہ نسبت انتساب بغاوت اعظم تہا پس معلوم ہوا کہ قاضی نے
بھی اوسی بنیاد پر مالک وغیرہ مانعین زکوۃ کو حکم مرتدین حقیقی مین
قرار دیا کہ جیسا اور اہل ردہ نے زکوۃ دینے سے انکار کیا مالک
نے بھی اور اگر کوئی کہے کہ مالک نماز پڑہتا تہا تو ہم کہین گے کہ سب
اہل ردہ کا یہی حال تہا پس معلوم ہوا کہ مراد سائر اہل ردہ سے مرتدین
حقیقی ہین نہ صرف مانعین زکوۃ جیساکہ مولویصاحب لکھتے ہین فافہم
فانہ دقیق جدا انتہی قال سوم آنکہ خاتمہ عبارتش اعنی حکم بردت مالک

و اتباع او بجہت انکار زکوٰۃ بود دیگر ہیچ نیز برہان قاطع بر بطلان تخییل امام متشیعین است والا کفر مسیلمہ کذاب برخلاف واقع بسبب انکار زکوٰۃ لازم آید و ایضاً مستلزم این معنے است کہ کفر و ارتداد آن لعین از جہت دعوی نبوت کاذبہ نباشد و این را جز امام المتشیعین ہیچ عاقلے تجویز نتواند کرد انتہی پس نہین معلوم کہ یہہ عبارت کیونکر مفید مطلب مولویصاحب ہوئی کیونکہ اس کلام کا مفاد یہی ہے کہ کفر مالک صرف بوجہ انکار زکوٰۃ ہے نہ دوسری وجہون سے جیسا کہ دوسرون مین پایا گیا مثل ادعای نبوت و عبادت اصنام وغیرہ پس قاضی کی غرض اس کلام سے دفع اعتراض ہے کیونکہ کلام سابق قاضی سے مالک کا مرتد حقیقی ہونا ظاہر ہوتا تھا اور اسپر مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین لہذا بطور دفع دخل مقدر ظاہر کردیا کہ مالک کا ارتداد صرف بوجہ منع زکوٰۃ تہا نہ دوسرے اسباب سے پس نہ معلوم اس تقریر سے اعتراض جناب سید کیونکر رفع ہوا کہ وہ فرماتے ہین یہہ دلیل غلط ہے کہ سائر اہل ردہ منکر زکوٰۃ و مقر صلوٰۃ تھے اسیطرح کوئی وجہ استلزام کی بہی نہین معلوم ہوئی کہ اوس بنیاد پر جناب سید اسکے قائل ہون کہ مسیلمہ بوجہ نبوت کاذبہ کافر نہین ہوا حالانکہ خود جناب سید نے اسکی تصریح فرمائی ہے اوسپر بہی یہہ الزام بلزوم التزام موجب حیرت اولی الافہام ہے بالجملہ لفظ سائر اہل ردہ مقتضی تعمیم ہے کہ شامل ہو جمیع مرتدین کو باہی نحو کان باقی یہہ کہنا کہ این را جز امام المتشیعین ہیچ عاقلے تجویز نتواند کرد محض خرافت و جہالت ہے کیونکہ متشیعین تجرد دوازدہ امام کے کسیکے امامت کے

قائل ہی نہین ہین جو جملہ امام المتشیعین درست ہو البتہ امام یافعی آپکے
جناب سید کو امام کہتے ہین اور نہ معلوم کہ مولوی صاحب اپنے امام
نور الحق صاحب تیسیر القاری کو عاقل تصور کرتے ہین یا لیا جو وہ قائل
ہوئے کہ کفر مسیلمہ و مقاتلہ اوس سے بوجہ انکار زکوۃ تہا کما مر باقی عبارت
مشائخ جو نقل کی ہے کہ محصل اوسکا فکر اعتراض شیعہ ہے بر جواز قتال
ابوبکر با مانعین زکوۃ اور تقسیم مرتدین بدو قسم مرتد عن الدین و مرتد
بوجہ ترک صلوۃ و زکوۃ پس مطابق دعوی مولویصاحب اوس
وجہ الطلاق ردت البتہ معلوم ہوتی ہے وھذہ عبارتہ وھذا الصنف
علی الحقیقۃ اھل بغی وانما لم یدعوا بھذا الاسم فی ذلک الوقت
لدخولھم فی غمار اھل الردۃ فاضیف الاسم فی الجملۃ الی الردۃ
اذ کانت اعظم الامرین خطیا انتہی لیکن اطلاق کفر کی کوئی وجہ نہین
معلوم ہوتی کیونکہ خود مولویصاحب تصریح کرتے ہین کہ صاحب
نہایہ جابجا کہ ردت کفر بعد از تصریح درین عبارت کہ ارتداد بر تخلف
محمول است ارادہ کردہ ردت را مضاف بکفر نمود و صاحب مجمع البحار
لا عن الاسلام آوردہ پس باین قرینہ معلوم شد کہ در ہر دو مقام
نفی و اثبات ہمان تقصیر و تخلف مراد است کہ سخن دران میرود
لا غیر و الا ظاہر آن بود کہ میگفتند لم یکفر احد من اصحابہ بعدہ
وانما کفر قوم من جفاۃ الاعراب مثلا انتہی جس سے معلوم ہوا کہ
لفظ کا اطلاق اگر یہان ہوتا تو کفر حقیقی مراد ہوتا جسکی نفی کے در پے
ہین مولویصاحب اسیوجہ سے صاحب نہایہ و مجمع نے کفر نہ کہا بلکہ
ارتداد کہا اور ہر گاہ یہان بہی وہی لفظ کفر صاحب مغنی نے اطلاق کیا ہے

تو معلوم ہوا کہ صاحب مغنی مالک کو مرتد حقیقی و کافر جانتے ہین نہ قاسم
کفر بامتناع الزکوٰۃ اور بعد نقل عبارت مفاتیح مولویصاحب لکھتے
ہین دیگر کسانیکہ خدمت فن حدیث بجا آوردہ شروح صحاح را مطالعہ
کردہ اند مخفی نمی ماند کہ بسیاری از محدثین مثل امام نووی در حق مالک
بن نویرہ ہمین قسم فرمودہ او را از زمرہ مقتولین بر شمردہ و صاحب
منہاج و مانند او نیز ہمین جادہ اختیار کردہ انتہی لا یخفی مین کہتا ہون
کہ جسنے خدمت فن حدیث اور علم کلام کیا ہے اور کتب اہلسنت کو بخوبی
دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بنا بر مرض عام افتراق و انعدام اتفاق
اہلسنت اس باری مین بھی مختلف ہین صدر اول یعنے شیخین اور طلحہ
و سعد و ابن عمر و ابو قتادہ و سائر مہاجر و انصار مالک بن نویرہ کو مسلمان
با ایمان جانتے تھے کہ عہد رسول سے عہدۂ اخذ صدقات پر مقرر تھا اور
اور صحابہ نے اوسکے تبدیل و تغییر نہ کرنے پر گواہی دی اور فضل
بن روزبہان شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و صاحب مغنی وغیرہ
اوسکو مرتد حقیقی بوجہ منع زکوٰۃ جانتے ہین کہ منکر ضروری دین کافر ہے
مولوی حیدر علی و کرمانی وغیرہ نہ کافر جانتے ہین نہ مرتد بلکہ مسلمان محدث
یعنے متخلف عن بعض الواجبات بیان کرتے ہین پس اس اظہار کمالات سے
مولویصاحب کو کوئی نفع نہوا بفرض تسلیم امام نووی کے ایسا جاننے
سے قاضی کا ہی ایسا ہی جانتا اور اسی مد مین شمار کرنا نہ ثابت ہوا جو
مطلب مولوی ہے اور یہہ حرف بھی قابل لحاظ ہے کہ دعوی مین
مولوی صاحب بسیاری از محدثین کو بیان کرتے ہین اور وقت تفصیل
بجز امام نووی اور کوئی نہین ملتا پھر اسکے مولوی بغرض تطویل حجم

کتاب عبارت صاحب تحفہ اور ضربت حیدریہ اور بحار سے در بیٔ اثبات
تعدد فرقہای منکرین زکوۃ ہوئے ہین مگر ساری تقریر از قبیل تنبیہ
بر بدیہیات اولیات ہے نہین معلوم کون منکر ہے اسکا کہ فرقہ متعددہ
منکر زکوۃ نہین ہوئے بعد ازان جو فرماتے ہین اکنون درین وقت
این امر کہ بعضے دیگر غیر ازین یربوع تابع مہملات مالک بن نویرہ گردیدند
کدام حالت منتظرہ باقی ماند و در صحت قول صاحب مغنی و کذلک سائر
اہل الردۃ چہ تردد و شبہہ را گنجایش ہست پس وہ حالت منتظرہ یہہ ہے
کہ صاحب مغنی سائر اہل الردۃ فرماتے ہین جو مستدعی استغراق کل فرق
ہے جسمین مسیلمہ وغیرہ سب داخل ہین اور آپ اون لوگون کو سائر اہل
ردہ سے خارج کرتے ہین پس بحمد اللہ آپکے اس سر مغز سے وہ
ثابت نہین ہوا اور نہ یہہ دعوی آپکا ثابت ہوا کہ دوسرون نے متابعت
مالک کی کی جسکو بار بار آپنے بتکرار ظاہر کیا اور استحالہ جناب سید کو دربارۂ
قبول روایات انکار مالک بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت آپ باطل نہ کرسکے
فالباقی باق بحالہ و ما اثبتہ لیس فی محالہ بلکہ فائدہ جدیدہ یہہ حاصل
ہوا کہ بنقل خود مولوی صاحب شاہ عبد العزیز کا قائل ہونا ارتداد و کفر حقیقی
مالک و دیگر مانعین زکوۃ ثابت ہوا جو خلاف مطلوب مولویصاحب ہے
کیونکہ شاہ صاحب بعد نقل آیۂ من یرتد منکم عن دینہ فرماتے ہین کہ درین
امر کمال مناقب صدیق اکبر و غیر او از اصحاب رسول اللہ ہست کہ آنہا مسیلمۂ
کذاب را در خلافت صدیق کشتند و دیگر فرقہای اعراب کہ تفصیل آنہا
طول دارد مرتد شدہ بودند و انکار زکوۃ میکردند ہمہ آنہا جہاد کردند و
آنہارا بہ تیغ کشتند و بسیاری از ایشانرا باز اسلام آوردند انتہی پس خرکہ

مسیلمہ اور جملہ مرتدین شدہ بودند و انکار زکوۃ میکردند و جہاد کردند
و باز اسلام آوردند یہہ سب دلیل اسکی ہے کہ شاہ صاحب کے نزدیک
مالک وغیرہ بہی اگرچہ بوجہ منع زکوۃ ہو مرتد اور کافر ہوئے کہ بعض مقتول
ہوئے بعض اسلام لائے پس اس سے سارا مدعا مولویصاحب ہوا
ہوگیا اور جو کچہہ تشنیعات لاطائلہ جناب سید پر کئیے تھے جتنے زائد ہو کے
صاحب کے طرف منقلب ہوئے والحمد للہ علی ذلک حمدا کثیرا بالجملہ ہر گاہ
متانت اس تقریر لطیف اور رزانت اس تحریر شریف کی معلوم ہوئی
اور مالک بن نویرہ کا اصل زکوۃ سے منکر ہونا باطل ہوا بلکہ بنا بر تحقیق امام
رازی اہلسنت وغیرہ من العلما مجتہد ہونا اوسکا ثابت ہوا غایۃ مافی الباب
مالک مذکور مجتہد خاطی ہوگا اور خود اہلسنت مجتہد خاطی کے لئے ایک
اجر کے قائل ہین پس افسوس ہے کہ اہلسنت اپنے خاص مالک کو جس سے
ایک خطا فی الاجتہاد سرزد ہوئی مرتد قرار دین اور خالد بن ولید
جس سے خود ایسے قصہ مین باقرار خلیفہ اول دو خطا ہوئی اوسکو نہ مرتد
عن الاسلام کہین نہ مرتد بمعنی متخلف عن الواجبات چنانچہ تاریخ ابن خلکان
مین ہے لما بلغ الخبر ای خبر خالد مع مالک و امرأته ابابکر و عمر فقال
عمر لابی بکر ان خالدا زنی فارجمه قال ما کنت لارجمه فانه تأول
فاخطأ قال فانه قتل مسلما فاقتله به قال ما کنت لاقتله به فانه
تأول فاخطأ قال فاعزله قال ما کنت لاشیم سیفا سلمه الله علیهم ابدا
یعنے جب خبر قتل مالک اور تصرف کرنا خالد کا زوجہ مالک سی عمر کو پہونچی
تو ابوبکر سے کہا کہ خالد نے زنا کیا اوسکو رجم کرو ابوبکر نے کہا ہم رجم
نکرینگے کیونکہ خالد نے تاویل کیا خطا ہوئی اوس سے پہر عمر نے کہا

کہ خالد نے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا اسکو قتل کرنا چاہیئے ابوبکر نے
کہا ہم قتل بھی نکرینگے خطا فی الاجتہاد کیا تب عمر نے کہا خالد کو معزول
کرو ابوبکر نے کہا جس تلوار کو خدا نے کھینچا ہم اوسکو میان مین نکرینگے
انتہی اور یہ اعتراض خلیفۂ اول پر فقط خلافتمآب ہی سے منقول
نہین ہے بلکہ جناب امیر اور طلحہ اور زبیر و سعد بن ابی وقاص و دیگر
صحابہ بھی اس اعتراض مین شریک تھے جیساکہ مرآۃ الزمان سبط
ابن جوزی مین ہے سبحان اللہ ایک مجتہد خاطی تو مرتد قرار پائے
اور مورد حدیث اصحابی بنایا جائے اور دوسرا مرتد جو دو خطا کرے
کہ مسلمان صحابی کو قتل کرے اور اوسکی جورو سے اوسی شب بالجبر زناکے
محصنہ بھی کرے وہ صحابی رسول مجتہد سیف خدا بنایا جاوے بڑی
ناانصافی نری ہٹ دھرمی ہے اور اگر روایات اور اخبار مین تفحص تام
کیا جائے اور وسعت نظر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مالک بن
نویرہ جیساکہ مقر بصلوۃ و صوم و دیگر ارکان شرعیہ تھا ویسا ہی مقر
بوجوب زکوۃ بھی تھا چنانچہ ملا علی متقی کنز العمال تبویب جمع الجوامع سیوطی
مین نقل کرتے ہین عن ابی عون وغیرہ ان خالد بن الولید ادعی ان
مالک بن نویرۃ ارتد بکلام بلغہ عنہ فانکر مالک ذلک وقال انا
علی الاسلام ما غیرت ولا بدلت وشہدت لہ ابو قتادۃ وعبد اللہ
بن عمر فقدمہ خالد وامر ضرار بن الازور الاسدی فضرب عنقہ
وقبض خالد امرأتہ ام متمم فتزوجہا فبلغ عمر بن الخطاب قتلہ مالک
بن نویرۃ وتزوجہ فقال لابی بکر انہ قد زنا فارجمہ فقال ما کنت
لا رجمہ الخ یعنی خالد نے دعوی کیا کہ مالک بن نویرہ مرتد ہوا پس مالک نے

اسکا انکار کیا اور کہا کہ ہم اسلام پر باقی ہین کوئی تغیر و تبدیل ہمسے سرزد
نہوئی اسپر ابو قتادہ اور عبد اللہ بن عمر نے گواہی دی پس خالد نے
مالک کو آگے بلایا اور ضرار اسدی کو حکم دیا کہ اسکی گردن مارو پس مالک
کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ ام تمیم کو اپنے قبضہ مین لایا جب یہہ خبرین
عمر کو پہونچین تو ابو بکر سے کہا کہ خالد نے زنا کیا اوسکو سنگسار کرو
ابو بکر نے کہا ہم سنگسار نکرینگے الخ اور کتاب مرآۃ الزمان سبط ابن
جوزی مین ہے فانکر مالک ذلک وقال انا علی الاسلام وما غیرت
ولا بدلت وشہد لہ ابو قتادۃ وعبد اللہ بن عمر الخ یعنے مالک نے ارتداد
کا انکار کیا اور کہا ہم اسلام پر باقی ہین کوئی تغیر و تبدیل ہمسے نہوا ابو قتادہ
عبد اللہ بن عمر نے اسپر گواہی دی الخ اور خود حاشیہ تحفہ سے بہی ظاہر ہے
چنانچہ تاریخ طبری سے ناقل ہین کہ مالک نے کہا ہملوگون کو خضوع کرنا
چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ ہم لوگ اسلام پر ہین چنانچہ جب خالد آیا تو اون
لوگون نے زکوۃ لیکر ابو بکر پاس بہیجدیا الخ جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ
بشہادت ابو قتادہ انصاری واورع اصحاب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب
مالک نے کوئی تغیر و تبدیل نہ کیا تہا نہ منکر زکوۃ تہا نہ منکر صلوۃ یا حج
و بلا سبب خالد نے محض نفسانیت سے قتل کیا غایۃ الامر یہہ ہے کہ اوسکو
فقط اسکا عذر تہا کہ خلیفہ اول یا اونکے عمال کو نہ دینا چاہیئے کیونکہ مالک
ابو بکر کو خلیفہ ناحق جانتا تہا چنانچہ تصدیق میرے اس دعوی کی بہی
خود کتب معتبرۂ اہلسنت سے ہوتی ہے تفسیر در منثور علامہ سیوطی
مین اخرج عبد الرزاق والعدنی وابن المنذر والحاکم عن عمر قال لان
اکون سالت النبی عن ثلث احب الی من حمر النعم عن الخلیفۃ بعدہ

وعن قوم قاتلوا انفسہم بالزکوۃ من اموالنا ولا نودیہا الیک اجل قتالہم وعن الکلالۃ انتہی یعنے عمر سے منقول ہے کہ کہتے تھے اگر ہم رسول سے تین امر دریافت کیئے ہوتے تو عمر نعم سے بہی زیادہ بہتر تہا ایک یہہ کہ خلیفہ بعد انکے کون ہے دوسرے یہہ کہ جو مقر زکوۃ ہو اور کہے کہ تم لوگون کو نہ دینگے اون سے قتال کرنا جائز ہے کہ نہین تیسرے معنے کلالہ دریافت کرتے انتہی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مالک اصل زکوۃ کا منکر نہ تہا بلکہ ان خلفاے جور کے ہاتہہ مین دینے کا وہ منکر تہا جس وجہ سے خلیفہ ثانی کو تمنا رہی کہ کاش رسول سے دریافت کرتے کہ آیا قتال کرنا انسے جائز تہا یا نہین اور امام ابن حزم اندلسی کتاب محلی مین لکہتے ہین کما فی البوارق الموبقۃ ان فی اہل الردۃ قسمین قسم لم یسلموا قط ولا یختلف احد فی انہ یقبل توبتہم واسلامہم والثانی قوم اسلموا ولم یکفروا بعد اسلامہم ولکن منعوا الزکوۃ من ان یدفعوہا الی ابی بکر فعلی ہذا قوتلوا الخ یعنے اہل ردہ دو قسم کے تہے ایک وہ جو اسلام بہی نہ لائے تہے دوسرے وہ جو اسلام لائے تہے مگر وہ بعد اسلام کافر نہوئے بلکہ زکوۃ کے ابوبکر کو دینے سے انکار کیا اور اسیوجہ سے وہ قتل ہوئے اور مضمون تفسیر درمنثور سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ خلیفہ ثانی ابوبکر کے اس فعل کو کہ اونہون نے مالک سے مقاتلہ کیا ناجائز تصور کرتے تہے اور یہہ امر یعنے مالک کا انکو زکوۃ کا نہ دینا بہی مستند تہا ساتہہ روایت معتمد کے جیساکہ ازالۃ الخفا مین ہے ابوبکر عن عبد الرحمن السلیمانی قال ابوبکر الصدیق مما یوصی بہ عمر من ادی الزکوۃ الی غیر ولاتہا

مالک کو خلیفہ اول وغیرہ سے زکوۃ دینے سے انکار تہا نہ اصل زکوۃ سے

ص ۱۰۱ مقصد اول

لو یقبل منہ و لو تصدق بالدنیا جمیعا ابو بکر عن محمد یعنی ابن
سیرین کانت الصدقۃ تدفع الی النبی و من امر بہ و ابی بکر و من
امر بہ الخ یعنی ابو بکر نے عمر سے وصیت مین کہا کہ جو شخص زکوۃ دے
غیر متولی کے ہاتہ مین یعنی غیر متولی مستحق کے ہاتہ مین وہ زکوۃ مقبول
نہوگی اگرچہ تمامی دنیا کو تصدق کرے اور محمد بن سیرین سے روایت
ہے کہ صدقہ عہد رسولؐ مین حضرت کے ہاتہ مین آتا تہا یا جسکو
حضرت نے حکم دیا تہا وہ لیتا تہا اور اسیطرح عہد ابو بکر مین یا ابو بکر
کے ہاتہ مین یا جو اس کام پر مامور تہا صدقہ دیا جاتا تہا جس سے بخوبی معلوم
ہوا کہ جو زکوۃ غیر متولی مستحق کو دیجائے وہ مقبول نہین ہے اگرچہ
تمامی دنیا کو تصدق کرے اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ
صدقہ رسول خدا کے ہاتہ مین دیا جاتا تہا یا جسکو حضرت حکم دین
اور معلوم ہے کہ ابو بکر کسیطرح مستحق نہ تہے کہ زکوۃ لے سکین
کیونکہ نہ رسول خدا نے کبہی اونکو متولی صدقات کیا تہا نہ کبہی کسیطرح
زکوۃ اونکے قبضہ مین دیگئی تہی نہ مالک کو حضرت رسولؐ سے کوئے
حکم ملا تہا کہ تم ابو بکر کو زکوۃ دو اگرچہ بطور خزانچی کے ہی کیون نہو
نہ یہ کہ بعد میرے تم ابو بکر کو زکوۃ دینا پس مالک کا انکار کرنا ابو بکر
کو زکوۃ دینے سے کسیطرح ناجائز نہ تہا بلکہ عین حق و صواب تہا
پس ضرور تہا کہ پہلے خلیفہ صاحب اپنے استحقاق اور قابلیت کو ثابت
کرتے بعد اوسکے مطالبہ کرتے کہ ہم اسکے مستحق ہین یا یہ عہدہ ہمسے
مفوض ہوا ہے نہ یہ کہ ناحق مار ڈالا اوس صحابی جلیل القدر کو جو اس
عہدہ والا پر عہد رسولؐ سے فائز تہا قتل کرا دین بازنجاست کہ بعض

علمای اہلسنت نے صاف اسکو لکھدیا کہ یہ قتل کرنا بوجہ انکار زکوۃ وغیرہ نہ تہا بلکہ بوجہ بیعت نکرنے کے تہا چنانچہ مولوی عبد الرؤف حنفی رسالہ ضرب الکرار مین فرماتے ہین اور طعن اونکا حضرت ابوبکر و عمر پر عدم حفظ روایات و قرآن اور فتوی مین غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ اور اونکی جماعت کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرانا الی ان قال کوئی شخص انکار نہین کرسکتا انتہی کلامہ اور مؤیدات سے اسکے ہے حکم دینا بقتل سعد بن عبادہ و قتل جناب امیر المؤمنین نفس خیر المرسلین بوجہ عدم بیعت خلیفۂ اول کے جسکی تعمیل حضرت عمر نے یہ کی کہ آگ لکڑیان لیجاکر چاہا کہ مکان دختر رسول جلاوین جیساکہ کتب معتبرہ احادیث وسیر و تواریخ مین مذکور ہے دیکہ لیجئے فیما بعد انشاء اللہ تعالیٰ بلکہ مین کہتا ہون بفرض و تسلیم کہ مالک منکر زکوۃ تہا جب بہی قتل اوسکا ناجائز تہا کیونکہ اسباب جواز قتل تین امر ہین جیساکہ حیوۃ الحیوان مین عثمان سے منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا نے لا یحل دم امرء مسلم الا باحدی ثلث رجل کفر بعد اسلام او زنی بعد احصان او قتل نفسا بغیر حق فیقتل بہا یعنے قتل کسی مرد مسلم کا جائز نہین ہے مگر تین وقت مین ایک جب بعد اسلام کافر ہوجاے دوسرے زنای محصنہ مین تیسرے بلا حق اگر کسیکو قتل کرے تب قتل ہوگا اسیوجہ سے قاتل مالک البتہ جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب کے نزدیک واجب الرجم اور واجب القتل تہا بلکہ بنابراوس قاعدہ کے بھی جس سے خلافت خلیفہ اول کی اہلسنت کے نزدیک صحیح ہوئی یعنے ما راٰہ المسلمون حسنا فھو حسن اور اجماع سے بہی قتال کرنا ناجائز تہا اسلیے کہ اس

ضرب الکرار

بحوالہ عبدالرؤف حنفی جہ فرماتے اور قتل مالک

تحقیق عدم جواز قتل مالک

مادہ مین کل صحابہ اس راے کے مخالف تھے اور کوئی صحابی اس
قتال کو یعنے قتال مانعین زکوۃ کو عموماً حسن نہ جانتا تھا جیساکہ ازالۃ الخفا
مین ہے و فرقہ منع زکوۃ نمودند درین باب جماعت فقہاے صحابہ
باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال بایشان جائز نباشد
ازانجملہ عمر فاروق گفت کیف نقاتل الناس وقد قال رسول اللہ
امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ اکثر صحابہ درین امر متوقف
بودند تا آنکہ فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب رفق نمودند و با حضرت
مرتضی نیز مانند این سوال و جواب درمیان آمد قال انس بن مالک
کرہ الصحابۃ قتال مانعی الزکوۃ وقالوا اہل القبلۃ فتقلد ابوبکر
سیفہ وخرج وحدہ فلم یجدوا بدا من الخروج انتہی ملخصاً
یعنے انس بن مالک سے منقول ہے کہ صحابہ قتل مانعین زکوۃ کو مکروہ
جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اہل قبلہ ہین پس ابوبکر نے تلوار حمائل
کی اور تنہا جنگ کے لیئے نکلے تب باقی صحابہ بمجبوری آمادہ جنگ
ہوئے اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ ابوبکر نے اس بارہ مین تمامی
صحابہ کی مخالفت کیا اور کوئی اصحاب رسول سے اس امر پر راضی
نہوا اور خود جناب امیر سے بھی اس مادہ مین سوال و جواب
ہوا اور حضرت نے بھی عدم رضا ظاہر فرمائی اور نیز اسی
کتاب مین ہے قال ابن عباس فما وافق ابابکر علی رأیہ ولا
وانتہدہ علی امرہ ولا اعانہ علی شانہ اذ خالفہ اصحابہ
فی ارتداد العرب الا العباس الخ یعنے کسی نے اصحاب مین سے
موافقت ابوبکر نہ کی دربارہ قتال مانعین زکوۃ اور نہ مشورہ

صفحہ ۱۰۵ ازالۃ الخفا

دیا نہ اعانت کیا اونکی اس بارے مین مگر عباس نے اگرچہ روایت
سابقہ سے مخالفت کل صحابہ ظاہر ہے اور اس روایت سے
موافقت حضرت عباس تاہم مخالفت جناب امیرؑ اور تمامی صحابہ
کی ظاہر ہوئی پس یہ فعل بکر ہی مخالف اجماع تمامی صحابہ کب قابل
مدح ہے کیونکہ حکم مخالف اجماع کہ کفر ہے معلوم ہے اور ید اللّٰہ
علے الجماعۃ والشاذ کالمعدوم والنادر للذئب آپکے یہان امر
مشہور ہے چنانچہ ایسی مخالفت اجماع کے سبب سے عیاذاً باللّٰہ
جناب امیرؑ پر کیا کچھہ تشدد ہوا کہ واجب القتل قرار پائے
پس ابتدای حالت قتال مانعین زکوٰۃ کی یہہ تھی اور انتہای صورت
یہہ ہے کہ عموماً تمامی صحابہ اور خصوصاً حضرت عمر اس فعل سے خلیفہ
کے بہت ناراض رہے کما مر اراً چنانچہ اسی وجہ سے بعد حصول
خلافت خلیفۂ دوم کے اون اسیرون کو جو ابوبکر کے حکم سے
مقید تھے رہا کرایا اور خالد بن ولید سیف خلیفہ اول کو معزول
کیا جیسا کہ ملل اور نحل مین ہے الخلاف السابع فی قتال مانعی
الزکوٰۃ فقال قوم لا نقاتلهم قتال الکفرۃ و قال آخرون بل
نقاتلهم حتّٰی قال ابوبکر لو منعونی عقالاً مما اعطوا رسول اللّٰہ
نقاتلتهم علیه ومضی بنفسه لمقاتلتهم و وافقه الصّحابة باسرهم
وقد ادی اجتهاد عمر فی ایام خلافته الی رد السبایا والاموال
الیهم واطلاق المحبوسین منهم انتهی یعنے ساتوان اختلاف
دربارۂ قتل مانعین زکوٰۃ ہے کہ بعض نے کہا ہم اونسے مثل
کفار قتال نکرینگے اور بعض نے کہا ہم قتال کرینگے یہانتک کہ ابوبکر

موافقت عمر با صحابہ در قتل مانعین زکوٰۃ کردن

اختلاف صحابہ در بارہ قتال مانعین زکوٰۃ

عمر اول اعطاء ... ص ۱۲۱

نے کہا اگر جو ریسمان عہد رسولؐ مین ادا کرتے تھے وہ بھی ندین تو ہم
اونسے جنگ کرینگے اور تن تنہا اونسے لڑنے کو چلے تب صحابہ نے
اونکی موافقت کی اور اجتہاد عمر اسپر قائم ہوا کہ اونکے قیدیون کو رہا
کرین اور اونکا مال اونکو واپس دین بلکہ تاریخ طبری سے معلوم
ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم نے بعد حصول خلافت اول کام جو کیا وہ
یہی ہے کہ سیف ابوبکر کو معزول اور اونکے سپہ سالار کو مخذول
کیا و ہذہ عبارتہ انما نزع عمر خالدًا فی کلام کان خالد تکلم بہ فیما
یزعمون ولم یزل عمر علیہ ساخطًا و لامرہ کارہًا فی زمان ابی بکر
کلہ لوقعتہ بابن نویرہ و ما کان یعمل فی حربہ فلما استخلف عمر
کان اول ما تکلم بہ عزلہ فقال لا یلی لی عملًا ابدًا فکتب عمر الی
ابی عبیدۃ ان خالدًا اکذب نفسہ فھو امیر علی ما ھو علیہ وان
ھو لم یکذب نفسہ فانت الامیر علی ما ھو علیہ ثم انزع عمامتہ
عن راسہ و قاسمہ مالہ نصفین الخ یعنے عمر نے خالد کو بسبب اوس
کلمہ کے جو اوسنے کہا تھا معزول کیا اور ہمیشہ عمر خالد سے ناراض تھے
اور اوسکے جملہ امور سے کارہ تھے زمانہ ابوبکر مین بسبب واقعہ مالک
بن نویرہ کے جب عمر خلیفہ ہوئے تو اول کلام یہی کیا کہ خالد کو معزول
کیا اور کہا کبھی ہمارے کسی کام پر وہ مقرر نہین ہو سکتا بعد اوسکے
ابو عبیدہ کو لکھا کہ اگر خالد اپنی تکذیب آپ کرے تب تو وہ سردار
لشکر رہے نہین تو تم بجائے اوسکے امیر ہو اور خالد کے سر سے
عمامہ اوتار کر مال اوسکا نصفا نصف تقسیم کر لو الخ پس ان روایات
کے مطالعہ سے ناظرین متاملین پر فرق درمیان مالک و دیگر منکرین

[illegible] تاریخ الطبری [illegible]

زکوۃ بھی معلوم ہوگا کہ خلیفۂ دوم کے نزدیک یہہ حرکت خلیفۂ
اول ایسی ناحق تھی کہ خلافت ہونے کے ساتھہ ہی خالد قاتل مالک کو
معزول کیا اگرچہ خلیفہ صاحب کی برارت ذمگی اب بھی نہین حاصل
ہوئی کہ قصاص خالد سے مالک کا پورا نہ لیا مگر خلیفہ اول کا ظلم و عدوان
و ترک امر حق بخوبی واضح ہوا کہ عمر نے سبایا اور اموال کو ادن منکرۂ
زکوۃ کے واپس کیا بلکہ بنابر تحقیق شاہ صاحب معلوم ہوتا ہے
کہ خود خلیفہ اول بھی اپنے ظلم کو سمجھے کہ آخر مجبور ہوکر دیت مالک کے
بیت المال سے دلوائی جس سے اور مسلمانون کی حق تلفی کا الزام پڑہ گیا
بہرکیف حال تحقیقات مولوی صاحب معلوم ہوا کہ یہہ لوگ عشق مین
خلفا کے ایسے حواس باختہ ہوتے ہین کہ اپنے ضار و نافع مین بھی
تمیز نہین کرسکتے کیون مولوی صاحب جب مالک مرتد ہی ہوگیا تھا تو
اوس سے لڑنے مین کیا عذر تھا جو درمیان صحابہ و ابوبکر مناظرہ ہوا
اور سب ایک طرف ہوئے اور ابوبکر سبکے مخالف تھے اور جب
لڑنا صحیح تھا تو پھر دیت دینے کی کیا وجہ اور خلیفہ دوم کے سبایا
و اموال واپس کرنے کا کیا باعث اور خالد کے معزول کرنے کی
کیا وجہ ہوئی اب برای خدا فرمائیے کہ کون برسر حق تھا اور کون
برسر باطل بینوا توجروا بالجملہ اگر تواریخ اور اخبار کی طرف
توجہ کیجائے تو بخوبی معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت مالک بن نویرہ محض
مظلوم قتل ہوا اور خالد بن ولید نے محض از راہ شہوت پرستی
اوسکو قتل کیا جسپر خلیفۂ اول نے محض اپنی خواہش نفسانی اور نفس
پرستی سے خالد کو بچایا اور حد جاری نہ کی جسپر خلیفۂ دوم اور اکثر

خلیفۂ دوم کا اپنی خلافت مین خالد قاتل مالک کو معزول کرنا اور سبایا اور اموال کو واپس دینا

ص ۵۴۳

صحابہ آزردہ و ناراض ہوئے کیونکہ شاہ صاحب تحفہ مین علاوہ
رد صدقات کے قتل مالک کی دو وجہ لکھتے ہین اینقدر خود بشہادت
مردم گرد د نواح بہ ثبوت رسیدہ بود کہ ہنگام استماع خبر قیامت اثر
وفات پیغمبر زنان مالک بن نویرہ حنا بندی و دف نوازی و دیگر لوازم
فرحت و شادی بعمل آوردہ شماتت اہل اسلام نمودہ بود و نیز اتفاقاً مالک
بحضور خالد در مقام سوال و جواب در حق جناب پیغمبر این کلمہ گفت
قال رجلکم کذا و صاحبکم کذا و این اضافت بسوی اہل اسلام نہ بخود
شیوہ کفار و مرتدان آن زمان بود انتہی مختصراً حالانکہ یہہ دونون
وجہین محض غلط ہین کیونکہ پہلا امر یعنے شماتت اوسکی اہل اسلام پہ
بعد وفات رسول اللہ درجہ غلط ہے کہ نہ کسی کتاب مین کتب تواریخ
سے اسکا وجود ہے نہ کتب احادیث مین اور کیونکر کوئی ایسا دعوی
باطل کر سکتا ہے کیونکہ اگر یہہ امر ہوتا تو پھر مالک کے ارتداد مین عذر
ہی کیا تھا خالد اسی کو صاف کہتا کہ تجھسے یہہ امر خلاف اسلام ظاہر
ہوا اور صحابہ مین اسقدر اختلاف کیون ہوتا کیا معاذ اللہ وہ لوگ
اسلام کے شماتت کرنے والے کو مؤمن مسلمان دیندار جانتے تھے
اور نیز خلیفہ دوم کیون اسقدر خالد کے اس فعل پر ناراض ہوتے
اور خلیفہ اول کیون تاویل و خطا کی تاویل کرتے اور بہ دیت بیت المال
سے کیون دیتے اور بفرض تسلیم بہت سے افعال عورتین ایسے
کرتی ہین کہ ہرگز رضای صاحب خانہ اوسمین نہین ہوتی چنانچہ بی بی
عایشہ کے افعال مخالف شرع نبوی صحاح ستہ اہلسنت مین بکثرت
ثابت ہین لیکن دوسرا امر یعنے رجلکم یا صاحبکم کا کہنا ہرگز کسی وقت مین

علامت ارتداد نہ تہا نہ قبل وفات رسول نہ بعد وفات آنحضرت
نہ بعد قصۂ ارتداد کیونکہ خود خلیفۂ دوم سنے الرجل لیہجر کہا اور کوئی نہ قائل
ارتداد ہوا نہ کسی سنے قتل کیا حالانکہ بلا اضافت محصنہ موجب کمال
تحقیر و توہین تہا اسیطرح خلیفۂ دوم نے جب حلی خانہ کعبہ کو تقسیم
کرنا چاہا تو راوی سنے کہا ان صاحبیک لم یفعلاہ رسول خدا کو صاحب
عمر کہا اور خود عمر نے بہی اوسی نہ مرتد کہا نہ قتل کیا بلکہ خود عایشہ نے
ابوبکر سے کہا جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے بذیل قصۂ افک کہ ابوبکر نے
کہا فان اللہ قد انزل عذرک تو عایشہ سے روایت ہے فقلت بحمد اللہ
لا بحمدک ولا بحمد صاحبک الذی ارسلک یعنے جب ابوبکر نے عایشہ
سے کہا کہ خدا نے تیرا عذر نازل کیا تو عایشہ سنے کہا شکر خدا سے ہے
نہ شکر تیرا نہ تیرے صاحب کا جسنے تجہے بہیجا ہے پس اگر واقع مین حاکم
یا صاحبکم کہنا علامت ارتداد تہا تو ارتداد عمر و عایشہ بلکہ خود ابوبکر
ثابت ہوتا ہے کہ باوصف استماع کلمۂ کفر اپنی دختر بلند اختر سے ساکت
رہے اور کوئی تنبیہ بہی نہ کی حالانکہ ادنے سے امر پر باوصفی
کہ سر مقدس شوہر عایشہ کی گود مین ہوتا تہا مگر یہہ بزرگوار لات چلہا
دیتے تہے پس معلوم ہوا کہ یہہ سب محض غلط ہے اب اصل وجہ
مالک کے قتل ہونے کی وہی رندی و شہوت پرستی و مستی ہے
کہ خالد چاہتا تہا کسیطرح مالک کی زوجہ کو اپنے تصرف مین لائے
اور حظ نفسانی اوٹہائے چنانچہ بقاعدہ المؤمن ینظر بنور الایمان
خود مالک عمر نے تاڑلیا اور صاف صاف کہدیا کہ خالد کو دوسری
لاگ ہے اور اس شعلہ کی بہڑکانے والی دوسری ہی آگ ہے چنانچہ

صفحہ ۲۱۸

اصل وجہ قتل مالک

تاریخ ابن خلکان مین ہے وتقدم الی ضرار بن الازور الاسدی
لیضرب عنقه والتفت مالك الی زوجته ام تمیم وقال لخالد هذه
التی قتلتنی وکانت فی غایة الجمال الخ یعنے جب ضرار متوجہ قتل
مالک ہوا تو مالک اپنی زوجہ ام تمیم کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ
اسی نے مجھکو قتل کرایا اور وجہ اوسکی یہہ تھی کہ زوجہ مالک نہایت
ہی حسینہ تھی اور یہہ امر کچھہ اسی کتاب مین نہین ہے بلکہ تاریخ طبری
وغیرہ کتب تواریخ مین بہی موجود ہے کما نقل اکثرھا فی التشئید
اور اوسی شب ہم بستر ہونا دلیل ظاہر اس شہوت پرستی کی ہے
چنانچہ شرح تجرید علامہ قوشجی مین ہے حیث قال قتل مالك
بن نویرہ طمعاً فی التزویج بامرأته ولذلك تزوج بها من لیلة
وضاجعها یعنے قتل کیا مالک کو خالد نے بطمع تزویج اوسکی زوجہ
کے اور اسیوجہ سے اوسی شب کو مباشرت کی زوجہ مالک سے اور
صواعق محرقہ مین ہے واما انکار عمر بر ابی بکر کہ او قتل خالد بن ولید
نکرد کہ او مالک بن نویرہ را کہ مسلمان شدہ بود کشت و زوجہ اورا
نکاح کرد در ہمان شب قبل انقضای عدت دخول نمود وچون عمر
باین معنے اطلاع یافتہ با صدیق گفت کہ خالد بن ولید باین عملی کہ
کردہ مستحق قتل است و او را می باید کشت وابوبکر درین معنی
تامل نمود و خالد را نکشت واین انکار مستلزم آن نیست کہ ابوبکر
را ذم کردہ باشد یا الحاق نقصی باو گردد کہ در خلافت او بودہ
باشد الخ اور مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی مین ہے لما اراد
خالد قتل مالك وجاءت امرأته ام تمیم بنت المنهال وکانت

من اجمل النساء فالقت نفسها عليه وقد كشفت وجهها فقال
اليك عني فقد قتلتني يشير الى ان خالدا لما داها اعجبته فقتله
ليأخذها وروى عن بعض من حضر هذه السرية قال دعنا
القوم تحت الليل فربيعت المرأة فخرجت عريانة فوالله لقد عرفنا
حين رأيناها انه سيقتل عنها صاحبها ولما قتل مالك تزوج
خالد امرأته فكتب اليه ابوبكر بالقدوم عليه ولما بلغ عمر بن
الخطاب خبر خالد وقتله مالكا واخذه لامرأته قال اى عبادالله
قتل عدو الله امرء امسلما ثم وثب على امرأته والله لنرجمنه
بالحجارة فلما قدم خالد المدينة دخل المسجد وعليه ثياب
عليها صدء الحديدة معتجر العمامة قد غرز فيها ثلثه اسهم فيها
اثر الدم فوثب اليه عمر فاخذ الاسهم من راسه فحطمها وقال
يا عدو الله عدوت على امرء مسلم فقتلته ثم نزوت على امرأته
والله لنرجمنك بالحجارك وخالد لا يرجع عليه بلا ولا نعم وهو يظن
ان راى ابي بكر فيه كراى عمر فدخل خالد على ابي بكر وعمر في المسجد
فذكر لابي بكر عذره ببعض الذى ذكر له فتجاوز عنه وراى
انها الحرب وفيها ما فيها فرضى عنه فخرج خالد من عنده وعمر
في المسجد فقال له خالد هلم يا ابن حنتمة الى يريد ان يشاتمه
فعرف عمر ان ابابكر قد رضى عنه فدخل بيته خلاصا وسكانے
کہ جب خالد نے قتل مالک کا ارادہ کیا تو زوجہ مالک ام تمیم بنت منہال
آئی اور اپنے کو مالک پر گرا دیا اسمین نقاب چہرہ سے الگ ہو گیا اور
مُنہ اوسکا کھل گیا مالک نے کہا دور ہو ہمسے کہ تو نے ہمکو قتل کرایا مقصود

اس سے اشارہ تھا اسطرف کہ خالد اوسپر فریفتہ ہو گیا پس اسوجہ
سے مالک کو قتل کیا تاکہ اوسکی زوجہ پر متصرف ہو اور دوسری
روایت مین ہے کہ قوم مالک کو شبکی وقت حراست مین رکھی تھی
اور اوسکی زوجہ بھی حراست مین تھی کہ ناگاہ وہ برہنہ نکلی راوی
ناقل ہے کہ قسم بخدا اوسی وقت ہم لوگون کو یقین ہوا کہ اب
مالک ضرور قتل ہوگا پس جب خالد نے مالک کو قتل کیا اوسی
شب کو زوجہ مالک سے عقد کیا جب یہ خبر ابوبکر کو پہونچی تو
حکم دیا کہ ہمارے پاس حاضر ہو اور جب عمر نے سنا تو لوگون سے
کہا ای بندگان خدا اس دشمن خدا (یعنے خالد نے) ایک مرد مسلمان
کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ پر چڑہ بیٹھا واللہ اوسکو ہم سنگسار
کرینگے جب خالد داخل مدینہ ہوا تو عمامہ مین اپنے تین تیر خون
آلودہ لگائے تھا عمر نے اوچک کر اوسکے سر سے تیر نکال کر جلا دیا
اور کہا کہ ای دشمن خدا تونے مرد مسلمان کو قتل کیا اور اوسکی
زوجہ پر چڑہ بیٹھا واللہ ہم تجہے سنگسار کرینگے اور خالد خاموش
تھا کچھہ جواب نہ دیتا تھا کیونکہ اوسکو یہہ گمان تھا کہ ابوبکر کی راے
بھی مثل عمر ہے پس ایک روز تنہا ابوبکر کے پاس خالد گیا اور بہت
سی معذرت کی یہانتک کہ ابوبکر راضی ہوگئے اور عمر اوسوقت
مسجد مین تھے پس جب ابوبکر راضی ہوگئے تو خالد وہان سے
نکلا اور مسجد مین آیا اور عمر سے کہا ای پسر حنتمہ اب سامنے میرے
آؤ اور چاہتا تھا کہ عمر سے گالی گفتہ کرے پس عمر چپ چاپ اوٹھکر
گھر مین اپنے چلے گئے انتہی اور فوات الوفیات ذیل تاریخ ابن خلکان

مین ہے قیل ان خالداً کان یھوی امرأۃ مالک فی الجاھلیۃ وکان خالد یعتذر فی قتلہ فیقول انہ قال لی وھو یراجعنی ما اخال صاحبکم الا قد کان یقول کذا وکذا الخ یعنے خالد زوجۂ مالک بن نویرہ پر ایام جاہلیت سے عاشق تہا اور اوسکے قتل کی فکر مین رہتا تہا پس خالد نے کہا کہ ہمسے مالک نے کہا کہ تمہارے صاحب ایسا کچہہ کہتے تہے الخ پس معلوم ہوا کہ خالد جاہلیت کے زمانہ سے مالک کی زوجہ پر عاشق تہا اور حیلہ و مکر کرتا تہا کہ کسیطرح قتل کرے یہانتک کہ بدولت خلیفۂ اول اپنے مطلب پر فائز ہوا اور یہی وجہ تہی کہ خلیفۂ دوم نے اس حرکت خالد کو بلفظ زنا تعبیر کیا اور بقسم کہا دشمن خدا کو ہم ضرور سنگسار کرینگے مگر خلیفۂ اول کے بدولت رُک گئے سنگ آمد سخت آمد کا مضمون ہوا خیر یہہ تو خالد کی شہوت پرستی تہی کہ مالک کو قتل کیا اور اوسکی جورو سے داد عیاشی و تماشا بینی دیا مگر نمعلوم حضرات اہلسنت کو اس خالد پرستی سے کیا نفع ملیگا جو خواہی نخواہی مالک خلیفۂ دوم کو مرتد اور کافر بناتے ہین اور خلفا اور صحابہ کا بہی کچہہ لحاظ نہین کرتے نہ خلیفۂ دوم کا پاس و ادب کرتے ہین خصوصاً مولوی حیدر علی کہ برخلاف خلفا و صحابہ بلکہ خود اپنے اوستاد شاہ عبد العزیز کے خلاف بالخصوص ایسے مالک کو مصداق حدیث حوض بناتے ہین اور اوسکے احداث و تغییر و تبدیل کو ثابت ٹھراتے ہین حالانکہ مہاجرین و انصار نے بالاتفاق اوسکی پاکدامنی پر شہادت دی اور اوسکے تغییر و تبدیل نہ کرنے پر گواہی دی اب بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ ان ملوکون کو ملوک مالک خلیفۂ دوم کے حوالہ

خالد کو خلیفۂ دوم نے بلفظ زنا تعبیر کیا

کرین کہ وہی انسے سمجھین لیکن امر دوم یعنے خلیفۂ اول کا از راہ تفننات
قصاص نہ لینا اور خالد کو چھوڑ دینا اور صحابہ کا مخالف رہنا پس جو
ان روایات سے ثابت ہوا خلیفہ صاحب نے نہ حضرت عمر کا کہنا
مانا نہ دیگر صحابہ کا چنانچہ مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی مین ہے
قال ابو ریاش دخل خالد المدینۃ ومعہ لیلی بنت سنان زوجۃ
مالک فقام عمر فدخل علی علیؑ فقال ان من حق اللہ ان یقاد
من ھذا المالک وقتلہ وکان مسلما ونزا علی امرأتہ علی ما
ینزو الحمام ثم قاما فدخلا علی سعد بن ابی وقاص وطلحہ
بن عبد اللہ فتابعوا علی ذلک ودخلوا علی ابی بکر وقالوا
لا بد من ذلک فقال ابو بکر لا اغمد سیفا سلہ اللہ علیہم انتہی
یعنے جب خالد زوجۂ مالک کو لیکر داخل مدینہ ہوا تو عمر جناب امیر
علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ قصاص مالک خالد سے
ضرور لینا چاہیئے کہ اسنے مالک سے مرد مسلمان کو قتل کیا
اور جیسے کبوتر کبوتری پر چڑھتا ہے خالد زوجۂ مالک پر چڑھ
بیٹھا پس عمر اور جناب امیرؑ سعد بن ابی وقاص اور طلحہ کے
پاس آئے اور باتفاق ابوبکر سے جاکر کہا ضرور قصاص لینا
چاہیئے ابوبکر نے کہا ہم ہرگز وہ سیف کو میان مین نہ کرینگے
جسے خدا نے اونپر کھینچا یعنے خالد سے قصاص نہ لینگے الخ
کیون صاحبو صحابہ کے دو ایک آدمی کے اتفاق سے تو خلافت
آپکے یہان صحیح ہو جائے اور نصوص صریحہ نبوی بیکار قرار پاوے
یہان جو اسقدر صحابہ کا اجماع ہے خلیفۂ دوم جنکے بارے مین خود

لہ مرآۃ الزمان [illegible] سبط ابن جوزی [illegible] الزمان [illegible] الانوار [illegible] ۱۲

شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین [illegible] ابن اثیر و حافظ [illegible] الدین ابو الفرج ابن الجوزی و شمس الدین مظفر سبط ابن الجوزی و دیگر مورخین [illegible] نقل کردہ اند ۱۲ منہ

اہلسنت یہہ حدیث موضوع روایت کرتے ہین ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر اور جناب امیرؑ کے بارے مین تو بالاتفاق یہہ حدیث متواتر مشہور ہے الحق مع علی وعلی مع الحق اسیطرح سعد بن ابی وقاص وطلحہ بن عبد اللہ جو عشرہ مبشرہ سے اور بفضائل کاملہ آپکے یہان معروف ہین ان سبھون نے علاوہ بر شہادت ابو قتادہ وعبد اللہ بن عمر بر اسلام وتبدل وتغیر تکرنے مالک کے بالاتفاق خالد کو زانی قابل رجم اور قاتل مسلم واجب القتل جانا اور ابو بکر سے اس بارے مین مبالغہ فرمایا مگر کسیکی شنوائی نہ کی اسپر بھی مالک مرتد ومورد حدیث حوض قرار پاوے اور خالد وابو بکر وعمر ودیگر صحابہ مجتہدین یقینی المغفرہ مین شمار کیے جائین سبحانک اللھم ھذا بھتان عظیم وافتراء جسیم لا یقبلہ عقل سلیم۔

تذئیل جمیل چونکہ اثنائے کلام مین نقل عبارت شاہ ولی اللہ وشاہ عبد العزیز ذکر آیہ کریمہ یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم آگیا یعنی اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو جو شخص تملوگو نسے اپنی دین سے برگشتہ ہوجاے پس لاویگا خدا اوس گروہ کو جسے خدا دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ خدا کو دوست رکھتے ہین متواضع ہین مسلمانون کیلئے اور سخت ہین اوپر کافرونکے راہ خدا مین جہاد کرتے ہین اور نہین ڈرتے ملامت سے

یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ

ملامت کرنیوالونکے یہ فضل خدا ہی جسے چاہتا ہی دیتا ہے خدا جوادو دانا

اور دونون باپ بیٹون نے اس آیہ سے حقیت خلافت خلیفہ اول

پر استدلال کیے ہین لہذا اجمالاً ذکر اسکا بیان کیا جاتا ہے جسکو شوق اسکی تفصیل

کی ہو وہ عماد الاسلام و بوارق موبقہ جواب باب امامت تحفہ اثنا عشریہ

وکتاب مستطاب عبقات الانوار منہج اول مطالعہ کرے بیان اجمالی بیان

پر اقتصار کیا جاتا ہی پس واضح راے ارباب انصاف ہو کہ طریقہ تفسیر

اہلسنت کی بیان دو طور پر ہی ایک یہ کہ بحدیث نبوی ہو کہ خود آنحضرت

نے تفسیر فرمائی ہو اور بیان کردیا ہو کہ اس آیہ کریمہ سے یہ مراد ہی دوسرے

یہ کہ صحابہ نے اوسکے مطلب بطور خود بیان کئے ہیون بطور تطبیق

واقعات وغیرہ پس اس آیہ کریمہ کو اگر بطور اول یعنے حسب ارشاد

فیض بنیاد آنحضرت دیکھین تو خلیفہ اول کو اس آیہ سے کوئی تعلق

ہی نہین کیونکہ احادیث نبویہ سے جو اہلسنت کے یہان منقول ہین دو آدمی کے

بارے مین نازل ہونا اس آیہ کا معلوم ہوتا ہی جیسا کہ تفسیر کبیر امام فخرالدین

رازی مین ہی وروی مرفوعا ان النبیؐ لما نزلت هذه الایة اشار

الی ابی موسی الاشعری وقال هم قوم هذا وقال اخرون هم

الفرس لانه روی ان النبیؐ لما سئل عن هذه الایة ضرب بیده

علی عاتق سلمان وقال هذا وذووه ثم قال لو کان الدین معلقاً

بالثریا لناله رجال من ابناء فارس یعنی منقول ہی کہ جب یہ آیہ نازل

ہوا تو حضرت نے اشارہ فرمایا طرف ابوموسے اشعری کے اور کہا کہ وہ

لوگ قوم اسکی ہین اور بعض لوگون نے کہا کہ اہل فارس مراد ہین کیونکہ

جب حضرت سے سوال کیا کہ مراد اس آیہ سے کون ہی تو حضرت نے

ص ۶۱۳
تفسیر کبیر جزو ثانی
مطبوعہ مصر

فضیلت اہل فارس

سلمان فارسی کے شانہ پر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے
اور ہمراہیان اوسکے پھر فرمایا کہ اگر دین معلق ہو ساتھ ثریا کے تو کچھ
لوگ اہل عجم سے اوسکو پالینگے انتہی پس حسب ارشاد جناب رسالتمآب
مصداق اس آیہ کے دو شخص قرار پائے قوم ابوموسی اور حضرت سلمان
فارسی و قوم اونکی پس خلیفہ اول یون بھی خارج ہوئے اور چونکہ ابوموسی
اشعری کا منافق ہونا ادلۂ قاطعہ سے ثابت ہی جیسا کہ مابعد اسکے کتب
اہلسنت سے بخوبی مذکور ہوگا لہذا وہ بھی خارج ہوئے ہر چند بمفاد
اس حدیث کے بھی وہ خارج تھے کیونکہ حضرت نے قوم ابوموسی کو
مصداق اسکا فرمایا تھا نہ خود ابوموسی کو بخلاف سلمان فارسی اور اونکی
قوم کے پس جس کسی کو اہلسنت سے متابعت رسول مقصود ہو
وہ اس فرمان رسول کے مطابق حضرت سلمان فارسی اور اونکی
قوم کو مصداق آیہ کریمہ تصور کرے اور از انجا کہ حسب تصریح علمائے
اہلسنت منکر خبر واحد کافر ہے کما فی ہدایۃ السعداء پس جو سُنّی خلافت
اسکے دعوے کرے اور حکم نبوی کو نمانے وہ اپنے اصول سے آپ کافر ہوگا
ع ما راچہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت ؛ باقی رہا طریقہ ثانیہ یعنے
صحابہ کی راے اور بیان کے مطابق پس تفسیر کبیر مین چند قول مذکور
ہین ایک یہ کہ مراد اس سے خلیفہ اول یعنے ابوبکر ہین اور اصحاب اونکے
جنھون نے اہل ردہ سے قتال کیا دوسرے یہ کہ مراد اس آیہ سے
انصار رسول مختار ہین جنھون نے اعلاء کلمہ اسلام و اظہار دین مین نصرت
آنحضرت کی کی تیسرے اہل یمن چوتھے یہ کہ جناب میر مراد ہین
جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کو خود اختلاف ہے کہ کون لوگ مراد ہین

پس جو لوگ اہلسنت سے صحابہ پرست ہین وہ چارون قول کے قایل ہون اور اختلاف مین پڑے رہین بالتعین خلیفہ اول کو کیونکر مورد اس آیہ کریمہ کا قرار دے سکتے ہین اور اگر واقعات تواریخی کی روسے خلیفہ اول کو معین کرین کہ بدولت اونکے مرتدین قتل ہوے اسوجہ سے وہی لوگ مراد ہین جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے لکھا ہے پس اگر بنظر انصاف اوس قصہ کو ملاحظہ کرین تو سوائے نقصان کے کوئی نفع نہوگا اسلیے کہ باتفاق اصحاب حدیث وارباب تواریخ اہلسنت مرتد دو قسم کی تہی ایک مرتد اصل دین سے دوسرے منکرین زکوۃ قسم اول حقیقۃً مرتد نہ تھے بلکہ کافر تھے جیسا کہ ابن حزم نے محلی مین لکھا ہے کما نقل فی البوارق ان فی اهل الردہ قسمین قسم لم یسلموا قط لا یختلف احد فی انہ یقبل توبتهم و اسلامهم والثانی قوم اسلموا ولم یکفروا بعد اسلامهم ولکن منعوا الزکوۃ من ان یدفعوها الی ابی بکر فعلے هذا قوتلوا ولم یختلف الحنفیون والشافعیون فی ان هولاء لیس لهم حکم المرتد اصلا وهم قد خالفوا فعل ابی بکر فیهم ولا تسمیهم اهل ردہ الخ یعنے اہل ردہ دو قسم کے تھے ایک تو وہ کہ اسلام ہی نہ لائے تھے اونکی توبہ قبول ہونے مین کسی کو اختلاف نہین کہ وہ پھر مسلمان ہو سکتے ہین دوسرے وہ لوگ جو اسلام لائے تھے مگر بعد اسلام وہ کافر نہوے فقط زکوۃ کے ابو بکر کے ہاتھ مین دینے سے اونکو انکار تہا اور اسیوجہ سے وہ قتل کیے گئے اور اسبارے مین حنفیہ شافعیہ مین کوئی اختلاف نہین ہوکہ یہ لوگ مرتد نہ تھے صرف مخالف فعل ابوبکر تھے پس انکو ہم مرتد نہین کہسکتے الخ

اور سابقاً جو تحقیقات مولوی حیدر علی دربارہ مسیلمہ وغیرہ مذکور ہوئے
اوس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ لوگ پہلے مسلمان نہین ہوئے تھے
پس جب وہ مسلمان ہی نہوے ابتداسے کافر تھے تو مرتد نہوسے اور
جب مرتد نہوے تو قاتلین اونکے مورد اس آیہ کریمہ کے نہین ہو سکتے
کیونکہ اسمین قتل مرتدین کا ذکر ہے نہ قتل کفار کا باقی رہی قسم ثانی
یعنی مانعین زکوۃ پس سابقاً بتفصیل تمام مذکور ہوا کہ بالاتفاق
تمامی صحابہ نے اوس قتال کو ناجائز کہا خود جناب عمرؓ اور ابوبکر سے
اس بارہمین گفتگو ہوئی اور بعد قتل مالک بھی جناب عمرؓ نے ابوبکر سے
کہا کہ خالد سے مالک کا قصاص لینا چاہیے اور خود خلیفہ دوم قبل
قتال بھی معترض تھے اور بعد قتال بھی فعل ابوبکر پر معترض رہے
یہانتک کہ جب خود خلیفہ ہوئے اون قیدیون کو رہا کیا اور خالد کو
معزول کیا اسیطرح سعد بن ابی وقاص و طلحہ و تمامی صحابہ ناراض رہے
بلکہ علاوہ برانکہ کبار صحابہ خلیفہ اول سے طالب قصاص ہوئے خود اوسکے
اصحاب عبداللہ بن عمر بن خطاب اور ابوقتادہ انصاری نے اونکے اسلام
پر گواہی دی اور آپنے جور و ستم خالد پر قسم کھائی کہ اب کبھی اوسکے ساتھ
شریک جنگ نہون پس جو فعل باجماع صحابہ ناجائز و حرام ہوا اور اوسکے
مرتکب سے صحابہ طالب قصاص ہون اوسکو اہلسنت کب ممدوح کہسکتے
ہین پس افسوس ہے کہ حضرات اہلسنت ان امور پر بھی غور نہین کرتے
اور فضیلت خلفا کی فکر مین دوڑے پڑے پھرتے ہین یہ نہین سمجھتے کہ
اسمین فضیلت ہوتی ہے یا منقصت سبحان اللہ جن مقتولون کو صحابہ
مہاجر و انصار مسلمان مرد دیندار کہین اور خلیفہ دوم و عبداللہ بن عمر

والوقتادہ وغیرہ اونکے اسلام کی گواہی دین اور جناب امیرؑ اور خلیفہ
دوم وسعد بن ابی وقاص طلحہ وغیرہ اونکے قاتل کو واجب القصاص
کہین اور زانی وقاتل مسلم بتائین اونہین کو یہ حضرات مصداق
آیہ کریمہ من یرتد منکم عن دینہ الایہ قرار دین یہ نیا انصاف ہے
مگر صاحب مفاتیح شارح مصابیح نے بنقل مولوی حیدر علی صاحب
فارغ خطی دیدی کہ یہ لوگ یعنے مانعین زکوۃ حقیقہ مین مرتد نہ تھے
بلکہ اہل بغاوت سے تھے اور چونکہ نام ارتداد سے زیادہ شناعت اون
لوگون کی ثابت ہوتی تھی اس نام سے پکارے گئے جیسا کہ منتہی الکلام
مین ہی پس اس سے بھی خلیفہ اول مقاتل مرتدین نہ قرار پائے بلکہ
مقاتل بغاۃ ٹھہرے اور بفرض محال کہ وہ لوگ مرتد ہوے اور
قتال اونسے جائز ہوا پس جو لوگ کہ اونسے جہاد کرین اور اونکو قتل
کرین وہ لوگ مصداق اس آیہ کے ہونگے یا جو شریک بھی جہاد مین
نہوے وہ مراد ہونگے اب اونکو دیکھنا چاہیے کہ اونسے کسنے جہاد کیا اور
کسنے اونکو قتل کیا پس خود اہلسنت لکھتے ہین کہ اول جسنے مرتدین
سے قتال کیا وہ ابو سفیان تہا جو ہمیشہ منافق رہا چنانچہ ازالۃ الخفا مین
ہے عن ابن شہاب ان رسول اللہ استعمل اباسفیان بن حرب علی
بعض الیمن فلما قبض رسول اللہ اقبل فلقی ذالخمار مرتدا فقاتلہ
فکان اول من قاتل فی الردۃ وجاھد عن الدین قال ابن شہاب
وھو فیمن انزل اللہ فیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین
عادیتم منھم مودۃ وعن ابی ھریرۃ قال اول من قاتل اھل الردۃ
علی اقامۃ دین اللہ ابو سفیان بن حرب وفیہ نزلت ھذہ الایۃ

ص ۹۸ منتہی الکلام

ص ۲۴۰ ازالۃ الخفا

عسى الله ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتم منهم مودة انتهى۔
یعنی آنحضرتؐ نے ابوسفیان کو بعض جزیرین پر عامل مقرر فرماکر بھیجا جب
آنحضرتؐ نے وفات پائی تو ابوسفیان وہانسے چلا راہ مین ذوالخمار مرتد
سے ملاقات ہوئی پس اوس سے قتال کیا پس ابوسفیان اول شخص ہے
جسنے اہل ردہ سے قتال کیا اور راہ خدا مین جہاد کیا کہا ابن شہاب نے
کہ ابوسفیان داخل آیہ عسى الله الایہ ہے (یعنی قریب ہے کہ خدا درمیان
تم لوگون کے اور اون لوگونکے جنہون نے تمسے عداوت کی مودت قرار دے)
اور ابوہریرہ سے منقول ہے کہ اول جسنے اقامت دین خدا کے لیئے
اہل ردہ سے قتال کیا وہ ابوسفیان ہے اور اوسکی شان مین یہ آیہ
عسى الله نازل ہوا اور تفسیر درمنثور سیوطی مین بھی یہ روایت
بذیل تفسیر آیہ عسى الله ان يجعل بينكم مرقوم ہے پس تعجب ہے
اہلسنت کی سرپرستی سے کہ اپنے ابو الخلفا ابوسفیان کو جو حسباً نسباً
خلفاے ثلثہ سے افضل واعلی تھے اور خلیفہ اول اونکو شیخ قریش وسیدہم
فرماتے تھے جو بنص رسولؐ موجب غضاب اصحاب کبار حضرت تھا جیسا کہ
صحیح مسلم مین ہے عن عايذ بن عمرو ان اباسفيان اتى على سلمان و
صهيب وبلال فی نفر فقالوا ما اخذت سيوف الله من عنق
عدو الله ماخذها فقال ابوبكر تقولون هذا لشيخ قريش وسيدهم
واتى النبي فقال يا ابابكر لعلك اغضبتهم لئن كنت اغضبتهم لقد
اغضبت ربك فاتاهم ابوبكر فقال يا اخوتاه اغضبتكم فقالوا
لا يغفر الله لك يا اخي انتهى یعنی ابوسفیان کا گذر ہوا روبروے
سلمان فارسی وصہیب بلال کے پس ان لوگون نے کہا کہ یہ دشمن خدا

ابوسفیان کا مصداق آیہ ہونا بتصریح و اہلسنت

صحیح مسلم

خلیفہ اول کا جناب ابوسفیان کو سردار و شیخ وسید قریش کہنا

ابھی تک سیف خدا سے بچا رہا پس ابو بکر نے اون صحابہ سے کہا کہ تم
لوگ رئیس و سید و سردار و شیخ قریش ایسے بات کہتے ہو بعد اسکے خدمت
رسول میں حاضر ہوے حضرت نے فرمایا کہ اے ابو بکر شاید تمنے اون
صحابہ کو غضبناک کیا اگر اونکو غضب مین لایا تو تونے خدا کو غضبناک
کیا پس اونکے پاس ابو بکر آئے اور کہا کہ اے برادران شاید تمکو
ہم غضب مین لائے پس اون لوگون نے کہا نہ بخشے خدا تجھے اے
برادر پس ایسے بزرگ کو باوصف ایسے کار نمایان اور امر عظیم الشان
کے کہ پہلے پہل مرتدین سے راہ خدا مین جہاد کیا اور اقامت دین خدا کے
لیے اپنی جان کی مطلقاً پروا نکی اور بنفس نفیس اونسے لڑنے پر امادہ و
مستعد ہو گئے اور آیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم اونکے بارے مین نازل ہوا
اہلسنت مصداق اس آیہ کریمہ کا نہین بناتے اور خلیفہ اول کو جو بعد
ابوسفیان بلکہ بتقلید اونکے صرف منع زکوٰۃ کے سبب دوسرون سے
بھروسہ پر آمادہ قتال ہوے مصداق اس آیہ کریمہ کا بناتے ہین حالانکہ
درمیان ابوسفیان و ابوبکر فرق نمایان ہے اور بنابر مذاق اہلسنت انطباق
اس آیہ کا اسکے ساتھ نہایت چسپان ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے جو تمسے مرتد ہو
پس قریب ہے کہ خدا لاتے اوس قوم کو جسے خدا دوست رکھتا ہے اور
وہ خدا کو دوست رکھتا ہے پس مقتضاے فسوف یاتی اللہ بتحقیق ملتفت ا
یہ ہے کہ وہ قوم اوسوقت موجود نہو اور ابوبکر باعتبار حال و زمان و مکان
وہین موجود تھے بخلاف ابوسفیان کہ وہ وہان موجود نہ تھے پس باعتبار
ابوبکر وہ زیادہ تر مصداق فسوف یاتی اللہ بنی اور نیز ابو بکر کے متابعین
بہ نیت چڑھکر لڑنے کو گئے تھے پس وہ مصداق یاتی اللہ یعنی لاویگا خدا

بوجوہ انطباق آیہ [illegible]
بر ابوسفیان [illegible]

کیونکر ہونگے بخلاف ابوسفیان کہ وہ ہمیں سے اتنی کثیر تعداد صحابہ سے ملاقات
ہوئی لڑنے لگے تو البتہ وہ مصداق یاتی اللہ ہو سکتے ہیں کہ ز تک باعتبار
ایمان و اسلام ابوبکر کو سابق الاسلام کہتے ہیں بخلاف ابوسفیان کے کہ
اسلام اوسکا فتح مکہ میں بیان کیا گیا ہے فسوف یاتی اللہ بقوم کا ذکر بیان
ہوگا بحسب ما قرر نہ اسیطرح اذلۃ علی المومنین واعزۃ علی الکافرین
اسیطرح یجاھدون فی سبیل اللہ کہ بتصریح ابوہریرہ وابن شہاب
خود ابوسفیان نے واسطے اقامت دین خدا کے جہاد کیا بخلاف ابوبکر کے
کہ خود جہاد سے بچے مرتدین سے نہ کیا نہ اوس فوج میں شریک ہوئے
نہ اوس سرزمین پر تشریف لیگئے اور اگر مجازاً کہا بھی جاوے کہ خالد کا
لڑنا بحکم ابوبکر تہا تو مثل بنی الامیر المدینۃ ابوبکر پہ جہاد کرنا صادق آسکتا ہے
لیکن بتصریح اہلسنت باوصف امکان معنی حقیقی معنی مجازی مراد نہیں لیے سکتے
اور اگر دنا ویلی نہیں جا سکتے الا بضرورت معذلک یہ جہاد اقامت دین
خدا کیلیے نہ تہا بلکہ بطمع زکوۃ تہا جیسے صحابہ معترض ہوئے فاین المساوات
اور اگر بوجہ صحابیت ابوبکر زیادہ مستحق قرار پائیں تو ابوسفیان بہی صحابی
تھے اور حسب نسب میں ابوبکر سے افضل تھے کہ خود خلیفہ اول نے
اونکو سید و سردار قریش کہا اور ابوسفیان نے ابوبکر کو اذل البطن کے
ساتھ تعبیر کیا کما فی تکمیل الایمان للشیخ عبد الحق الدہلوی اور اگر
سسر رسول ہونا موجب شرف و استحقاق ہے تو ابوسفیان بہی مثل
ابوبکر رسول خدا کے سسر تھے اور باعتبار قرابت بہ نسبت ابوبکر اقرب
تھے اور اگر خلافت بکری موجب استحقاق دخول تحت آیہ ومن یرتد
ہو تو ابوسفیان بہی اکثر خلفاے اہلسنت کے باپ تھے بالجملہ ہر طرح حسب

قواعد اہلسنت باعتبار تطبیق واقعات ابوسفیان زیادہ تر مستحق ہین
کہ مصداق اس آیہ کریمہ کے قرار دئیے جائین اور اگر ابوسفیان سے
درگذر کرین تو خالد بن ولید سیف اللہ اہلسنت جنکو خلیفہ دوم صاحب
زانی فرماتے تھے زیادہ تر مستحق ہین کہ مصداق اس آیہ کی ہون کہ اوسکے
بدولت یہ مہم سر ہوئی اور خلیفہ اول اہلسنت کے نزدیک قاتل مرتدین
کہلانے لگے گو آنحضرت اسے خالد سے تبرا بھی فرماتے ہون جیسا کہ

ص ۵۳۵

تحفہ اثنا عشریہ اور ازالۃ الخفا مین ہے کہ حضرت نے فرمایا اللھم انی
ابرء الیک مما صنع خالد اور خلیفہ دوم زانی وواجب القتل والرجم
سمجھے قرار دین مگر بمقتضاے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان یہی
ہو کہ خالد بن ولید ہی کو مصداق اس آیہ کریمہ کا قرار دین لیکن کافر نعمتی
اہلسنت قابل ملاحظہ ہے کہ خالد بن ولید سیف اللہ بکری کو اولا کسیطرح
مصداق اس آیہ کا نہین بناتے بلکہ سب کو حق لیلا بناکر ابوبکر ہی کو
دیتے ہین اور اگر کسی کو اہلسنت سے کچھ پاس نمک ہوا بھی تو بطفیل
خلیفہ اول بشمول دیگر اصحاب نہ بالذات و بالاصالۃ فاعتبروا یا اولی
الابصار اور اگر حضرات اہلسنت ان مجاہدین فی سبیل اللہ قاتلین
مرتدین کو جو باعتبار معنے حقیقی بنا بر اصول اہلسنت مصداق یجاہدون
فی سبیل اللہ ہو سکتے ہین مصداق اس آیہ کا نہ بنائین بلکہ بنا بر معنے
مجازی امر و حاکم بقتال کو مصداق اوسکا قرار دین تبھی خلیفہ اول نہین
مصداق ہو سکتے بلکہ جناب امیر علیہ السلام مورد اس آیہ کریمہ کے ہونگے
کیونکہ خود حضرات اہلسنت اسکے بھی ناقل ہین کہ جناب امیر نے ابوبکر کو
حکم کیا کہ مرتدین سے قتال کرو چنانچہ کنز العمال مین ہے فی باب الترغیب

ان ابابکر الصدیق استشار علیا فی اهل الردة فقال ان الله جمع
الصلوة والزکوة ولا اری ان یفرق فعند ذلك قال ابوبکر لو
منعونی عقالا لقاتلتهم علیه کما قاتل رسول الله یعنی ابوبکر نے
جناب امیرؑ سے دربارہ اہل ردہ مشورہ کیا پس جناب امیرؑ نے فرمایا
کہ خدا نے نماز و زکوۃ کو ساتھ جمع کیا ہے ان دونون مین تفریق
نہین ہوسکتی اوسوقت ابوبکر نے کہا کہ واللہ اگر رسیمان بھی وہ لوگ
نہ دینگے تو ہم ضرور اونسے مقاتلہ کرینگے جیسا کہ حضرت رسول نے
مقاتلہ کیا پس ہرگاہ مدار اس آیہ کے مصداق ہونیکا محض حکم و امر
پر قرار پایا تو جناب امیرؑ بالاولی مصداق اس آیہ کریمہ کی ہوئی حالانکہ
خود اہلسنت کے یہان بعض روایات سے بھی ثابت ہے کہ جناب امیرؑ
مصداق اس آیہ کریمہ کے ہین جیسا کہ سابقا تفسیر کبیر سے منقول
ہوا وقال قوم انها نزلت فی علیؑ یعنے ایک قوم قایل ہو کہ یہ آیہ
شان مین جناب امیرؑ کے نازل ہوا مین کہتا ہون کہ مویدات اسوجہ کی
بہت سے ہین بلکہ ہر لفظ اس آیہ کریمہ کا بہ ندائے بلند صدا دیتا ہے کہ
یہ آیہ شان مین جناب امیرؑ اور ہمراہیان آنحضرت کے ہے اولاً قولہ تعالے
یا ایها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه یعنی اے ایمان لانیوالو
جو تمسے مرتد ہوگا اپنے دین سے کاشف ہے اسکا کہ مرتدین انہین
صحابہ مخاطبین سے ہون نہ جفاۃ اعراب وغیرہ جنکا ایمان خود اہلسنت
کے نزدیک پورے طور سے مسلم نہین ہے پس مرتدین حقیقی بوجہ نہ
ایمان لانیکے خارج ہوگئے کیونکہ جب وہ لوگ ایمان ہی نہ لائے تھے
تو یا ایها الذین امنوا کا خطاب اونسے کیونکر ہوگا اور نیز وہ مرتد کیونکر

خاص جناب امیر علیہ السلام کا مصداق آیۂ مذکورہ ہونا

ہو سکتے ہین کیونکہ وہ کافر تھے نہ مرتد یا قی رہے مانعین زکوۃ پس اونکا
بہی مرتد ہونا اور بقا بر اسلام سابقا مذکور ہوا پس وہ لوگ بہی مصداق
اس آیہ کے ہنوے اب باقی رہے وہی صحابہ جو مصداق یا ایہا الذین
امنو ابظاہر ہو سکتے ہین کہ خدا اونکو فرماتا ہے جو تملوگون سے مرتد
ہو جیساکہ مقتضاے لفظ منکم ہے چنانچہ خود حضرات اہلسنت آیے
لفظ منکم کے سبب سے آیہ استخلاف مین استدلال کرتے ہین خلافت
ثلثہ پر پس جو لفظ منکم وہان ہے وہی منکم یہان بہی ہے پس ثابت
ہوا کہ یہان بہی مخاطبین منکم وہی صحابہ ہون نہ غیر اونکا اور چونکہ
باتفاق فریقین ارتداد ہر مقام پر اپنے معنے حقیقی پر محمول نہین
ہو سکتا جیساکہ سابقا کلام مولوی حیدر علی سے مذکور ہوا کہ مراد
ارتداد سے ارتداد عن الدین نہین ہے بلکہ تغیر و تبدیل و تقصیر
بعض حقوق پس وہی معنی یہان بہی مراد ہے کہ جنہوں نے تقصیر کی
حقوق اہلبیت نبوی مین اونکی طرف یہ اشارہ ہے مصداق حدیث حوض
اور اس آیہ کریمہ کے وہی صحابہ اہلسنت مقصرین فی حق اہلبیت ہوے
کہ خدا و رسول نے اونکو مرتد فرمایا اب یہان شاہصاحب فرماتے ہین و
اگر امامیہ انہار ابنابر انکار امامت مرتد نامند گویم در عرف قدیم وجدید مرتد
منکر دین را گویند و اگر بتاویل باطل چیزی را از عقاید اسلام منکر شود آنرا
مرتد نامیدن در عرف جاری نیست و حمل معانی قرآن بالاجماع بر معانی
عرفیہ لغت است نہ بر معانی اصطلاحیہ قوم دون قوم و معہذا لفظ
عن دینکم صریح است در آنکہ انکار ایشان تمام دین و اصل آنرا باشد
نہ یک مسئلہ را از مسائل آن و مانعین زکوۃ را کہ در عہد خلیفہ اول مرتد

تحفہ اثنا عشریہ

نامیدند بجہت آنست کہ آنہا منکر وجوب زکوۃ بودند وہر کہ منکر ضروریات
دین شود اصل دین را انکار کرد و امامت باقرار علماے شیعہ از
ضروریات دین نیست کہ بانکار او کفر و ارتداد حاصل آید انتہی
فقیر کہتا ہے کہ جن لوگون نے اس رسالہ عجالہ کو دیکہا ہے وہ خود
ابطال اس کلام کا کر سکتے ہین مگر بطور تنبیہ فقیر بہی اجمالاً گذارش
کرتا ہے کہ یہ کلام بچند وجہ باطل ہے اما اولاً اسیرا انحصار ارتداد
منکر اصل دین مین باطل ہے جیسا کہ سابقاً قول مولوی حیدر علی
مذکور ہوا ہر چند رجوع از اصل دین یکے از افراد تغیر و تبدیل باشد
لاکن چون در حدیث موجود است بشفاعت از ان دار وگیر نجات
نخواہند یافت مگر قلیلے ارتداد را بر بعضے از شقوق و تاخیر از بعض
حقوق فرود آوردہ اند انتہی جس سے صاف معلوم ہوا کہ علمانے
ارتداد کو تبدیل و تاخیر پر بہی محمول کیا ہے پس جو وجوہ وہان باعث
اسکے ہوے وہی یہان بہی موجود ہین بلکہ اولے اوس سے کیونکہ یا ایہا
الذین امنوا من یرتد منکم کا صاف صاف مقتضا یہی ہے کہ صحابہ
موجودین حاضرین مخاطبین سے کچہہ لوگ مرتد ہون اور وہ بغیر اسکے
نہین بن سکتا کہ یہی لوگ مراد ہون کیونکہ اگر ارتداد سے ارتداد عن الدین
مراد لیا جاے تو صحابہ مخاطبین منکم سے بتصریح اہلسنت کوئی مرتد ہوا
جیسا کہ خود فاضل کابلی فرماتے ہین ولم یرتد واحد من اصحابہ
علیہ الصلوۃ والسلام یعنے کوئی مرتد ہوا اصحاب آنحضرت سے پس
اس صورت مین من یرتد منکم لغو ہوتا ہے بخلاف اسکے کہ جب ارتداد
کے معنی تبدیل و تاخیر مراد ہون تو من یرتد منکم درست ہوتا ہے کیونکہ

انتہی الکلام

باتفاق فریقین کچھ لوگ صحابہ سے مصدر تبدیل وتاخیر ہوئی ہیں و انکو من یرتد منکم
کہنا صحیح ہوگا ثانیاً یہ کہنا کہ حمل الفاظ قرآن معانی لغویہ پر ہے نہ اصطلاحیہ
پر اگر درست ہو تو پھر آیہ استخلاف سے استدلال اہلسنت صحت خلافت
خلفا پر باطل ہوتا ہے کیونکہ یہ معنے خلیفہ بالاتفاق حادث اور اصطلاحی
ہیں نہ لغوی ہیں ہرگاہ حمل الفاظ قرآن معانی اصطلاحیہ پر باطل ہے
تو وہ استدلال اور تمامی استدلالات انکے آیات قرآنی سے باطل
ہونگے ثالثاً یہ کہنا لفظ عن دینکم صریح است درآنکہ انکار ایشان تمام
واصل ازا باشد لغو ہے کیونکہ اسصورت میں مرتدین حقیقی ومانعین
زکوۃ دونوں اس آیہ سے نکل جاتے ہیں جیساکہ بذریعہ لفظ منکم خارج
ہیں اسلیے سابقاً مذکور ہوا مرتدین حقیقی اسلام ہی نہ لائے تھے پس
ان پر اطلاق مرتدین کا کیونکر ہوگا اور مانعین زکوۃ کو کسی نے آجتک نہ کہا
کہ وہ منکر تمام دین واصل اسلام تھے علاوہ برآن سیکڑوں احادیث
میں ادنیٰ امور کے ساتھ لا دین لہ کا اطلاق ہوا ہے چنانچہ لادین لمن
لاحیاء لہ یا من ارضی سلطاناً بما یسخط ربہ خرج عن دین اللہ
حالانکہ وہ اصل دین کے منکر نہیں ہیں معذالک محاربین نفس خیر المرسلین
کے بارے میں خود آنحضرت نے فرمایا ہے جیساکہ شاہ ولی اللہ پدر
شاہ عبد العزیز صاحب ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں اخرج الحفاظ
ذکر الخوارج من حدیث جماعۃ عظیمۃ من الصحابۃ وھذا حدیث
متواتر بالمعنی اخرج ابن ماجہ من حدیث زر عن عبد اللہ بن
مسعود قال قال رسول اللہ یخرج فی اخر الزمان قوم احداث
الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول الناس

ازالۃ الخفا ص ۱۳۲
مقصد اول

یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة فمن لقیهم فلیقتلهم فان قتلهم اجر عند الله لمن قتلهم یعنے حفاظ نے ایک جماعت صحابہ سے ذکر خوارج کو اخراج کیا ہے اور یہ حدیث متواتر معنوی ہے کہ فرمایا حضرت نے ایک قوم آخر زمانہ مین ظاہر ہوگی کہ کم سن ہونگے اور بیوقوف بہترین قول کہین گے اور قران پڑہینگے مگر قرآن اونکے حلق سے نیچے نہ اوتریگا وہ لوگ اسلام سے نکلجائینگے جسطرح تیر کمان سے پس جو پاوے اونکو قتل کرے کہ خدا کے نزدیک مستحق اجر ہوگا اسیطرح تین روایت بلفظ یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة روایت کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ لوگ دین سے خارج ہونگے حالانکہ اہلسنت کے نزدیک وہ بہی مسلمان ہین پس جسطرح خدا نے اس آیہ مین حق دینکم فرمایا اوسیطرح رسول نے اونکو یمرقون من الدین فرمایا جس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ لوگ خارج از دین ہین پہر اونکی مصداق ومن یرتد منکم عن دینه ہونے مین کیا عذر رہا اور اسیطرح مرجیہ وقدریہ کو جو پیشوایان اہلسنت سے تہے رسول نے فرمایا لیس لهما فی الاسلام نصیب از انجاکہ یہ محاربین جناب امیر یعنی مارقین قاسطین وناکثین کے ساتہ متحد الحکم ہین جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے عن علی کرم الله وجهه قال عهد الی رسول الله ان اقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین الخ کما فی توضیح الدلایل یعنی فرمایا جناب امیر نے کہ عهد لیا مجہسے رسول نے کہ مین جہاد کرون ساتہ ناکثین وقاسطین ومارقین کے از ینجاست کہ خود

حضرت نے فرمایا و قد امرنی اللہ بقتل اہل البغی والنکث والفساد
فی الارض فاما الناکثون فقد قاتلت واما القاسطون فقد
جاھدت واما الجار فقد دوغت الخ اور خود پروردگار عالم
فرماتا ہے واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا پس ان جامعین
لغیر المرسلین کے خارج از دین ہونے مین کیا عذر ہوگا اور روایات
متعددہ متواترہ سے حربک حربی یا علی ثابت ہے اور حدیث
من لم یقل علی خیر البشر فقد کفر سے جملہ مخالفین علوی کا کفر
ثابت ہے پھر اون لوگون کے ومن یرتد منکم عن دینہ کی
مصداق ہونیمین کون عذر باقی ہے رالعجایہ کہنا ومانعین زکوۃ را
الخ پس بطلان اوسکا تقاریر سابقہ سے مثل آفتاب تابان ظاہر ہو
کر بالاتفاق تمامی صحابہ نے اونکو مسلمان یا ایمان کہا اور کسی نے را سے
ابو بکر کی موافقت نہ کی اور سب طالب قصاص ہوے اور وہ لوگ
منکر زکوۃ نہ تھے چنانچہ صاحب مفاتیح سے مولوی حیدر علی نے نقل
کیا کہ وہ لوگ ابو بکر سے باغی تھے نہ منکر زکوۃ اور وہ بہی انکار بتاویل جو
استدلال بایۂ قرانی تہا کیا اور کیونکر شاہ صاحب ایسا دعوے کر سکتے ہین
والا جمل صحابہ خصوصاً خلیفہ دوم لازم آتا ہے کہ اونکو یہ معلوم ہوا کہ منکر
ضروری دین کافر ہے جو قتال مین اونکے تامل کیا کما مر باقی رہا انکار امامت
کا ضروریات دین سے ہونا کہ بوجہ اوسکے انکار کے کافر یا مرتد نہ کہلاے
پس اسکو اس بحث سے کوئی تعلق نہین ہے کیونکہ گفتگو اون لوگون مین ہے
جنسے جناب امیر نے مقاتلہ و محاربہ فرمایا نہ عموماً مخالفین مین اور ہر گاہ
خود رسول خدا نے اون منکرین کو کافر فرمایا ہے تو اونکے کفر و ارتداد

میں شبہہ کیا رہا اگرچہ باعتبار مصالح دنیوی حکم اونپر کفر حقیقی و نجات
ظاہری کا نہ جاری کیا جاوے پس صاف ظاہر ہوا کہ مراد من یرتد
منکم عن دینہ سے محاربین و مقاتلین و مخالفین جناب امیر المومنین
علیہ السلام ہیں کظہور النور علی قلل الطور اور اگران تصریحات
و توضیحات پر قناعت نہو تو اب نص صریح جناب فخر موجودات سرور کائنات
صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ان شیخین کا غیر مجاہد فی سبیل اللہ اور غیر مقاتل
علی الدین ہونا بلکہ انکے قلوب کا غیر ممتحن ہونا ثابت کرتا ہون ازالۃ الخفا
مین شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں وہم درین سفر با مرتضی معاملہ منتظر الخلافۃ
بجا آوردند اخرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علی قال جاء النبی
اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفاءک وان من عبیدنا
قد اتوک لیس لهم رغبة فی الدین ولا رغبة فی الفقه انما فروا من
ضیاعنا واموالنا فارددهم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا
انهم جیرانک وحلفاءک فتغیر وجه النبی ثم قال لعمر ما تقول قال
صدقوا انهم جیرانک وحلفاءک فتغیر وجه النبی ثم قال یا
معشر قریش والله لیبعثن الله علیکم رجلا منکم قد امتحن الله قلبه
للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا هو
یا رسول الله قال لا قال عمر انا هو یا رسول الله ص قال لا ولکن
ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا نعلا یخصفها
انتهی یعنے امام نسائی اور حاکم نے جناب امیرؑ سے روایت کی کہ کچھہ
لوگ قریش سے خدمت رسول مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت
ہم آپکے ہمسایہ در خلفا سے ہیں کچھہ لوگ ہمارے غلامون سے

ص ۲۶۵
ازالۃ الخفا
جلد دوم

بخوف کارو بار زراعت بہاگ کر آپ کی خدمت مین آئے ہین حالانکہ
نہ اونکو چندان امور دین سے رغبت ہے نہ فقہ کے طالب فقط
جان بچاکر آپ پاس آئے ہین او نہین آپ ہملوگ کو پھیر دین پس
حضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ کیا کہتے ہو ابوبکر نے کہا کہ یہ لوگ سچ
کہتے ہین کہ آپ کے خلفا اور جیران سے ہین پس رنگ چہرۂ مبارک
متغیر ہوا اور عمر کیطرف متوجہ ہوئے کہ تمہاری کیا راے ہے عمر نے
اپنے صدیق کی تصدیق کیکے اور کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین کہ آپ کے
خلفا اور جیران سے ہین پس رنگ چہرہ مبارک متغیر ہوا اور فرمایا
کہ اے گروہ قریش قسم بخدا پروردگار عالم اوس شخص کو تمپر بھیجے گا
جسکے قلب کا دربارہ ایمان امتحان کیا ہے اور وہ شخص تم لوگون کو
راہ خدا مین قتل کریگا ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ شخص ہم ہین
حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یا رسول اللہ ہم ہین حضرت نے
فرمایا نہین یہ شخص وہ ہے جو ہماری نعل کی مرمت کر رہا ہے اور قبل
اسکے حضرت نے جناب امیر کو نعلین مبارک واسطے مرمت کے
عطا فرمائے تھے اور حضرت مرمت کر رہے تھے انتہی پس الحمد للہ
ثم الحمد للہ کہ اس روایت سے حضرت شیخین کا غیر مجاہد فی سبیل اللہ اور غیر مقاتل
علی الدین ہونا بنص رسول ثابت ہوا اور قلوب کا اونکے ایمان کے لئے غیر ممتحن
ہونا ظاہر ہوا کہ بجز کافر کوئی اسکا منکر نہین ہو سکتا پس نہ معلوم کہ وہ لوگ
کیونکر مصداق اس آیہ کریمہ کے ہو سکتے ہین اور اسی روایت سے شیخین کا
حامی کفار اشرار ہونا اور موجب غضب سرور مختار رہونا بھی بخوبی واضح
ہوا بلکہ خلیفۂ دوم کا بالخصوص حمایت کفار و تصدیق صدیق یار تار یہ

نص رسول سے ... شیخین غیر مقاتل ... عن الدین ... غیر ممتحن ...

ولدادہ ہونا نمایاں ہوا کہ باوصف ملاحظہ غضب و تغیر روئے رسول
تصدیق کفار و صدیق سے باز نہ آئے اور بالعینہ اسکے متمنی ہوئے کہ
اون اوصاف کے ساتھ متصف ہوں جن اوصاف کو حضرت نے بعد
غضبناک ہونے کے نفی فرمایا بہر کیف اب اس جملہ واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً
کو ساتھ اوس جملہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ کے ملا کر اہل
انصاف نتیجہ نکال لیں کہ مصداق اس آیہ کریمہ کا کون شخص ہے جس سے
آنحضرت یہ اوصاف نفی فرماتے ہیں یا وہ شخص جسکے لیے حضرت ان
اوصاف کا اثبات فرماتے ہیں ثانیاً قولہ تعالی فسوف یاتی اللہ بقوم
ایسی پس لاویگا خدا اوس قوم کو جسے خدا دوست رکھتا ہے اور وہ
خدا کو دوست رکھتا ہے پس یہ وہ جملہ ہے جس سے ساری ترکیبیں اہلسنت
کی ہوا ہو جاتی ہیں اور مطلوب اہل حق مثل آفتاب تابان و نمایان
ہوتا ہے کیونکہ جیسا صدر آیہ من یرتد منکم عن دینہ سے ارتداد اون
صحابہ کا جنہوں نے نفس رسول سے قتال کیا اور انکار امامت کیا معلوم
ہوا ویسا ہی اس جملے سے تعیین جناب امیر باتصاف این صفات ظاہر ہوا
کیونکہ باتفاق فریقین باخبار متواترہ جناب امیر کا متصف ہونا ان اوصاف
کے ساتھ بنص رسول ظاہر ہے چنانچہ خود شاہ ولی اللہ صاحب سا
متعصب اس روایت کا ناقل ہے کما فی ازالۃ الخفاء از انجملہ آنکہ در غزوہ
خیبر در فتح بعضی از حصون درنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضی
دادند و با نجانب رواں ساختند فتح آں حصن بر دست او متحقق گشت
قال محمد بن اسحق حدثنی بریدہ بن سفیان عن ابیہ عن سلمہ بن
الاکوع قال بعث رسول اللہ صلعم ابا بکر برایتہ الی بعض حصون

ص ۲۵۶ ازالۃ الخفا مقصد دوم

خیبر فقاتل ورجع ولم یکن فتح وقد جهد ثم بعث من الغد عمر
فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح وقد جهد فقال رسول الله ؐ لاعطین
الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله کرار
غیر فرار لا یرجع حتی یفتح الله علی یدیه قال یقول سلمه فدعا
علیا وهو ارمد العینین فتفل فی عینیه ثم قال هذه الرایة فامض
بها حتی یفتح الله علیک قال یقول سلمه فخرج بها یهرول هرولة
وانا خلفه نتبع اثره حتی رکز رایته فی رضم من حجارة تحت الحصن
فاطلع الیه الیهود من راس الحصن قالوا من انت قال انا علی
بن ابیطالب قال تقول الیهود علوتم وما انزل علی موسی او کما
قال فما رجع حتی فتح الله علی یدیه قال ابن اسحق حدثنی عبد الله
بن حسن عن بعض اهله عن ابی رافع مولی رسول الله قال خرجنا
مع علی بن ابیطالب حین بعثه رسول الله ؐ برایته فلما دنا الحصن
خرج الیه اهله فقاتلهم فضربه رجل من یهود فطرح ترسه
من یده فتناول علی بابا کان عند الحصن فتترس به عن نفسه
فلم یزل فی یده وهو یقاتل حتی فتح الله علی یدیه ثم القاه من
یده حین فرغ فلقد رایتنی فی نفر سبعة انا فیهم نجهد علی ان نقلب
ذلک الباب فما نقدر اخرج البخاری عن سلمه بن الاکوع قال کان
علی بن ابیطالب تخلف عن النبی فی خیبر فکان رمدا وقال انا اتخلف
عن النبی ؐ فلحق به فلما بتنا اللیلة التی فتحت قال لاعطین الرایة
غدا او لیاخذن الرایة غدا رجل یحبه الله ورسوله یفتح الله
علیه فنحن نرجوها فقیل هذا علی فاعطاه ففتح علیه انتهی

محصل ان روایات کا یہ ہی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے ابو بکر کو علم لیکر جنگ خیبر مین روانہ کیا بلا فتح کئی واپس آئے دوسرے
روز عمر کو روانہ کیا وہ بھی بہت مشقت اوٹھاکر بھاگ آئے پس فرمایا
حضرت نے کل ہم اوس شخص کو علم دینگے جو خدا اور رسول کو دوست
رکھتا ہی اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہین وہ شخص کرار ہی
نہ فرار نہ پلٹیگا جبتک اس جنگ کو فتح نہ کرے پس طلب کیا حضرت
علیؑ کو حالانکہ آنکھین حضرت کی جوش کرآئی تھین پس لعاب دہن
لگادیا اور علم دیکر فرمایا تو اسے اور جاؤ یہانتک کہ خدا تمہارے ہاتھ پر
فتح کرے سلمہ ناقل ہے کہ چلے جناب امیر ہرولہ کرتے ہوئے یعنی دوڑتے
ہوئے اور ہم پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے یہانتک کہ جناب امیر نے متصل
قلعہ پہونچکر نشان فتح توامان کو اوس سنگ سخت پر نصب کر دیا ایک
یہودی نے بالاے قلعہ سے پوچھا تم کون ہو حضرت نے فرمایا مین ہون
علی بن ابیطالب اوس یہودی نے کہا قسم بتوریت موسیٰ تملوگ عالی اور
غالب ہوئے پس حضرت نے مراجعت نفرمائی یہانتک کہ اوس قلعہ کو
فتح کیا اور ابی رافع مولے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہے
ہی کہ جب جناب امیر متصل قلعہ پہونچے اور قتل شروع ہوا تو ایک
یہودی نے ضربت لگائی جس سے سپر چھوٹ پڑی پس جناب امیرؑ
نے در قلعہ خیبر کو دست مبارک مین لیکر بجاے سپر قرار دیا اور اوسی
سپر کے ساتھ لڑتے رہے یہانتک کہ قلعہ فتح ہوا بعد اوسکے حضرت نے
اوس در کو پھینکدیا ہم لوگ سات آدمی ملکر چاہتے تھے کہ اوسکو حرکت
دین مگر باوصف کمال کوشش اوسکو جنبش تک نہوئی اور بخاری نے

روایت کی ہی کہ جناب امیرؑ کو آشوب چشم ہوا تہا اسوجہ سے ساتھ حضرت
رسالت پناہ کے نہ گئے بعد اوسکے کہا کہ ہم رسول سے جدا رہین پس
ملحق ہوئے ساتھ حضرت کے جب صبحکو قلعہ فتح ہوا اوس شب کو حضرت
رسول نے فرمایا کل ہم علم اوسکو دینگے جسے خدا اور رسول دوست
رکہتے ہین پس ہم سب متمنی تہے مگر حضرت نے جناب امیرؑ کو عطا فرمایا
اب کہان ہین ارباب انصاف و تارکین جدل و اعتساف جنکو پروردگار
عالم نے چشم بینا گوش شنوا کرامت فرمایا ہے وہ آئین اور اہلسنت
کی بے انصافی و دشمنی عقل و دین کو ملاحظہ کرین اور انکی مخالفت
خدا اور رسول کی داد دین کہ جنکو خدا اور رسول مرتد فرمائے اونکو یہ لوگ
خلیفہ اور مبشر بالجنۃ کہتے ہین اور جنسے رسول بکرم ناراض و غضبناک
ہون اور بتکرار اونکے قلوب کو غیر ممتحن اور اونکو غیر مقاتل علی الدین
فرمائے اونہین کو یہ لوگ بالخصوص مقاتل علی الدین قاتل
مرتدین مصداق آیہ کریمہ من یرتد منکم عن دینہ بتاتین اور جس سے
آنحضرت تبرا فرماتے تہے اوسکو بہی بذریعہ صحابیت ابوبکر مصداق
آیۂ مذکورہ قرار دیتے ہین اور جنکو آنحضرت بنص جلی یحب اللہ ورسولہ
ویحبہ اللہ ورسولہ سے نکالیں اونہین کو یہ لوگ مصداق
یحبون اللہ ویحبہم بناتے ہین اور جسکو خدا اور رسول مقاتل علی
الدین اور قاتل قاسطین ناکثین مارقین عن الدین فرمائے اور تخصیص
رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فرماے اوسکو اس
آیہ سے نکالتے ہین اس ناانصافی و مخالفت خدا اور رسول کا علاج بجز
احکم الحاکمین کس سے ممکن ہے بہرکیف الحمد للہ کہ جیسا روایات سابقہ

سے شیخین کا بالخصوص بنص سول لیظہرہ علی الدین سے خارج
ہونا اور جناب امیر کا متصف ہونا ثابت ہوا ایسا ہی اس حدیث
خیبری سے شیخین کا فرار ہونا اور محبت اللہ و رسول سے خارج ہونا
اور جناب امیر کا کرار اور متصف بصفت محبت اللہ و رسول سے ثابت
ہوا جسکے بعد پہر کسی کو کوئی جاے تامل باقی نہ رہیگا اور کیونکر اہلسنت
ابوبکر کو یحبہم و یحبونہ کا مصداق بنا سکتے ہیں کیونکہ نزد جناب باری کے
کو یہ امر معلوم تہا معاذ اللہ کہ ابوبکر مداہنت سے راضی ہے حتی کہ وقت
استغفار آئی جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے پس جب خدا کو ہوتا سے
ابوبکر اپنے سے نہ معلوم تھے تو عیاذاً باللہ ایسا تب پہر
خدا کیونکر کہے گا کہ یحبونہ رابعاً جملہ اذلۃ علی المؤمنین بھی خاص صفت
جناب امیر ہے کہ باتفاق فریقین حضرت و حضرت ع دلوا نشع وا انکسا
آنحضرت مسلم ہے بخلاف شیخین کہ بڑے صاحب تو یہی فرماتے تھے
واعلموا ان لی شیطانا یعتریني فاذا رأیتموني غضبت فاجتنبوني
لا اوثر في اشعارکم و ابشارکم یعنی جان رکھو کہ مجہپر ایک شیطان
مسلط ہوتا ہے جب ہم غضب میں آیا کریں تو اپنے کو ہم سے بچاؤ چنانچہ
براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ میں ہے و بدانید کہ مرا شیطانیست کہ
عارض میشود مرا گاہ گاہ بہ بینید کہ عصیان کنم از من اجتناب نمائید الخ
پس مصداق اذلۃ علی المؤمنین کیونکر ہونگے اور دربارہ خلیفہ دوم حاجت
استشہاد نہیں کہ ازواج نبی تک اونکو افظ اغلظ کہتی تہین صحابہ نے
اونکی تولیت سے اسیوجہ سے انکار کیا تہا بلکہ ایسی فظاظت تہی کہ عورتوں کا
اسقاط ہوجاتا تہا کما فی ازالۃ الخفا خامساً جملہ اعزۃ علی الکافرین بہی

۱۳ ... دل باب دل ... اعق محرقہ

شیخین سے مفقود تھا کیونکہ سختی و غلبہ کفار پر توجہ حاصل ہو کہ کسی کافر کو
قتل کیا ہو اور وہ بیان بالکل مفقود بلکہ برعکس اسکے ہمیشہ کفار و منافقین کے
حمایت کیا کرتے تھے گو اس حمایت سے رسول مقبول کو ایذا ہو غضبناک
ہوں رنگ چہرہ مبارک فرط غضب سے متغیر ہو جاوے مگر انکو بمقابلہ
حمایت کفار و تصدیق صدیق اسکے کچھ پروا بھی نہوتی تھی چنانچہ سابقاً
صحیح مسلم سے مذکور ہوا کہ بمقابلہ حضرت سلمان فارسی و بلال و صہیب
صحابہ رسول خلیفہ اول نے ابوسفیان کی حمایت کیا جبپر رسول نے
فرمایا ان اغضبتہم فقد اغضبت ربک یعنی اگر تونے ان لوگوں کو
غضبناک کیا تو اپنے خدا کو غضب میں لایا اور ایسی ازالۃ الخفا سے مذکور
ہوا کہ کفار قریش کی حمایت اور جانبداری کی جبپر حضرت غضبناک
ہوئے منجھلے صاحب نے تو اور بھی کمال کیا کہ حالانکہ دیکھ چکے تھے کہ
بڑے صاحب کی تقریر سے حضرت کو تغیر ہوا مگر اسپر بھی بمتابعت اول
حمایت کفار سے باز نہ آئے اور جناب رسول کو غضبناک کیا شاد سا
جملہ یجاهدون فی سبیل اللہ بھی تو صریح ظاہر کرتا ہے کہ جناب
امیر مراد ہیں حتی کہ شیخین سے کسی جہاد میں ایک کافر بھی نہ مارا گیا
ازینجاست کہ ابوبکر برائے نام بھی کسی لڑائی میں مرتدین سے شریک
نہوئے بخلاف جناب امیر کہ مثل جناب رسالتمآب ہمیشہ جنگ ناکثین
وقاسطین و مارقین میں بنفس نفیس شریک جہاد تھے وہ خود مجاہد ہے
اور ظاہر ہے کہ بلا وجہ کوئی معنی حقیقی کو چھوڑ کر بے معنے مجازی قبول نہ
کریگا اور بلا ضرورت کوئی تاویل نہ جائیگا چنانچہ کلام مولوی عبد الحی لکھنوی
رسالہ سعی مشکور سے سابقاً منقول ہوا ایسی ہر گاہ بلا تاویل یجاہدون

کا اطلاق صحیح جناب امیرؑ پر بلا معارض ہوتا ہو تو کیون نا حق کی تاویل
قبول ہوا زینجا ست کہ روایات اہلبیت طاہرین علیہم السلام سے ظاہر
ہوتا ہے کہ مراد اس آیہ کریمہ سے جناب امیرؑ ہین چنانچہ مولانا طبرسی
تفسیر مجمع البیان مین فرماتے ہین فی تفسیر ھذہ الآیۃ ھم امیر المومنین
واصحابہ حین قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین وروے
ذلک عن عمار وحذیفہ وابن عباس وھو المروی عن ابی جعفر
وابی عبد اللہ انتھی یعنی مراد اس آیہ سے جناب امیرؑ اور اصحاب آنحضرت
ہین جب جہاد کیا ناکثین وقاسطین ومارقین سے اور یہی روایت
عمار بن یاسر وحذیفہ وابن عباس اور جناب امام محمد باقرؑ وامام جعفر صادق
علیہم السلام سے منقول ہے اور جناب سید مرتضیٰ علم الہدی اعلی اللہ
مقامہ نے کتاب شافی مین نقل کیا ہے کہ جناب امیرؑ نے بروز بصرہ یعنی
جنگ جمل فرمایا قسم خدا کی آجتک صاحبان اس آیہ کے قتل نہوے تھے
پھر اس آیہ کی تلاوت فرمائی اور حضرت عمار وحذیفہ سے بھی مثل اسکے منقول
ہے سابعاً موید مطلوب الحق آیہ مابعد یعنی انما ولیکم اللہ ورسولہ ہے جو
باتفاق دربارہ جناب امیرؑ وارد ہے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا پس تعجب ہے
اہلسنت سے کہ ایسے ایسے آیات صریحہ کو بتاویلات قبیحہ اپنے خلیفہ کے
بارہ مین لاتے ہین اور خدا ورسول سے بھی نہین شرماتے چہ دلاور است
وزدے کہ بکف چراغ دارد جو لوگ مصداق یا ایھا الذین آمنوا من
یرتد منکم عن دینہ ہون وہ زبردستی کیونکر داخل تحت فسوف
یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ ہو سکتے ہین وفی ھذا کفایۃ لاھل
الدرایۃ ولولا غرابۃ المقام لاطنبت الکلام فی تفسیر ھذہ

الآیۃ ومن اراد التفصیل فلیرجع الی عبقات الانوار قال

المجیب اور ان لوگون کو کسی نے اہلسنت وجماعت سے صحابہ نہین

کہا ہو اور نہ کوئی انکی عظمت وبزرگی کا معتقد ہے اقول بعون اللہ

العلی الاکبر شاہصاحب تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین و ہیچ

کس از اہلسنت آنجا عدد اصحابی نمی گوید و معتقد خوبے و بزرگی آنہا نمیشود

الخ جس سے معلوم ہوا کہ صحابیت کو اعتقاد عظمت وبزرگی لازم ہے

جیسا کہ مسئلہ اجماعیہ اہلسنت ہے بہر کیف یہ کلام بیہودہ ہدیہ بوجوہ عدیدہ

باطل ہو اما اولا پس اسلیئے کہ اگر مراد یہ ہو کہ وہ لوگ یعنے مانعین زکوۃ

جنکو یہ حضرات بنام مرتدین یاد کرتے ہین کسیطرح صحابی رسول نہ تھے

نہ لغۃً نہ اصطلاحاً تو انکو جناب سالتمآب نے صحابی فرمایا نہ اہلسنت نے

تو ہر چند بلا کلفت ومشقت مطلب اہلحق ثابت ہوا کیونکہ ہرگاہ وہ لوگ

کسیطرح اصحاب نہوے تو کسیطرح مصداق حدیث اصحابی بھی نہوے

پس بجز افراد کبار صحابہ کوئی شخص مصداق اسکا نہ ٹھہرا وہو المطلوب لیکن

یہ کل شقین مخاطب کے باطل ہین اما لغۃً پس قاموس مین ہے صحبہ

کسمعہ صحابۃ ویکسر وصحبۃ بالضم عاشرہ الخ یعنی صاحب ماخوذ

صحبت سے ہے پس جو جسکے ساتھ رہا اور معاشرت کیا وہ اوسکا صاحب ہے

اور تعلیق عجیب مین ہو الاصحاب اللغویۃ بمعنی من صاحب النبی الخ

یعنی اصحاب لغوی وہ ہو جو نبی کے ساتھ رہا ہو از ینجاست کہ کلام باری

تعالی مین جہان لفظ صاحب وارد ہے وہان بھی معنی لغوی مراد ہے

مثل یا صاحبی السجن یا اذ قال لصاحبہ لا تحزن کی کیونکہ خود شاہصاحب

نے تحفہ مین فرمایا ہے وحمل معانی قرآن بالاجماع بر معانی عرفیہ لغت است

صفحہ ۲۶۶ تحفہ اثنا عشریہ

تحقیق معنی اصحاب

صفحہ ۳۵۱

اور ظاہر ہے کہ معنی لغوی شرف صحابیت جیسا کہ مالک وغیرہ کو
حاصل تھا ویسا ہی خلفاے ثلثہ وغیرہ کو بھی اور اس معنی سے کوئی
انکار نہین کر سکتا کہ مرتدین مزعومین کو صحابیت بالمعنی اللغوی حاصل
نہ تھی جیسا کہ خود مجیب نے بھی اسکو قبول کیا ہے کہ اصحاب کے معنی
لغت مین ساتھی کے ہین اور چند اشخاص انکے الخ اما اصطلاحاً
پس نزہۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ محصل
اوسکا یہ ہے صحابی وہ ہے جو ملاقات کرے رسولخدا سے درحالیکہ ایمان
لایا ہو آنحضرت کے ساتھ اور مرے اسلام پر اگرچہ بیچ مین مرتد ہو گیا
ہو الخ اور خاتم علماے سنیہ فاضل معاصر عبد الحی التعلیق العجیب مین
فرماتے ہین الاصحاب الاصطلاحیۃ وهم الذین صحبوا النبی
مع الایمان وماتوا علیہ الخ یعنی اصحاب اصطلاحی وہ ہین جو صحبت
نبی مین رہا با ایمان اور با ایمان مرا اور بخاری مین ہے من صحب النبی
او راٰہ من المسلمین فهو من اصحابہ یعنی جسنے صحبت کیا رسول کے ساتھ
مسلمانون سے پس وہ اصحاب سے آنحضرت کے ہے اور امام نووی شرح
صحیح مسلم مین فرماتے ہین اما الصحابی فهو کل مسلم راٰی رسول اللہ
ولو لحظۃ هذا هو الصحیح فی حدہ وهو مذهب احمد بن حنبل
وابی عبد اللہ البخاری یعنی صحابی وہ ہے کہ جس مسلمان نے رسولخدا
کو دیکھا ہو گو ایک ہی لحظہ سہی اور یہی تعریف صحیح ہے اور یہی مذہب
امام احمد اور بخاری ہے اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین ابن حجر عسقلانی
فرماتے ہین قال محمد بن حزم الصحابۃ کلهم من اهل الجنۃ قال
اللہ تعالیٰ لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم

منظر دہلی

درجة اولى وقال تعالى ان الذين سبقت لهم منا الحسنى اولئك
عنها مبعدون فثبت ان الجميع من اهل الجنة وانه لا يدخل
منهم النار لانهم المخاطبون بالآية اور ظاہر ہے کہ اس آیت میں
اصطلاحی معنی مطلوب ہیں مالک بن نویرہ صحابی ہیں تابع الایمان اور
مرتے دم تک بھی علی الاسلام ہیں جیسا کہ پس اقوال ابن روزبہان
کا تو الصحابی ... ہونا مذکور ہوا لیکن جب وہ الغین ذکورہ و مرتدین
اصحاب حضرت کے حیات آنحضرت میں اور قول خلیفہ دوم فانہ قتل
مسلما کا ترجمہ یہ مسطور ہوا کہ خلیفہ دوم نے کہا خالد نے ایک مسلمان
کو قتل کیا پس بعوض اوسکے خالد کو قتل کرنا چاہیے پس الحمد للہ کہ
امر ثابت ہے کہ مالک بن نویرہ کا صحابی لغوی و اصطلاحی ہونا ثابت
ہوا بحکم رسول و خلیفہ دوم و علماے اہلسنت سے بھی صحابیت
اوسکی ثابت ہے اگر اسپر بھی تسکین خاطر عصبیت ماثر نہو تو اسد الغابہ
فی معرفۃ الصحابہ مورخ جزری ملاحظہ ہو جو صرف ذکر اصحاب میں ہے
ترجمہ مالک بن نویرہ میں لکھتے ہیں فامر ابوبکر برد السبی و ودی
مالکا من بیت المال فهذا جميعه ذكره الطبري وغيره من
الائمة ويدل على انه لم يرتد وقد ذكروا في الصحابة ابعد من
هذا الخ فهذا جميعه يدل على انه مسلم انتهى یعنی حکم کیا ابوبکر نے
ساتھ رد سبایا کے اور مالک کے دیت بیت المال سے دلوائی ان
کل امور کو طبری و دیگر ائمہ نے ذکر کیا ہے اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر
کہ مالک مرتد نہوا اور محدثین نے اون لوگون کو صحابہ میں ذکر کیا ہے
جو بہ نسبت مالک صحابیت سے نہایت بعید تھے پس ان باتون سے

ف
مالک بن نویرہ
صحابی ہے

اسد الغابہ
فی معرفۃ الصحابہ

معلوم ہوا کہ مالک مسلم تھا انتہی مختصرا پس اس سے صحابیت اور اسلام
مالک کا بخوبی ثابت ہوا کہ محدث جزری دیگر محدثین و مصنفین پر
طاعن ہین جو مالک بن نویرہ کو اسامی صحابہ مین نہین لکھتے حالانکہ
جسکی صحابیت بمراتب مگر واقعی اس سے ابعد ہے اوسکو درج
زمرہ صحابہ کرتے ہین ثانیاً اگرچہ محجیب نے بتقلید شاہ جی بیان مالک
کی صحابیت سے انکار کیا مگر مولوی حیدر علی منتہی الکلام مین جہان
بکمال دقت نظر بخلاف اپنے اوستاد کے قایل باسلام مالک
خلیفہ دوم ہوئے ہین وہان قایل بصحابیت بہی ہوئے اور نفس
صحابیت سے کسیطرح انکار نکیا نہ معنے اصطلاحی سے نہ معنی لغوی
سے گو بے بصیرتی اور جفاۃ اعراب کے ساتھ تعبیر کیا جیساکہ سابقاً
مذکور ہوا مگر واقعی احوال حضرات اہلسنت عجیب قلمون وملون یا لوان
گوناگون ہے کیونکہ بعض حضرات تو مالک عمرو کو یکدم مرتد کا قرار
دیتے ہین جیساکہ شاہ صاحب اور ابن روزبہان وغیرہ کے کلام سے منقول
ہوا اور بعض حضرات اونکو مسلمان کامل الایمان بیان کرتے ہین جیساکہ
خود خلیفہ دوم نے جنکو یہ حضرات ازراہ غلو معصوم بہی کہتے ہین مع دیگر
صحابہ کبار و مہاجرین و انصار کے اوسکو مسلم و مومن کہا اور بحمایت اوسکے
خلیفہ اول سے طالب قصاص ہوئے کہ خالد سیف اللہ کو یا قتل کردیا رجم
کردیا یا معزول کردیا تاآنکہ کہ خلافت مآب نے بعد حصول خلافت اول کام عزل
خالد قاتل مالک خود کیا بلکہ خود خلیفہ اول بہی اسی کے قائل ہوئے کہ
مالک مسلمان و مومن تہا خالد نے بخطائے اجتہادی اوسکو قتل کیا اور
اوسکی زوجہ سے زنا کیا از ینجاست کہ آخر دیت مالک کی بیت المال سے

دلوائے اور بعض حضرات اہلسنت جوازین سو رانده و ازان سو دہ
مانده ہین الفجواے مذبذبین بین ذلک لا الی ہولاء ولا الی ہولاء
اونہون نے یہ مذہب اختراع کیا کہ خلیفہ دوم کے خوش کرنیکو اون کے
مالک کو مسلمان کہا اور خلیفہ اول کے قتل کرانے کی تصحیح کے لیے محدث
اور حاند سیعت ابوبکر کی خوشامد مین اوسکو جفاۃ اعراب غیر کامل الایمان
مین ملایا جسمین لقول عینی وقسطلانی خلیفہ ثانی بہی داخل تھے حالانکہ
اوسکی بصیرت وحلم وکمال کی اسدرجہ قایل ہین کہ اوسنے منع زکوٰہ پر
ایسا استدلال کیا کہ خلیفہ وغیرہ سے کچہہ جواب ہوسکا نہ ہوسکا جیسا کہ
کلام امام فخر رازی سے خود مولوی صاحب ناقل ہین کما مر اور یہ مذہب
مولوی حیدر علی کا ہے کہ اپنے ساتھ کرمانی کو بہی شریک کرتے ہین ثالثاً
مین کہہ سکتا ہون کہ مالک بن نویرہ محض مسلمان باایمان ہے نہ تہا جو شہادت
ابوقتادہ انصاری و عبداللہ بن عمر و خلیفہ دوم حضرت عمر وجناب امیر
وسعد بن ابی وقاص و طلحہ بن عبداللہ بلکہ بشہادت خود خلیفہ اول و دیگر
مہاجرین وانصار جو خالد کو قتل سے مانع تھے ثابت ہی بلکہ جید اوصاف حمیدہ
واخلاق پسندیدہ کے ساتھ موصوف تہا جو اوصاف خلفاے ثلثہ کی صفات سے
افضل تھے مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی مین ہے قال عمر بن الخطاب
لمتمم بن نویرہ ما بلغ من حزنک علی اخیک فقال لقد مکثت سنۃ
ما انام بلیل حتی اصبح وما رایت نارا رفعت بلیل الا ظننت
ان نفسی ستخرج اذکر بہا نار اخی انہ کان یامر بالنار فی وقد حتی
یصبح مخافۃ ان یبیت ضیفہ قریبا منہ فمتی راى النار یلوی الی
الرحل وھو بالضیف یاتی متعدا اسر من القوم لقدم علیہم

تشئید المطاعن صفحہ ۱۰۰۹ جلد اول

القادم بهم من السفر البعيد فقال عمر كرم يبره و قال عمر ابو ما المتمم
خبرنا عن اخيك قال يا امير المومنين لقد اسرت مرة فى حى من
احياء العرب فاقبل اخى فما هو الا ان طلع على الحاضرين فما احد
كان قاعدا الا قام و لا بقيت امرءة الا تطلعت من خلال
البيوت فما نزل عن جمله حتى لقوه بى فى رمتى فحلنى هو فقال عمران
هذا هو الشرف انتهى یعنی ایکروز عمر نے متمم بن نویرہ برادر مالک سے
پوچہا کہ تیرا غم و الم صدمہ مالک مین کسدرجہ پر تہا اوسنے کہا ایکسال
تک ہم رات کو نہ سوتے اور جب کسیکے یہان دیکہا کہ آگ روشن ہے تو
یہ معلوم ہوتا تہا کہ اب میرے روح مفارقت کرتی ہے کیونکہ ہمکو اپنے
بہائی کی آتش افروزی یاد پڑتی تہی جو شب کو مسافر اور مہمانون کے لیے
روشن کرتا تہا جب کوئی مہمان اوسکے یہان آتا تہا تو اوسکو ویسے خوشی ہوتی
تہی کہ کسی کا عزیز بعد مفارقت شدید بلاد بعیدہ سے آوے اور اوسکے اقارب
مسرور ہون عمر نے کہا کیا خوب کریم تہا اور پہر عمر نے متمم سے کہا کہ کچہ اپنے
برادر مالک کا حال بیان کر تو اوسنے کہا ایکدفعہ ہم ایک قبیلہ مین قبایل عرب
سے گرفتار ہوے جب یہ خبر بہائی کو پہونچی تو وہ آیا تو سوقت کوئی شخص اوس
قبیلہ کا ایسا نہ تہا کہ اوسکی تعظیم کے لیے استادہ ہو تمام عورتین اندرون
مکانات سے اوسکے دیکہنے کے لیے نکل آئین وہ اپنے ناقہ ہی پر سوار تہا
کہ لوگون نے ہمکو رہا کیا پس کہا عمر نے کہ یہی اصل شرف ہے انتہی اور اگر
ان صفات سے قطع نظر کرین تو خود صفت صحابیت کیا کم ہے جو یقینی
بتصریح خود مولوی صاحب حاصل ہے اور اون نے فضایل و مناقب صحابہ
سے علاوہ عدالت و وجوب جنت و تیقن مغفرت و حصول خلافت یہی

منتہی صـ۱

کہ برخلاف نص رسول خود مولوی صاحب منتہی الکلام مین فرماتے ہین لہذا مذہب منصور ہمین است کہ غیر از صحابہ ہر چند مطیع و متقی باشد بدرجہ ایشان نمی رسد این نکتہ را باید در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس است انتہی ازینجا است کہ صحابی اگرچہ مرتکب اکبر کبائر و ملعون من جانب خدا و رسول و یقیناً باغی و خارجی و قاتل صحابہ کبار رسول مختار ہو مگر غیر صحابی سے یقیناً حتماً و جزماً افضل ہو بلکہ اوسکے گھوڑے کے قدم کی خاک بہتر ہے اوس شخص سے جو صحابی رسول نہو اگرچہ وہ خود اہلسنت کے نزدیک مہدی موعود و خلیفہ راشد یا ملحق بخلفاے راشدین ہو جس سے بعد نبوت کوئی درجہ انکے یہان افضل نہین ہی بلکہ اگرچہ وہ خلیفہ راشد اولاد و احفاد خلیفہ دوم سے ہو جسکے بارےمین فرماتے تھے کہ دنیا کبھی منقضی نہوگی یہانتک کہ ایک شخص میری اولاد سے پیدا ہو کہ دنیا کو مملو کرے عدل و داد سے اور اوسکو علماے اہلسنت امام مہدی کہتے ہون اور برکت عدل سے اوسکی شیر و بکری ایکجا بسر کرتے ہون جیسا کہ عمر بن عبد العزیز کے بارے مین مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین لکھتے مین معذلک معاویہ بوجہ صحابی رسول ہونیکے باوصف ملعون رسول و باغی ہونیکے غبار قدم اسپ اوسکی افضل قرار پائی تمام عمر عمر بن عبد العزیز سے چنانچہ صواعق محرقہ مین ہی ازین وجہ بود کہ چون از عبد اللہ مبارک کہ جلالت قدر و کثرت علم او بر اہل عالم مخفی نیست پرسید ند کہ معاویہ افضل است یا عمر بن عبد العزیز عبد اللہ بن مبارک گفت غباریکہ در بینی اسپ معاویہ رفتہ در خدمت رسول بہتر است از عمر بن عبد العزیز چندین و چندین بار اشارت کردہ است باین لفظ کہ فضیلت صحبت رسول ہیچ چیز مقاومت و برابری

ازالۃ الغین مقالہ سادسہ صـ۲۱۳

صواعق محرقہ قلمی صـ۲۱۴

بان ہمی توانذ کرد الخ اور خود مولوی صاحب نے بہی ان جملہ مطالب کو تسلیم کیا ہے پس جائے تعجب ہے کہ باوجود ان فضایل ومناقب صحابیگے خود بہی اہلسنت محبت خالد بن ولید زانی مین ایسے والہ و فریفتہ ہوتے ہین کہ بغرض پردہ دہی اوسکے اپنے عمر کے مالک سے صحابی ایمان کو مرتدو کافر کہتے ہین حالانکہ مالک حضرت عمر شرف وکرم مین بنسبت خلیفہ دوم کہین افضل تہے خلفاے ثلثہ سے بلکہ علاوہ شرف وکرم کے چند اوصاف مین ثلثہ سے افضل تہے کیونکہ حسب تحقیقات حضرات اہلسنت اوسکو لیاقت خلافت خاصہ حاصل تہی جس سے جناب امیر کو عیاذاً باللہ خارج کرتے ہین اگرچہ معاویہ کو اوسمین شامل کرتے ہین جیساکہ ناظرین ازالۃ الخفاپر مخفی نہین ہے اور وجہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب کیطرف سے متولی صدقات تہا چنانچہ خود چہوٹے شاہ صاحب تحفہ مین فرماتے ہین اتفاقاً سریہ کہ ابو قتادہ انصاری نیز درمیان شان بودہ مالک بن نویرہ راکہ بامر آنحضرت ریاست بطاح وخدمت اخذ صدقات آن نواحی بوی تعلق داشت الخ اور مولوی صاحب بہی اسکے مقر ہین جس سے معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآب سے تا وقت قتل مالک زمام ریاست بطاح واخذ صدقات من جانب رسول اللہ تہا اور اسی تصدعہد جات کو بلکہ اس سے اقل مراتب کو بڑے شاہ صاحب یعنے شاہ ولی اللہ اسباب خلافت خاصہ سے جانتے ہین جو مخصوص بخلفاے ثلثہ ہوا چنانچہ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین واز لوازم خلافت خاصہ آنست کہ آنحضرت باخلیفہ معاملہ فرماید مرات بسیار وکرات بیشمار چنانکہ امیر بامنتظر الامارہ میکند قولاً وفعلاً الخ اور یہ امر بالیقین

تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۳۵

ازالۃ الخفا ص ۱۳ حصہ اول

مالک کو حاصل تہا کیونکہ یہ معاملہ عہد رسول سے تا وقت قتل اوسکو
حاصل تہا اور نیز اوسی کتاب مین ہے سوم آنکہ در حیات خود آن شخص
را بکارے نیکہ متعلق بنفس مبارک آنحضرت است من حیث النبوۃ
امر فرمایند الخ اور اسکا تحقق بہی بیان بدیہی ہے کہ جس امر کے بارہ مین
خود نفس نفیس آنحضرت کو من حیث النبوۃ حکم تہا کہ خذ من اموالہم
صدقۃ حتی کہ یہی تخصیص موجب اوہام فاسدہ مانعین زکوۃ ہوئے
اوسکو حضرت نے مالک سے متعلق فرمایا تہا اور ہمیشہ اسی عہدہ پر رہا
سبحان اللہ جناب رسالتمآب کا یہ فرمانا کہ ہم فارس و روم کے
مالک ہونگے دلیل حقیت خلافت خلفا ہو جاوانکہ جیسا کہ حضرت نے
غلبۂ فارس وغیرہ کی خبر دی تہے ویسا ہی تمام روے زمین پر اپنے
تسلط کو فرمایا تہا جس سے بنابر اسکے کل سلاطین اسلامی کی خلافت
صحیح ہوتی ہے ولا یقول بہ احد اور یہ امر یعنے کسی صدقہ کا رئیس
مقرر کرنا اور منصب اخذ صدقات دینا جسے خود رسول دیجائین اوسکے
لیئے کوئی فضیلت نہو جاوے تعجب ہے اسیطرح یہ امر کہ ایکمرتبہ خلیفہ
دوم کا متولی صدقات ہونا اور پہر اوس سے معزول ہونا دلیل خلافت
وفضیلت عمری ہو اور مالک کا اس عہدہ پر منصوب ہونا ہمیشہ سے
دلیل فضیلت مالک عمر نہو سراسر حیرت خیز ہے بعد اسکے بڑے شاہ جی
کہتے ہین کہ خلفا جب کسی کو متولی امر مسلمانان کرتے تہی تو تلاش کرتے
تہے کہ آنحضرت این شخص را کاہے متولی امری ساختہ اند از امور
مسلمین اگر می یافتند امضای عزیمت میفرمودند الخ اور یہی مالک
کو ملا تہا کہ عہد آنحضرت سے تا وقت قتل بحکم آنحضرت متولی امر بطاح

ولنواحی اوسکے کاتہا ثم قال ونیز قیام این شخص بامور دین نسبت کردہ شود بآنحضرت چنانکہ منسوب میشود فعل امیر در مثل بنی الامیر المدینۃ الخ اور یہ امر بہی یقیناً یہان حاصل تہا کہ مالک کا صدقات لینا بیشک منسوب ہوتا تہا آنحضرت کیطرف والا مخالفت ماخذ من اموالہم کی لازم آتی ہے اور بالخصوص یہ امر ایسا تہا کہ بجز رسول یا اوس شخص کے جسکو حضرت تعین فرمائین کسیکو ملنا ممکن نہین تہا جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا لیس یہ بہی ایک وجہ ہوگی کہ مالک نے ابو بکر کو زکوۃ نہ دیا کیونکہ کبہی ابو بکر مامور باخذ صدقات نہ تہے اور خود ابو بکر نے وصیت میں اپنی عمر سے کہا کہ زکوۃ نہین ادا ہوگی جب تک متولی صحیح کو نہ دیجائے اگرچہ کوئی تمامی دنیا کو تصدق کرے کما فی ازالۃ الخفا بالجملہ اب کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ ایسا شخص بہ نسبت امیر مرتد و واجب القتل ہوا اور اوسکے ملوک کا مرتد ہونا حدیث حوض سے ہونا محال ہوئی اور اسی تقریر سے فضیلت مالک کی خلفائے ثلثہ پر بہی بخوبی ثابت ہوئی کیونکہ بالاتفاق خلفاے ثلثہ کو کبہی ایسی ریاست اور مثل اسکے کوئی منصب والا مفوض نہوا بلکہ برعکس اسکے مادام حیات رسول ہمیشہ محکوم و تابع و مطیع و منقاد دیگر اشخاص رہے نہ فقط روسائے عرب و صنادید قریش و نفس رسول کے بلکہ غلام و غلام زادگان کی زیر حکومت رہا کیے ہر چند کیا کچہ اس بارہ مین شورش مچایا مگر ہمیشہ مثل اونکے لشکریون کے محکوم رہے کہ زیر حکومت غلام و غلام زادگان جہاد مین جایا کرین اور اسی بنیاد پر لعنت رسول سے سنا کیے اگر یاد نہو تو خود تحفہ اثنا عشریہ کو ملاحظہ کیجیے کہ بڑی کوشش سے شاہ صاحب نے ثابت فرمایا ہے کہ خلیفہ اول دو ایک بار چند آدمیون کے سردار مقرر ہو کر

مگر ہر دفعہ بلا جنگ واپس آئے اور کبھی لڑنے کا بھی اتفاق ہوا ہو تو بھاگنے کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا تبلیغ سورۂ برارت کی خدمت بھی متعلق ہوئی تو اوس سے معزول کر دیے گئے اور ظاہر ہے کہ جیسا بحالی کسی عہدہ کے بدون قابلیت ولیاقت نہیں ہوتی اوسیطرح معزولی و برطرفی کسی عہدہ سے بالخصوص وہ معزولی جو بحکم خدا اور رسول ہو بلا علت ناقابلیت غیر ممکن ہے چنانچہ اسیوجہ سے خلیفہ صاحب کو خوف ہوا کہ کوئی آیہ قرانی در بارۂ نفاق انکے تو نازل نہوا ہت کچھ روئے دھوئے سب کچھ کیا مگر بجز حرمان کوئی نتیجہ نہ ملا یہ حال تھا خلیفہ اول کا خلیفہ دوم کل ایکدفعہ روبرو حضرت کے متولی صدقات ہوئے مگر اوس سے بھی معزول کیئے گئے جیسا کہ تحفہ سے ظاہر ہی آخر تا وقت وفات رسول وہ لوگ محکوم و تابع غلام زادہ رہے جیسا کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں تفصیلش آنکہ بست و ششم صفر روز دوشنبہ آنحضرت امر فرمود کہ ساختگی لشکر کنند برائے جنگ رومیان و انتقام زید بن حارثہ روز سہ شنبہ اسامہ بن زید را امیر لشکر ساخت و روز چہار شنبہ بست و سوم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد روز دیگر باوجود مرض بدست مبارک خود نشانی برائے او درست فرمود و گفت اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ وقاتل من کفر باللہ اسامہ آن نشان را بدست خود گرفتہ بیرون آمد و بریدہ بن الحصیب اسلمی را داد تا در ان لشکر بردارندہ نشان او باشد و در موضع جرف منزل ساخت تا لشکر جمع شوند و اعیان مہاجرین و انصار مثل ابو بکر صدیق و عمر بن الخطاب و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ

صفحہ ۳۶ تحفہ اثنا عشریہ

بن الجراح وسعد بن زید وقتادہ بن النعمان وسلمہ بن اسلم ہمہ ساختگی
گروہ ڈیرہ وخیمہ بیرون فرستادہ میخواستند کہ از آنجا کوچ نمایند کہ در آخر
روز چہارشنبہ واول شب پنجشنبہ مرض آنحضرت اشتداد پذیرفت وبایں
سبب تہلکہ رو داد الخ پس اس تحریر سے باوصف مخالفت واقعات اکثر
امور میں یہ بخوبی ثابت ہوا کہ خلفای ثلثہ تا آخر حیات بلکہ وقت وفات
رسول تک محکوم وتابع ومطیع اسامہ تھے جنکو خود غلام زادہ کہتے ہیں اور
اسامہ میں آنحضرت کا ایسا حکم سخت تھا کہ متخلفین پر لعنت بہی فرمایا اب
منتہا سے جواب اہلسنت دربارہ تخلف صحابہ یہی ہے کہ شاہصاحب بعد اسکے
فرماتے ہیں ووقت عشا از شب پنجشنبہ ابوبکر را جناب پیغمبر خلیفہ نماز فرمودند
وباین خدمت مامور ساختند الخ یعنی رسولخدا نے ابوبکر کو خلیفہ نماز کیا
حالانکہ لفظ خلیفہ نماز خود نہایت بیموقع ہے اور حکم پیش نمازی ابوبکر میں
بہت کچھہ گفتگو ہے کسیطرح یہ حکم رسول نہیں ثابت ہوتا بلکہ مخالف اسکے
خود تحریرات اہلسنت سے ثابت ہے جیسا کہ تفصیل اسکی کتاب مستطاب
تشئید المطاعن میں بخوبی مذکور ہے بلکہ خود کلام شاہصاحب سے نقیض
اسکا ظاہر ہے کہ بعد اسکے کہتے ہیں چون روز دوشنبہ دہم ربیع الاول
آنحضرت را افاقت مرض حاصل گشت مسلمانان کہ ہمراہ اسامہ متعین شدہ
بودوداع آنحضرت کردہ بیرون برآمدند اسامہ را نیز آنجناب در کنار
خود گرفتہ درحق او دعا فرمودہ رخصت نمودند الخ جس سے یہ بخوبی
معلوم ہوا کہ حضرت نے ۲۶۔ صفر کو حکم روانگی دیا اور باوصف تاکید
شدید ۱۰۔ ربیع الاول تک کہ مدت چودہ روز ہوتی ہے ان لوگون نے
حکم رسول کی تعمیل نکی اور روانہ منزل مقصود نہوے اور لعن اللہ من تخلف

تخلف خلفاء ثلاثہ جیش اسامہ بن زید

چودہ روز تک صحابہ نے حکم رسول معطل رکہا

عنہا کا مطلقا خیال نہ کیا اور اگر یہ خیال ہو کہ ۲۰ سے مرض حضرت پر ایسا
مستولی ہوا کہ آنحضرت کو مہلت نہ ملی اور صحابہ فرط محبت سے نہ گئے تو
غلط ہے کیونکہ خود شاہصاحب فرماتے ہین کہ روز دیگر باوجود مرض بدست
مبارک خود نشانی برائے او درست فرمود جس سے معلوم ہوا کہ ۲۹
کو حضرت کو افاقہ ہوا اور نشان درست فرما کر عنایت فرمایا اور اس مہم کو
ایسا عظیم تصور فرمایا کہ باوصف اس مرض شدید کے جسکی خبر حضرت نے
ایام حجۃ الوداع سے دیدی تہی کہ اب ہم دنیا سے مفارقت کرینگے مگر
اسپر بہی ایسی تاکید سخت فرمائی اور بالفرض تسلیم کہ ابوبکر کو حکم نماز پڑہانیکا
ہوا اگرچہ امر یقینی ہے کہ ملازمت لشکر اسامہ سے مستثنے نہوے تہے بلکہ
بطور سابق محکوم ہمراہی اسامہ تہے چنانچہ قول شاہصاحب سے ظاہر
ہے مسلمانان کہ ہمراہ اسامہ تعین شدہ بودو وداع آنحضرت کردہ بیرون
آمدند جس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر اوس حکم سے مستثنے نہ تہے اور وہ حکم سابق
بحال رہا کہ زیر حکومت اسامہ جنگ مین جائین اور درنگ نکرین کیونکہ بنص
شاہ عبد العزیز منجملہ متعینان لشکر اسامہ ابوبکر و عمر بہی تہے جو ۱۰ ربیع الاول
کو وداع ہونے آئے پس اگر نماز پڑہانیکا حکم ابوبکر کو ہوا بالفرض و تسلیم تو
اس سے کیونکر اعتراض رفع ہو سکتا ہے بہر کیف تحریر شاہصاحب سے
ابوبکر کا متعین ہونا ساتھ لشکر اسامہ کے بخوبی ثابت ہوا مگر بعض حضرات
اہلسنت اسقدر بہی اظہار امر حق کو نہین پسند کرتے چنانچہ خود مولوی حیدر علی
جو شاہصاحب کو اوستاد البریہ صاحب قوت قدسیہ کے ساتھ تعبیر کرتے
ہین بکمال خیر خواہی خلیفہ اول اصل ماموریت خلیفہ کی بزیر حکومت تجہیز
جیش اسامہ منکر ہوے چنانچہ ازالۃ الغین صفحہ مین فرماتے ہین من بعد باید دانست

که لفظ تسلیم ازان آوردم که بسیاری از متکلمین و محدثین از مامور بودن صدیق
انکار کرده اند و ثانیاً یا وجود صرف تمامی همت در رو مغنی چنین روایتی بسیر و پا
درین باب بنیاد برده و اهلحدیث این مقوله بر زبان داشته اند که صدیق بجیش
اسامه نامزد نبوده و اگر کسے گفته محتمل است که از تلبیس ملبسین فریب خورده و
بخبث نیت شان بے خبر ده و شاید که چون ابوبکر برائے اهتمام تجهیز لشکر یا
برائے تشییع اسامه همراه او رفته باشد که عین جهاد فی سبیل الله و در دینی و
غمخواری بود مردم گمان برده روایت نموده باشند که او هم زیر تامیر است
انتهی جس سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب خود بھی علی الرغم اپنے اوستاد کے
قائل محکومیت شیخین نہیں ہیں یہاں شاہ صاحب کو ایسا بیوقوف بنایا کہ ثابت
کر دیا کہ اونہوں نے وہو کھا کھایا اور ساتھی انکے خلیفہ اول کا جہاد فی سبیل الله
بھی ثابت کر دیا کہ فقط اہتمام تشییع اسامہ سے مجاہد فی سبیل الله ہو گئے
لیکن نہ معلوم شہود شجاعت خلیفہ اول میں اسکو بھی کیوں نہ شمار کیا بہرکیف
چونکہ خرافت تقریرات ازالۃ الغین کی تمامی اہلسنت پر بخوبی ثابت ہے
لہذا حاجت اسکے تردید کرنیکی اہلحق کو نہیں ہے خود انکے اوستاد اپنے
اس ناخلف شاگرد سے سمجھ لیں گے اور اس بیوقوف بنانے پر جو مولوی صاحب
نے بوجہ تسلیم و تصدیق بنایا گوشمالی واجبی دینگے کیونکہ شاہ صاحب نے
بتصریح تمام بلا رو و کد ابوبکر و عمر و عثمان کو متعینان لشکر سے قرار دیا حتی کہ
ان لوگوں کو کہا کہ ڈیرہ خیمہ لیکر منزل جرف میں پہونچے اور چاہتے تھے کہ کوچ
کریں کہ اسی اثنا میں خبر اشتداد مرض نے تہلکہ ڈالدیا بہرکیف اذا انجر کر
یہاں گفتگو طولانی ہے کتاب تشئید المطاعن پر اس بحث کو محول کر کے باتمام خیر
کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ یہ تقریر بھی اس عہدہ پر بھی بفرض و تسلیم مفید

نہین ہے کیونکہ اگر اس عہدہ پر مامور نہی ہوتے تو یہ عہدہ بمقابلہ اوس عہدہ
سے جو مالک بن نویرہ کو یا اسامہ کو حاصل تہا نہین ہوسکتا اسلیئے کہ جو سپہ سالار
لشکر ہوتا تہا یا کہین کا سردار تو اہل لشکر وغیرہ اوسیکے پیچھے نماز پڑہتے تھے
اور اوسی کی اقتدا کرتے تھے اور کوئی علحدہ اوس سے نماز نہین پڑہتا تہا
چنانچہ حضرت ابوذر غفاری صحابی خاص رسول مقبول غلام حبشی مقرر کردہ
عثمان کے اقتدا کرتے تھے اور کوئی اسکا قائل نہین ہوسکتا کہ وہ غلام حبشی
حضرت ابوذر غفاری سے افضل تہا اسیطرح خود حضرت نے ابن مسعود
کو نماز پڑہانے کا اکثر اپنی غیبت مین حکم دیا تہا کہ حضرات ثلثہ ہمیشہ اونکی اقتدا
کرتے تھے اور آپ لوگ اونکی افضلیت کے بہ نسبت ثلثہ نہین قائل ہین بلکہ خود
مولویصاحب ناقل ہین کہ حضرت رسالت پناہ نے خلیفہ اول کے ساتھ
اقتدا کیا اور اسیطرح عبدالرحمن بن عوف کے ساتھ اقتدا کو بھی حضرات
بیان کرتے ہین پس محض پیشنمازی جسمین انحضرات کے بیان عدالت بہی
شرط نہین ہی بنا بر تحقیقات خود علماے اہلسنت نہ موجب فضیلت ہے نہ باعث
خلافت از ینجاست کہ خلیفہ اول نے بعد حصول خلافت بکمال آرزو منت خلیفہ
دوم عمر بن الخطاب کے لیے اسامہ سے کہا کہ انکو ہمارے پاس رہنے دو تاکہ
معین صلاح ومشورہ امور خلافت رہین اور اگر اسسے بہی ہم قطع نظر کرین
تو چند روز کے عہدہ پر مامور ہونے سے کوئی شخص اوس سے افضل نہین ہوسکتا
جو سالہاے دراز سے ایک عہدہ جلیل ومنصب عظیم پر فائز ہو اور بکمال امانت
و دیانت اوسکو انجام دیتا ہو چہ جائیکہ یہ عہدہ بہ نسبت اوس عہدہ مستقلہ
کے پست اور خفیف بہی ہو پس معلوم ہوا کہ مالک بن نویرہ بنا بر اصول
موضوعہ اہلسنت کل فضائل ومناقب مین خلفاے ثلثہ سے افضل تہا

اور منتہاے کوشش اہلسنت کا اثر نہی ہوگا کہ افضلیت مالک کی بہ نسبت ابوبکر کے متنازع فیہ رہیگی کہ آخر مساوات پر صلح ہو جائیگی بخلاف خلیفہ دوم و سوم کے کہ یقیناً مالک بن نویرہ ان دونون بزرگون سے بنابر ان قواعد مذکورہ کے افضل و اولی قرار پائینگے پس ہرگاہ مولویصاحب کو دربارہ ارتداد اخلاقی خلفاے ثلثہ وغیرہ کے جو مثل اولی لشکریون کے محکوم غلام زادگان ہوئے تھے یہ استبعاد ہوتا ہی تو دربارہ ارتداد اوس شخص کے جو بمدارج ثلثہ سے یا اثنین سے افضل ہو کیونکر استبعاد نہوگا جو اس سلاطت لسانی سے ایسے شخص کو جو مالک خلیفہ دوم ہو مرتد و مورد حدیث اصحابی قرار دیتے ہین اور اگر اس سے بہی ہم قطع نظر کرین تو افضلیت مالک مین بہ نسبت معاویہ باغی کے تو کوئی عذر نہونا چاہیے کیونکہ بالفرض تسلیم اگر دونون کو صحابیت مین مشترک فرمایے تو اسلام مالک یقیناً افضل تہا اسلام معاویہ سے کہ علاوہ تقدم اسلام مالک بر اسلام معاویہ غاویہ اسقدر صحابہ کے نصوص اسلام مالک پر موجود ہین بخلاف معاویہ کے کہ ہرگز اسقدر شہادتین اوسکے لیے نہین ہین اور اگر عذر بغاوت موضوعی مالک درمیان مین لادین کیونکہ منتہاے کوشش حضرات اہلسنت یہی ہے کہ مالک کو باغی قرار دین جیسا کہ خود مولویصاحب نے تصریح فرمائی ہے چنانکہ منتہی الکلام مین صاحب مفاتیح سے ناقل ہین والصنف الاخر هم الذین فرقوا بین الصلوة والزكوة واقروا بالصلوة وانکروا الزکوة وهذا الصنف علی الحقیقه اهل بغی انتهی مختصر العینی قسم دوسرے مرتدین کے منکرین زکوۃ ہین کہ یہ لوگ حقیقۃ اہل بغاوت سے تہے پس اس بنا پر اگر مالک عمر افضل یا مساوی خلفاے ثلثہ نہوسے تو ضرور افضل یا مساوی حضرت خال المومنین

مالک بن نویرہ خلیفہ دوم و سوم

منتہی الکلام ص ۹۹

تفصیل ۱۱ ص ۲۷۹

معاویہ بن سفیان ہونگے کیونکہ بتصریح شاہصاحب معاویہ بھی باغی تہا
جیساکہ تحفہ مین ہی اہلسنت قاطبۃ اجماع دارند بر آنکہ معاویہ بن ابوسفیان
از ابتداے امامت حضرت امیر لغایت تفویض حضرت امام حسن باو از
بغاۃ بود کہ اطاعت امام وقت نداشت الخ مگر فرق دونون مین یہ ہے
کہ بغاوت مالک کا صدر اول مین کوئی قایل ہی نہ تھا بلکہ سب صحابہ مہاجر و
انصار مسلمان کامل الایمان جانتے تھے جیساکہ گذرا بخلاف بغاوۃ معاویہ کے
کہ منصوص من الرسول والصحابہ باجماع قاطبۂ اہلسنت یقینی وحتمی وجزمی ہے
اور بفرض تسلیم بغاوۃ مالک چند روزہ ہوئی اور بغاوۃ معاویہ ایام امامت
جناب امیرؑ سے لغایت تفویض جناب امام حسنؑ تک بقول شاہ جی کہ زاید
از شش سال ہوتا ہی اور نیز بفرض تسلیم مالک باغی مغلوب تہا اور معاویہ
باغی متغلب متصرف جسکی ذمہ ہزارون خون ناحق صحابہ مہاجر و انصار تہا
اور نیز مالک کا کوئی احداث بجز اسکے کہ خلیفہ اول کو زکوۃ ندیتا تہا حضرات
اہلسنت نہین ثابت کرسکتے حالانکہ یہ کوۃ کا ندینا بہی بکتاب و سنت
مستند تہا بخلاف معاویہ کے کہ سیکڑون احداث اسکے خود اہلسنت بیان
کرتے ہین مثل اسکے کہ نفس رسول سے لڑا جو بمفاد حربک حربی عین کفر ہے
سیکڑون بلکہ ہزارون صحابہ کبار کو قتل کرایا سنت سب و شتم عیاذاً باللہ بنسبت
جناب امیرؑ اوسنے جاری کیا جو تا زمانہ عمر بن عبد العزیز جاری رہا جناب امام
حسنؑ سے آمادہ مقاتلہ ہوا اور حضرت ام المومنین عایشہ کو ناحق قتل کیا
اور چونے کے کوئین مین گراکر جان لیا کما فی روضۃ الصفا جسکی تفصیل عنقریب
مجلد ثالث مین مذکور ہوتی ہے انشاء اللہ تعالی پس بکمال جاے تعجب
و حیرت ہے کہ ابوبکر کا باغی جسکی بغاوت بہی بخوبی ثابت نہین ہے اور خود

خلیفہ دوم اوسکو مسلمان باایمان جانتے ہون وکذلک دیگر صحابہ صرف بسبب اسکے کہ خلیفہ کو
اوسنے زکوۃ نہ دیا باغی و مرتد قرار دیا گیا اور زن و مال اوسکا غارت کیا گیا یہانتک
کہ مولوی حیدر علی نے بنابر قول مشہور ہر کہ آمد امارتے نو ساخت ظلم
وستم خالد پر قناعت نہ کرکے یہ اضافہ کیا کہ مورد حدیث اصحابی بہی اسی مالک
خلیفہ دوم کو قرار دیا اور معاویہ باغی جناب امیرؑ و امام حسنؑ کو جسنے ہزارون
صحابہ کو قتل کرایا اور بنص رسول باغی تہا بوجہ عداوت جناب امیرؑ وہ خال
المومنین و امیر المومنین بنا بلکہ خلیفہ راشد منصوص من اللہ فی الکتب
المنزلۃ قرار پایا بلکہ سہیم خلافت خاصہ مخصوصہ خلفاے ثلثہ ہوا جس خلافت
سے باین شدومد شاہ ولی اللہ جناب امیرؑ کو عیاذاً باللہ خارج کرتے ہین جیسا
کہ ازالۃ الخفا مین ہے بہر کیف جب مالک وغیرہ مثل معاویہ باغی قرار
پایا تو ضرور ہوا کہ جو حکم معاویہ تہا لااقل وہی حکم مالک عمر بہی قرار دیا جاے
اور حکم معاویہ معلوم ہے جیسا کہ خود شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین فرماتے
ہین تنبیہ سوم باید دانست کہ معاویۃ بن ابوسفیان یکی از اصحاب آنحضرت
بود وصاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق
او سوء ظن نکنی و در ورطہ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نشوی اور صاحب
صواعق محرقہ جنکو حق سابقیت بہی شاہصاحب پر حاصل تہا جیسا کہ
خلفاے ثلثہ کو معاویہ پر وہ کچہ اس سے بہی زیادہ مبالغہ فرماتے ہین
حیث قال وگفت نیز کہ ہر کس کہ شتم یکی ازین اصحاب کبار یعنی
ابوبکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص کند و بگوید کہ ایشان بر
ضلال و کفر بودہ اند آنکس را باید گشت الخ بلکہ در بارہ و نیز یدہی ایسے
اطلاقات سے مانع ہین اور امام غزالی تو صلوۃ و سلام و مغفرت کی

۱۴۶
صد اول
ازالۃ الخفا

۵
صواعق محرقہ

مجوز ہین اور شاہ عبد الحق جو صاحب صواعق کو متعصب فرماتے ہین
باوصف اس منصف مزاجی کے تکمیل الایمان صفحہ ۹۴ مین فرماتے ہین بالجملہ سر
دار اسلام و سنت و جماعت رو دتا معاویہ و عمرو بن العاص و مغیرۃ بن
شعبہ و اشباہ و امثال ایشانست الخ بالجملہ ان حضرات اہلسنت کو کب منظور
ہے کہ معاویہ و یزید سے باغی متغلب کو خلیفہ بحق جانین اور مالک عمر کو جو مسلمہ
باایمان تھا بوجہ ایک شبہہ کے جو بفرض و تسلیم شبہات دیگر صحابہ سے بدرجہا
کم تھا کافر و مرتد قرار دین اور اگر اس تفضیل یا مساوات مین اجتہاد معاویہ کا
پیش کرین تو اجتہاد مالک بھی خود امام فخر رازی کے کلام سے بنقل مولوی
حیدر علی ظاہر ہے کما مر کہ خلفا اوسکو قطع نہ کر سکے حالانکہ اجتہاد معاویہ کو بھی
مصنفین اہلسنت کم از اجتہاد ابن ملجم شقی نہین بتاتے جیسے ابن حزم نے
دعوے اجماع امت کیا ہے کما مر سابقا فی المجلد الاول اگر حضرات اہلسنت
اس تقریر سے میری جبین بجبین ہون اور بظاہر تمثیل ابن ملجم سے کچھ
تیوری چڑہائین منہ بنائین کہ کجا ابن ملجم اشقی الاولین والاخرین کجا معاویہ
خال المومنین تو گو قابل التفات نہین بدیہیات کو سند کی حاجت نہین کیونکہ
معاویہ صاحب لڑے ہزارون جانین صحابہ و تابعین کی تلف ہوئین قصد
کیا کہ جناب امیرع کو قتل کرین کیونکہ جنگ کا نتیجہ یہی ہے گو وہ مقصد اوسکا
پورا نہو سکا اور ابن ملجم نے بلا کسی فتنہ و فساد و صف کشی کی جناب امیرع کو
شہید کیا پس مقصد معاویہ و ابن ملجم واحد ہوا فرق یہی ہے کہ معاویہ کو فوز
مرام نہوا اور یہ مرادی نامراد فائز بمرام ہوا با اینہمہ یہ تمثیل ایجاد الحق نہین ہے
بلکہ بعض اکابر اہلسنت کا مقولہ ہے چنانچہ علامہ نحریر محمد بن اسمعیل بن صلاح
الامیر روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ مین فرماتے ہین وما دعواها الاجتہاد

لمعاویۃ فی قتالہ الا کدعوی ابن حزم ان ابن ملجم اشقی الاخرین مجتہد فی قتلہ لعلی علیہ السلام کما حکاہ عنہ الحافظ ابن حجر فی تلخیصہ انتہی یعنی معاویہ کے اجتہاد کا دعوی کرنا در بارہ قتال جناب امیر ویسا ہی ہے کہ ابن حزم نے ابن ملجم اشقی الاخرین کے اجتہاد کا دعوے کیا ہے در بارہ قتل جناب امیر المومنین جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اپنی تلخیص مین نقل کیا ہی انتہی اور یہ علامہ محمد بن اسمعیل کچھ ایسے ویسے عالم نہین ہین جنکی بات کو اہلسنت باد ہوا بتاتے ہین یا انکو رافضی کہکر اپنی جان چھوڑاتے ہین کیونکہ مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محلی جو اہلسنت کے گویا خاتم العلماء ہین اپنے رسالہ سعی مشکور مین بمقابلہ مولوی محمد بشیر سہسوانی ہم مذہب اپنے اونکے کلام سے سند لاتے ہین اور اس عبارت سے اونکا ذکر خیر فرماتے ہین دوم یہ کہ فاضل ربانی شیخ محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی اپنے رسالہ تطہیر الاعتقاد عن ادران الالحاد مین تحریر کرتے ہین الخ جس سے کمال توثیق اس علامہ کے ظاہر ہے بلکہ طرہ اسپر یہ ہے کہ فاضل رشید رشید المتکلمین اہلسنت شاگرد رشید شاہ صاحب تقاریر الحق سے کچھ ایسے دست پاچہ ہوئے ہین کہ مجبور ہی انکو بھی اجتہاد معاویہ مین قدح کرنا پڑا چنانچہ ثلث آخر ایضاح لطافۃ المقال مین فرماتے ہین از اینجا کہ مسئلہ اجتہاد والی شام مجمع علیہ درمیان سنیان نیست مولانا نظام الدین شیتانی قدس سرہ در کتاب صبح صادق شرح منار علی مانقل عنہ بعض الثقات انکار فرمودہ کیف یکون من اشبتہ علیہ الربا وغیرہا مجتہد کمعویۃ وعمر بن العاص انتہی بلفظہ اور اصل عبارت صبح صادق علی مافی تشیید المطاعن یہ ہے ومعاویۃ ونحوہ لم یکن مجتہد او کیف یکون من اشتبہ علیہ حرمۃ الربا وغیرہا مجتہدا الخ یعنے

سعی مشکور صفحہ

معاویہ مجتہد نہ تہا اور کیونکر وہ شخص مجتہد ہو سکتا ہے جسپر حرمت ربا مشتبہ رہی ہو انتہی بقدر الحاجتہ بالجملہ ہرگاہ فضیلت یا مساوات مالک بن نویرہ کی خلفائے ثلثہ اور معاویہ سے بخوبی ثابت ہوئی تواب اوسکے اجتہاد مین انکو کیونکر کلام ہوسکتا ہے جیسا کہ مولوی صاحب منتہی الکلام مین کہتے ہین آمدیم بر اثبات تبدیل و تقصیر و احداث مالک بن نویرہ کہ بجہت انکار زکوۃ بر ذمہ او لازم آمد پس مخفی نماند کہ این بر اصول و روایات فریقین متیسر است و اثباتش از کتب طرفین غیر متعسر اما اثبات آن از کتب امامیہ پس کتاب مجمع البحرین اینک حاضر است مولفش در تحقیق لفظ ردت انچہ نوشتہ است از ان مانند سفیدہ صبح صادق ہویدا و اشکار است کہ او باستماع خبر قیامت اثر وفات حضرت خیر البشر منکر زکوۃ شد و بمقتضائے عدم رسوخ ایمان فرضیت زکوۃ را نظر بآیت کریمہ خذ من اموالہم الخ و عدم لحاظ اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ مختص بزمان نبوت اعتقاد کرد و محدث بودن مالک و احداث این قول و تبدیل حکم مقرر فی الشریعۃ الغراء حالت منتظرہ باقی نیست قال صاحب الکتاب المذکور والردۃ بالکسر والتشدید اسم من الارتداد و اصحاب الردۃ علی ما نقل کانوا صنفین صنف ارتدوا عن الدین وکانوا طائفتین احدیہما اصحاب مسیلمۃ والاخری ارتدوا عن الاسلام و عادوا علی ما کانوا علیہ فی الجاہلیۃ واتفقت الصحابۃ علی قتالہم وسبیہم واستولد علی منہم الحنیفۃ والصنف الثانی لم یرتدوا عن الایمان ولکن انکروا فرضیۃ الزکوۃ وزعموا ان خذ من اموالہم خطاب خاص بزمانہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و انشاء اللہ تعالی بعضے از عبارات و روایات دیگر کہ در اثبات مقصود زیادہ تر مفید خواہد بود درین نزدیکی معروض خواہد شد و کسانیکہ ادرا

حدیث ۵
منتہی الکلام

باوجود ثبوت ردتش بالمعنی المذکور در کتب امامیہ بعلت اتحاد مذہب و
ملت مومن پاک اعتقاد پندارند اگر دعوی اجتہاد برای او لغضب العین
دارند اثبات آنش بر ذمہ شان خواہد بود ما احسن ماقیل ؎ بگفتہ نداد کسے
بانو کار ۞ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار و بحمد اللہ کہ مملوکان مالک وطرفداران آن
بے نصیب و مالک بر اثبات اجتہادش قدرتی ندارند چہ اگر مالک ایشان اعتقاد
خالص بحقیت خلافت حضرت افضل الصدیقین نداشت جناب امیرالمومنین
را امام برحق وخلیفہ مطلق می پنداشت کما صرح بہ لنستری فی مجالسہ وغیرہ
وکلام المؤلف ایضا یشعر بذلک فدرین صورت نیز اطاعت عمال ابوبکر
صدیق و اعطاء صدقات ومال زکوۃ بایشان تقلید المذہب الامامیہ رعایۃ
لوجوب التقیۃ ضرور بود چون او از اختیار مسلک اثنا عشریہ دست کشید و بر مخالفت
جناب امیر تضوی و شیعیانش کہ بامر مقدس جہان مطاع لازم الاتباع بیعت بخلیفہ
اول منودند کما فی البحار مصر گردید و قد تقرر فی خاتمۃ التجرید ان مخالفہ
فسقہ مرتبہ اجتہاد و استنباط مسائل شرعیہ ہمو انکار زکوۃ از دلایل نفاقیہ
کجا برای او بر اصول امامیہ باقیماند پس آنچہ بوی رسید از حذار سید
زیادہ برین نیست کہ بجہت اشتباہ کافر نباشد لیکن ارتکاب کبیرہ بلکہ
اصرارش برین امریست کہ بر جای خود منصوص و از براہین یقینیہ مکشوف
بلکہ منصوص است انتہی اور ایسے مضمون کو مکرر بابوان مختلفہ دوسرے صفحہ
میں بھی بیان کیا ہے اور چند مقاموں پر اسیکی طرف حوالہ دیکر مضامین عجیبہ
و ہفوات غریبہ تحریر کیے از انجا کہ اکثر مطالب متعلق اسکے سابقاً اجمالاً وتفصیلاً
مرقوم ہوئے لہذا یہاں بطور اجمال چند امور ضروریہ پر اشعار تنبیہ کیجاتی ہے
پہلی دعوی اثبات تبدیل و تقصیر مالک بن نویرہ بالخصوص کیا ہے مگر نہ اپنی

صحیح بخاری سے اسکو ثابت کرسکے نہ کتاب مستطاب مجمع البحرین سے کیونکہ ان
دونون کتابون سے فقط اسقدر ثابت ہوا کہ کچھہ لوگ مانع زکوۃ ہوئے
گئے پر نہ ثابت ہوا کہ مالک بالخصوص منکر زکوۃ تہا جو مقصود انکا ہے اور
خود بیان کرتے ہین لا دلالۃ للعام علی الخاص اور مجمع البحرین مین کچھہ
اسکا اشارہ بہی ذکر نہین ہے کہ یہ نقل صحیح ہے یا غیر صحیح مطلقا النقل مذکور
ہے عام اس سے کہ صحیح ہو یا غیر صحیح مطابق واقع و تحقیق ہے یا محض بنا بر
مشہور عام دوسرا دعوی یہ ہے کہ مالک بن نویرہ بمجرد استماع رحلت
سید البشر فرضیت زکوۃ سے منکر ہوا اور دلیل اسپر مجمع البحرین سے لاتے
ہین حالانکہ مجمع البحرین سے نہ فوریت ظاہر ہوتی ہے نہ مالک کا منکر زکوۃ
ہونا اور خود مولویصاحب ناقل ہین کہ بہت سے قبیلے منکر زکوۃ ہوئے تھے
نہ فقط مالک پس یہ دعوی بہی ثابت نہوا تیسرے یہ کہنا کہ باوجود ثبوت
ردہ جو مدعی اوسکے اجتہاد کا ہوا اوسکو ثابت کرے خود مولویصاحب کے
بیان سے باطل ہے اسلئے کہ خود ردہ خود امر متنازع فیہ ہے اوسکو ثبوت کیونکر
کہہ سکتے ہین باقی رہا اجتہاد پس خود مابعد اسکے ناقل ہین اپنے فخر المتکلمین
امام المتبحرین رازی سے کہ مالک نے آیہ خذ من اموالہم سے استدلال
و احتجاج کیا سقوط فرضیت زکوۃ پر جیسا گذرا پس اگر یہ استدلال اجتہاد نہین
تہا تو کیا تہا بیان کرین خالد بن ولید نے نہ کسی آیت سے جواز قتل مالک پر
استدلال کیا نہ کسی حدیث سے اور نہ زوجہ مالک کے ساتھ زنا کرنے پر
کوئی استدلال کیا اسپر بہی وہ تو مجتہد ہوگیا اور مالک جو آیہ قرآنی و حدیث
رسول ربانی سے استدلال کرے تو وہ مجتہد نہو کبہی تو صدر اول مین ایسا
اجتہاد کو شایع کرتے ہین کہ ہر شخص مجتہد بنگیا حتی کہ عمرو عاص و ائمہ حنفیہ

صفحہ ۹۱ منتہی الکلام

بلکہ ملجم نامرد جیسا کہ گذرا کہ ابن حزم نے اوسکو باتفاق است مجتہد کہا بلکہ عمرو
بن سعد کو بھی مجتہد بنایا حالانکہ یہ دونون ابن ملجم و عمرو سعد صحابی بھی نہ تھے
اور بیان باوصفیکہ مالک اوسے صدر اول مین زمام ریاست کا مالک تھا اوسکے
اجتہاد مین یہ کلام ہے اس عکس مستوی کا کیا جواب ہے ادنی ادنی جاہل
عورتین تو خلیفہ ثانی کے روبرو اجتہاد کرین اور خلیفہ صاحب صرف اجتہاد کے
شایع کرنیکے لیے امر ناحق پر بھی سکوت کرین اور آپ مالک سے صحابی
رسول رئیس مقرر کردہ پیغمبر متولی صدقات کے بارے مین یہ عذر کرین
زیادہ دور نہ جایے تحفہ ملاحظہ فرمایے کہ شاہصاحب دربارہ طعن مغالات
مہر فرماتے ہین جواب ازین طعن آنکہ سکوت عمر از جواب زن نہ بنا بر عجز او
از جواب باصواب تا ثبوت خطائی او فی الواقع لازم آید بلکہ بنا بر کمال ادب
است با کتاب اللہ کہ در مقابلہ ان چون و چرا نمودن و فنون دانشمندی
خرچ کردن مناسب حال اعاظم اہل ایمان نیست ایشانرا غیر از تسلیم و
انقیاد و بظاہر الفاظ ہیچ راست نمی آید الی ان قال ازین اینقدر صحیح است
کہ گفت کل الناس افقہ من عمر الی آخرہ واین از باب تواضع و ہضم نفس و
حسن خلق است کہ زنی جاہلہ بتعمق بسیار اینچنین ابداے مطلب خود پسند
اوردہ است اگر استناد او را بتوجیہات حقہ باطل کنیم دل شکستہ میشود و
باز رغبت باستنباط معانی از کتاب اللہ نمی نماید لابد او را تحسین و آفرین
و خود را بجواب او معترف و قایل وانمائیم کہ آیندہ او را و دیگرانرا تحریص
باشد بتتبع معانی قران و استنباط دقایق او و این تادب با کتاب اللہ و
حرص بر اشتغال مردم باجتہاد و استنباط از قران کہ ازین قصہ عمر و قصص
دیگر او ثابت میشود منقبتے است کہ مخصوص باوست والا کدام شیر جنہ…

ادنی عورتین فقاہت میں عمر سے بڑھ کر

گوارا میکند کہ اور آنحضور اعیان و اکابر بنی ناداں قائل و ملزم گرداند
و او سکوت نماید چہ جاے آنکہ اور انحسین و آفرین کند الخ اب اسکے فوائد
بھی قابل لحاظ ارباب الانصاف ہین اول یہ کہ سکوت خلیفہ ثانی کا بمقابلہ او س
عورت جاہلہ کے جسنے انکے حکم منع زیادتی مہر کو آیہ قنطار سے باطل کیا
باوصفیکہ بقول شاہصاحب یہ استدلال کرنا اوسکا ناحق تہا اور فرمان
خلیفہ صحیح و عین حق تھا شاہصاحب از قبیل کمال تادب بکلام اللہ بیان
کرتے ہین اب غور کرنا چاہیے کہ اگر مالک نے جو صحابی کریم شاعر رئیس مقرر
کردہ رسول تھا خلیفہ اول کے طلب زکوٰۃ کو بآیہ قرآنی منع کیا اور خلیفہ کچھ جواب
نہ دیسکے بلکہ خالد نے قتل کرڈالا تو یہ کس قسم مین داخل ہوگا دوم یہ کہ مقابلہ
قرآن مین چون وچرا کرنا اور فنون دانشمندی دکھانا مناسب حال اعاظم
اہل ایمان نہین ہے پس جو شخص بمقابلہ استدلال من القرآن قتل کرواڈالے
وہ کیا ہوگا اور خلیفہ دوم جو قرآن کے معانی دریافت کرنے پر حد لگاتے تھے جیسا
ازالۃ الخفا مین ہے اوسکے کیا وجہ اور قدامہ بن مظعون نے جو بعد شراب پینے کے
اپنے سے سقوط حد پر آیہ قرآنی سے استدلال کیا اور خلیفہ صاحب نے اوسکے
استدلال کو حضرت ابن عباس سے باطل کرایا تو اوسکے بارے مین شاہجی
یہ کہین گے کہ مناسب حال اعاظم اہل ایمان نیست یا نہ کاش یہان بھی مالک نے
جو اس آیہ سے استدلال کیا تہا اگر جواب نہ چلا تہا تو ابن عباس سے یا دیگر صحابہ
سے اوسکا جواب دلواتے اور اوسکا خون ناحق اپنے سر پر نہ لیتے سوم یہ کہ
اہل ایمان کو جب ظاہر الفاظ کے مقابلہ مین بجز تسلیم وانقیاد چون وچرا کرنا
غیر مناسب ہی ہے تو خلیفہ اول کو بمقابلہ ظاہر الفاظ قتل کرانا اور غارت کرانا
اور ہتک حرمت کرانا کب مناسب تہا لااقل اگر تسلیم نہ کرتے جواب تو دیتے

چہارم یہ کہ خلیفہ دوم کا اگر سکوت از قبیل ہضم نفس و حسن خلق تہا تو خلیفہ
اول کے یہ حرکت قبیح کہ مالک کو قتل کرا دیا بیشک ظلم و عدوان ہوگا پنجم
زنے جاہلہ بتعمق بسیار جو خلاف واقع ہے اور ایسے بدیہیات مین تعمق کے
ضرورت نہ تھی اگر باوصف بطلان بقول شاہجی خلیفہ دوم نے قبول کر لیا
اور تحسین و آفرین کیا تو استدلال مالک اگرچہ باطل ہو مگر زیادہ قابل لحاظ
تہا ششم آنکہ قولہ اگر استنادا وبہ توجیہات حقہ باطل کنیم دلیل اسکی یہ ہے
کہ اعتراض اوس عورت کا ناحق تھا اور ابطال اوسکا عین حق جو ذمہ خلیفہ
دوم لازم تہا مگر بغرض ترغیب بر اجتہاد خلیفہ جی نے ترک کیا پس اسیطرح
مالک کا استدلال بہی اگر ناحق تہا تو بہی واجب القتل نہ تہا بلکہ بغرض ترغیب
بر استنباط معانی از قران اوسکے تحسین و آفرین کرتے نہ یہ کہ بلا جواب دیے
اوسکو قتل کرا دیتے اگر تحسین و آفرین نہ کرتے تو اوسکو معقول ہی کرتے اور
اس استدلال کو ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے باطل قرار دیتے تب بھی ترغیب طرف
استنباط کے زیادہ متصور تھے پس یہ قتل کرانا اصل شوق استنباط مسائل
من کتاب اللہ کا خون بہانا ہے ہفتم استدلال مطلب ناحق کو بہی شاہ صاحب
استنباط فرماتے ہین اور استنباط عین اجتہاد ہے پس اس سے بہی اجتہاد
مالک کا بنا بر اصول اہلسنت صحیح ہوا ہشتم یہ کہ غرض عمر سکوت سے
یہ تہی کہ آیندہ اوسکو اور دوسرونکو تحریص و ترغیب دلائین تتبع معانے
قران اور استنباط دقایق پر پس اس بنیاد پر بہی مالک غیر مستحق قتل ہوا
اور ظاہر ہے کہ استنباط دقایق جیسا اس صورت مین حاصل ہے یعنے
استدلال مالک مین ہرگز اس عورت کے استدلال مین نہین ہے گو غلط
ہو جیسا کہ بنا بر تقریر شاہ صاحب استدلال اوس عورت کا بہی غلط تہا

ثم اس سکوت عمری کو تادب باکتاب اللہ فرماتے ہین پس قتل کرانا خلیفہ
اول کا مالک کو خلاف تادب باکتاب اللہ ہوگا ثم اس استدلال کو اوس عزت
سے اور سکوت خلیفہ کو شاہصاحب فرماتے ہین وحرص بر اشتغال مردم باجتہاد
واستنباط از قران الخ جس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ امر ناحق پر استدلال
کیا جاسے اور استنباط ناحق ہو کہ اولہ حقہ سے باطل ہو سکے مگر یہ بہی اجتہاد
ہی اور خلیفہ دوم ایسے اجتہاد پر بہی حریص تھے پس اس سے بہی اجتہاد
مالک ثابت ہوا اور خلیفہ اول کا اوسکو قتل کرا دینا گویا روکنا ہے اشتغال
مردم کو باجتہاد واستنباط از قران پس الحمد للہ کہ ان وجوہ عشرہ سے یہ کلام
شاہصاحب اجتہاد مالک کا اور قباحت قتل جو خلیفہ اول سے سرزد
ہوا بخوبی ظاہر ہوا و ہو المطلوب ہرگاہ ان فواید پر اطلاع حاصل ہوئی پہر
کلام مولویصاحب کیطرف رجوع کرتا ہون چوتہے یہ قول مولویصاحب
و بحمد اللہ کہ ملوکان مالک وطرفداران آن بے نصیب وہالک الخ عجیب
حیرت افزا ہے کیونکہ ملوک مالک یا کہ طرفدار اوسکے تو خود خلیفہ دوم تھے
اور اونہین کو ایسا جوش وخروش تہا کہ پہلے تو اصل جنگ کرنے ہی کو روکا
تہا اور خلیفہ اول سے اسبارے مین بہت تکرار ہوئی کہ آخر خلیفہ اول نے
قسم کھایا کہ ہم ضرور لڑینگے بلکہ خلیفہ دوم کو کچھ سخت سست بہی کہا جیسا کہ
ازالۃ الخفا سے سابقاً مذکور ہوا اکثر صحابہ درین امر متوقف بودند تا آنکہ
فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب فرق نمود حضرت صدیق فرمود اجبار انت
فی الجاہلیۃ خوار فی الاسلام الخ اور بعد قتل ہوجانے مالک کے عمر نے
ابوبکر سے کہا کہ خالد کو رجم کرو کہ اسنے زنا کیا یا قتل کرو کہ اسنے مسلمان کو
قتل کیا یا معزول کرو مگر خلیفہ اول نے ہر بار اجتہاد وخطائی خالد

صـ ازالۃ

ثابت کرتے ہیں سوال خلیفہ دوم کو مردود کیا جیسا کہ کنز العمال و صواعق
محرقہ وغیرہ سے سابقاً منقول ہوا جب یون خلیفہ دوم جیوہ ہوئے تو
جناب امیر کے پاس آئے اور حضرت کو اور طلحہ و سعد بن ابی وقاص کو
لیکر خلیفہ اول پاس گئے اور ربط فداری مالک کہا کہ قصاص اپنا خالد سے
ضرور ہے اور خلیفہ اول نے وہی جواب دیا جیسا کہ مرآۃ الزمان سے
منقول ہوا تب خلیفہ دوم نے بجز صبر کچھ چارہ نہ پایا اور اس ظلم و ستم
پر خلیفہ اول کے اور اپنے مالک کے قتل ہو جانیکے رنج و غم مین منتظر
مطالبت یعنی صبر و تحمل سے بیٹھے رہے یہانتک کہ بمفاد ع صبر تلخ است
ولیکن بر شیرین دارد اونکے صبر کا اثر نمایان ہوا اور مسند خلافت پر
رونق افروز ہوتے تو اول کام جو ان سنیون کے اس امام نے کیا
یہ ہے کہ خلیفہ اول کے سیف اللہ کو معزول کیا یعنے خالد کو موقوف و
مخذول کیا اگرچہ کسی مجبوری سے یا کسی وجہ خاص سے انتقام کامل
مالک کا نہ لیا مگر موقوف ضرور کیا بلکہ مقید و محبوس کیا اور ظن غالب ہے
کہ جو اپنے قسم مین خاسب ہوے یعنے فرمایا تہا خالد سے کہ واللہ لا جینک
باحجارک اسکا علاج بکفارہ کرلیا ہو اور جتنے لوگ قوم و قبیلہ سے مالک کے
مقید تہی اون سب کو آزاد کیا اور مال اون لوگون کو واپس کیا پس اب
مولوی صاحب کو اختیار ہے کہ اس مملوک مالک اور اس طرفدار بے
نصیب و ہالک کے بارے مین جو چاہین کہین لقبیہ اصحاب کا کیا ذکر اور
خود خلیفہ اول جنہونے مالک کے دیت بیت المال سے دلوائے اس طرفدار
مین اس بے نصیب و ہالک سے مولوی صاحب مملوک مالک جو چاہین کہین

ما علینا الا البلاغ پانچوین اعتقاد خالص بحیثیت خلافت افضل الصدیقین

سنیہ نہ رکہنا مخصوص بمالک ہے نہین ہی بلکہ اکثر صحابہ بلکہ خود خلیفہ دوم کا یہی
عقیدہ ہی جیسا کہ جملہ انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ سے ظاہر ہے و قد یجیٔ فیما بعد انشٓ
چہٹے ہرگاہ بنا بر تصریح شاہ ولی اللہ و جملہ علمائے اہلسنت حقیت خلافت دائر
تہے درمیان ابوبکر و جناب امیر علیہ السلام کے پس ضرور ہی کہ جب منکر خلافت
بکری ہوا جیسا کہ اہلسنت کا دعوے ہی تو معتقد خلافت حقہ علوی ہوا ور
قتل کرایا جانا اسکی ولیل قوی ہے از ینجاست کہ جناب امیر اور سائر بنی ہاشم
پر بہی یہی حکم خلیفہ اول نافذ تہا کہ اگر حاضری دربار سے انکار کرین تو قتل
کرنا جسکے تعمیل خلیفہ دوم نے آگ لکر اُن لیجانیسے کی فرق یہی ہوا کہ جناب
امیرؑ کے کسی وجہ سے یا شاید بیعت جبری کرنیسے جان بخشی ہوئی اور مالک
سے لئے ایک دوسرا سبب یعنے خالد بن ولید کی شہوت پرستی محرک قوی
ہوئی کہ قتل و نہب و غارت سب کچہہ وقوع مین آیا۔ ساتوین اطاعت عمال
ابوبکر تقیۃً اوسوقت لازم تہے کہ خوف ضرر ہوتا اور ہرگاہ مالک حضرت عمر
اپنے مین استطاعت کامل پاتا تہا تو اوسوقت محل تقیہ نہین تہا اور بعد اسکے
کہ مکر و فریب اور غدر خالد مین گرفتار ہوگیا کما ستعلم تقیہ کب بکار آمد تہا اور
خالد خلدہ فی النار نے اونکے کسی عذر کی کب سماعت کی اور جائز ہے کہ
بیعت بکری اوسکے فہم مین عین الکفر بعد الایمان ہوا اور ایسی صورت
مین تقیہ ضروری نہین ہے بلکہ جائز ہے کہ تقیہ کرے یا راہ خدا مین
جان دے چنانچہ قصہ حضرت عمار اور پدر بزرگوار اونکے سے جو عہد رسول
مین ہوا ظاہر ہے کما فی البیضاوی والتفسیر الکبیر تحت قولہ تعالی
الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان پس اس صورت مین دونون فعل
مستحسن تہا خواہ تقیہ کرتا یا ثبات اختیار کرتا اور از آنجا کہ تقیہ آیات قرآنی اور عبارت

صفحہ ۵۲۳ تفسیر کبیر جز خامس مطبع

صحیح بخاری سے کہ قال الحسن التقیہ ماض الی یوم القیامۃ ثابت ہے
اور خود شاہ صاحب نے بھی تحفہ مین اوسکو بکمال تصریح صحیح و درست
کہا ہے تو اوسپر تعریض کرنا اپنے دین و ایمان کو برباد دینا ہے وقد یجے
فیما بعد مذلک اثبات اسکا کہ مالک نے تقیہ نہین کیا ذمہ مولوی صاحب لازم ہے
پہلے اسکو ثابت کرین تب جو چاہین کہین حالانکہ خود تاریخ طبری سے
بہ نقل شاہ صاحب گذرا کہ مالک نے اپنی قوم کو متفرق کردیا تھا اور خالد نے
بطاح مین اوسکو تہ پایا اور صدقات اوسکی قوم سے لیکر روانہ خدمت
خلیفہ کیا پس اب طاعت عمال ابوبکر و اعطاے صدقات مین کیا عذر
تقیۃً کان او حقیقۃً اور اس سے زیادہ واضح یہ ہے کہ خالد نے مالک
کی گرفتاری کے لیئے مکر و فریب بھی کیا اور بدغا و فریب اوسکو اپنے دام
مکر مین لایا یہانتک کہ ذمہ خدا و رسول و ذمہ خلیفہ و ذمہ خالد دیا کہ وہ بیچارہ
مومن سادہ دل دام مکر مین آگیا چنانچہ مرآۃ الزمان مین ہے فقال لہ خالد
یا ابن نویرہ ھلم الی الاسلام فقال مالک و تعطینی ماذا قال اعطیک
ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ و ذمۃ ابی بکر و ذمۃ خالد ان لا اجاوز علیک و
ان اقتل منک فاعطاہ مالک یدہ و خالد علی تلک العزیمۃ من ابی بکر
فی قتلہ فقال یا مالک انی قاتلک فقال لا تقتلنی فقال لا بد و امر بقتلہ
فتھیب المسلمون ذلک وقال المھاجرون اتقتل رجلا مسلما وقد اعطیتہ
ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ فقام ضرار بن الازور بھنا کر فقتلہ یعنی خالد نے
کہا اے مالک بن نویرہ اسلام قبول کر مالک نے کہا تو تو ہمکو کیا دیگا خالد نے
کہا کہ ذمہ خدا و رسول اور ذمہ ابوبکر و خالد کہ تجہپر زیادتی نہ کرینگے اور در گذر
کرینگے پس مالک نے اپنا ہاتھ خالد کو دیا اور خالد اپنے اوسی عزم پر تھا

یعنے تقیہ جاری ہے روز قیامت تک

خالد نے مالک کو ذمہ خدا و رسول و ابوبکر و خود دیکر فریب دیا اور قتل کرا دیا

ید المطاعن جلد ۲ صفحہ ۱۶۰۲

از جانب ابوبکر کہ مالک کو قتل کرین پس خالد نے مالک سے کہا اے مالک
ہم تجھکو ضرور قتل کرینگے مالک نے کہا اے خالد ہمکو قتل نہ کر پس کہا خالد
نے ضرور ہے کہ قتل کرین اور قتل کرنیکا حکم کیا تمامی مسلمانون پر یہہ امر
نہایت گران ہوا اور مہاجرین نے کہا اے خالد تو اوس شخص کو قتل کرتا ہے
جسکو خدا اور رسول کی ضمانت دیچکا ہے پس ضرار بن ازور نے بحکم خالد مالک
کو قتل کیا انتہی اور وجہ قتل وہی ہے کہ خالد اولا حکم خلافت پناہ سے مجبور
اور ثانیا خود ایسا بادہ نخوت وغرور سے مخمور اور نشہ عشق ام متمم زوجہ
مالک مین چور تہا کہ وہ کب ان امور کو لحاظ کرتا ازینجا است کہ مالک نے
جب ہر طرح دیکہا کہ خالد قتل سے اوسکے باز نہین آتا باوصفیکہ عبد اللہ
بن عمر بن الخطاب اور ع اصحاب و ابو قتادہ انصاری نے اس بارے
مین بہت کچہہ گفتگو کی اور سب مہاجرین ہمراہیان خالد برہم ہوئی مگر خالد
نے ایک کی شنوائی نہ کی تب مالک نے کہا کہ اگر کچہہ نہین مانتا تو ہمکو ابوبکر
کے پاس بہیجدے وہ جو چاہی کری مگر خالد نے ایک نمانا جیسا کہ تاریخ
ابن خلکان مین ہے وکان عبد اللہ بن عمر و ابو قتادۃ الانصاری حاضرین
فکلما خالدا فی امرہ فکرہ کلامہما فقال مالک یا خالد ابعثنا الی
ابی بکر فیکون ہو الذی یحکم فینا فقد بعث الیہ غیرنا ممن جرمہ اکبر
من جرمنا فقال خالد لا اقالنی اللہ ان اقلتک وتقدم الی ضرار
بن الازور الاسدی لیضرب عنقہ والتفت مالک الی زوجۃ
ام متمم وقال لخالد ہذہ التی قتلتنی وکانت فی غایۃ الجمال
یعنے عبد اللہ بن عمر و ابو قتادہ انصاری نے جو حاضرین لشکر سے تہے بہت
کچہہ خالد سے اس مادہ مین کہا مگر خالد نے ایک نہ سنا تب مالک نے کہا کہ

صفحہ
تشئید ا

ہمکو ابو بکر کے پاس بہیجدے وہی جو چاہی حکم کرین کہ جنکا جرم ہمسے بہی زیادہ
تہا تو نے اون لوگون کو ابو بکر کے پاس بہیجدیا ہے خالد نے کہا خدا
ہمسے درگذر نہ کرے اگر تجہسے درگذر کرین بعد اوسکے ضرار کو حکم دیا کہ
مالک کو قتل کرو تب مالک اپنی زوجہ ام متمم کی طرف متوجہ ہوا اور خالد
سے کہا کہ تو نے ہمکو فقط اسی غرض سے قتل کیا اور وہ عورت نہایت حسین
تہے انتہی پس معلوم ہوا کہ مالک نے بدرجہ مجبوری یہ بہی کہا کہ ہمکو ابو بکر
کے پاس بہیجدو مگر خالد نے یہ بہی نہ مانا کیونکر مانتا حالانکہ جانتا تہا کہ مملوک
مالک وطرفدار بے نصیب وہالک خلیفہ دوم وہان موجود ہین وہ اپنے
مالک کو کب قتل ہونے دینگے اور ہم اپنی خواہش نفسانی کیونکر پورا کرینگے
چنانچہ سابقا یہہ بہی ندکور ہوا کہ جب خالد مدینہ مین آیا تو اوسکو گمان ہوا
کہ ابو بکر بہی مثل عمر کے ناراض ہین ایک روز تنہائی مین جاکر ابو بکر سے ملاقات
کرکے راضی کیا جب وہان سے نکلا تو مسجد مین جاکر عمر سے کہا ای پسر حنتمہ اب نا او تب
عمر نے سمجہا کہ خالد نے ابو بکر کو راضی کر لیا اب معلوم نہین کہ مولوی صاحب کے نزدیک مالک نے کون دقیقہ اپنی
جان بچانیکا اوٹھا رکھا تقیہ بہی کیا قصہ بہی خلیفہ کے حضوری خدمت پر بہی راضی
ہوا ہین پور خلافت اور ابو قتادہ انصاری وکل مہاجرین بہی شفیع ہوے
اور ذمہ خدا ورسول وابو بکر کا بہی خیال دلایا مگر کچہہ مفید وسود مند نہوا اور
اون سب امرون پر ایک دلیل قوی یہہ بہی ہے کہ مالک ایسا بی قصور محض
تہا کہ خلیفہ ثانی نے باوصف واجب جاننے اطاعت ابو بکر کی اونکی مخالفت
کی اور اپنے مالک کے لیئے اوس طرفدار ہالک نے بہت سے لوگون کو
خون ناحق کے بدلہ لینے کے لیئے شفیع گردانا اور بعد تعہد خلافت مال
وسبایا سب واپس کیئے اور خالد کو معزول کیا اور یہہ امور اور کسی منکر

زکوۃ کے بارےمین منقول نہین ہین پس معلوم ہوا کہ مالک یقینی مسلم
ومومن ودیندار تھا اور قاتل اوسکا گناہکار خاطی وزناکار وواجب
القتل وقابل سنگسار تھا آٹھوین اگرچہ اسی تقریر سے بقیہ تقاریر مولوی صاحب
کا بطلان کالشمس فے اللمعان ہے مگر لکھنا کہ اوسکو لازم تھا بیعت ابوبکر
کرنا بنا بر اقتدا جناب امیرؑ پس بفرض تسلیم مولوی صاحب اسکو ثابت کرین
کہ بیعت کرنا جناب امیرؑ کا قبل از قتل مالک ہوا اور اوسکو اسکا علم بھی حاصل
ہوا تا اقتدا کرتا اور یہہ امر محال ہے کیونکہ خود ناقل ہین کہ جناب امیرؑ نے
بعد وفات جناب سیدہؑ چھ مہینہ کے بعد بیعت ابو بکر کی فثبت الجدار ثم النقش
نوین ہرگاہ امامیہ مالک کے اجتہاد کے قایل ہی نہین ہین تو اگر اجتہاد مالک
بنا بر اصول امامیہ نہ ثابت ہو تو کیا مضایقہ ہے اصول موضوعہ اہل سنت
کی مطابق تو اوسکا اجتہاد ثابت ہوا پھر اوسکا قتل کیونکر جائز ہوا دسوین
انچہ بوی رسید از خدا رسید اعادہ قول خالد بن ولید زانی پلید ہی یہہ
تو عین عقیدہ آپ لوگ کا ہے عثمان کو بھی تو یہی کہئیے گا کہ انچہ بوی رسید
از خدا رسید گیارہوین یہہ کہنا مولوی صاحب کا زیادہ برین نیست کہ
بجہت اشتباہ کافر نباشد ولیکن کمال خرافت ہے کہ اسمین اونکی اوستاد
بھی مبتلا ہوے ہین مگر فرق یہہ ہے کہ شاہجی مالک کو ایکدم کافر ومرتد حقیقی
بیان کرتے تھے جسکے بعد فرمایا سلمنا کہ مالک بن نویرہ مرتد نبود بخلاف
مولوی صاحب کہ ابتدا سے کفر وارتد حقیقی مالک سے یہہ مملوک صعلوک
انکار شدید کرتے ہین اور بجز تبدیل وتقصیر بعض حقوق کے اور کسی
امر کا اپنی مالک مالک عمر کو مرتکب نہین جانتی چنانچہ تمامی منتہی الکلام
مین ایسے امر پر زور دیا ہے پس اب یہہ کہنا مولوی صاحب کا کہ زیادہ

برین نیست کہ بہت اشتباہ کافر بنا شند کیسا ہیمو قع دیکھا ہے اس سے زیادہ
کب آپکی نزدیک تہا جواب اپنی خلیفہ دوم کے مالک کی حق مین یہہ احسان جتا رہے
ہین ابتدا سے بحث یہی ہے فہذا مما یضحک الثواکل بہر کیف یہہ اشتباہ جسکے وجہہ سے
آپ مالک پر یہہ احسان رکھتے ہین کہ اوسکو کفر سے بچاتے ہین دیکھنا چاہئے
کہ فقط مالک سے ہوا یا اور کسی کو بھی تو اوسپر بھی یہہ احسان رکھنا چاہئے
نہ یہہ کہ ایک ہی کو مورد احسان و زیر بار امتنان کرین جیسا بعد وفات
رسول مالک کو سقوط فرضیت زکوۃ کا دہوکہا ہوا تہا ویسا ہی آپکی
خلیفہ دوم کو بفور وفات سرور کائنات یہہ اشتباہ پیدا ہوا کہ حضرت نے
رحلت ہے نہین فرمائی بلکہ مثل حضرت عیسیٰ کے آسمان پر عروج کیا اور
پھر مطابق مسلک روافض قایل رجعت تھی کہ پھر رجوع فرماینگے کیونکہ
بغیر استیصال منافقین رحلت آنحضرت غیر ممکن ہے بلکہ انکو اسپر ایسا
جوش وخروش تہا کہ تلوار کہینچے بیٹھے تھے کہ اگر کوئی کہیگا کہ رسول نے
دنیا سے انتقال فرمایا تو ہم اوسکو قتل کرینگے سبحان اللہ مالک کے
انکار زکوۃ کے وجہہ تو یہہ بیان ہوتی ہے کہ اوسکو بصیرت کامل ایمان
مین حاصل نہ تہی مگر خلیفہ دوم کے حق مین کیا ارشاد ہوگا کہ باوصف
تلاوت آیہ کریمہ انک میت و انہم میتون انکار وفات رسول کیا کہ آخر اسماء
بنت عمیس کے فہمایش سے سمجھے کہ نہین فی الواقع رسول نے انتقال کیا
کما فی مدارج النبوۃ جس سے انکار قرآن بہی لازم آیا ومنکر القرآن کافر
اگر یہان بھی وہی بے بصیرتی کا عذر کرین جو دربارہ مالک پیش کرتے
ہین جیسا کہ حسب افادہ علامہ عینی وعسقلانی انکی بے بصیرتی ثابت ہے
تو ممکن ہے فحالہما واحد ومثل لمالک ہذا الصنام تدا اسیطرح ابی بن کعب و ابن

اشتباہ ہوا عمر مثل اشتباہ مالک بن نویرہ

مسعود کے اشتباہ کو دربارہ قرانیت حمد و معوذتین ناقل ہین
جسکے وجہہ سے اصل تواتر قرآن باطل ہوتا ہے اسیطرح حضرت
ابن عباس کے اشتباہ دربارہ رویت پروردگار کے ناقل ہین
وغیرہم من الاصحاب الکبار کما ہو مسطور فی دفاترہم پس بالفرض ایسے اشتباہ مین
یہہ کل حضرات مشارک مالک ہوئے پھر تخصیص مالک کے کیا وجہہ
اور اوسیکو بالخصوص مورد حدیث اصحابے قرار دینے کا کیا باعث
اسلئے کہ بفرض تسلیم اوس سے ایک احداث ہوا پس یہہ ایک فرد
ہوگئی افراد احداث و تبدیل و تغیر و تقصیر حقوق سے جیسا کہ خود
مولویصاحب نے بہی لکہا ہے کہ بعض اوسکے مالک مین پائی گے
اور بعض فردین دیگر صحابہ مین پس حال مالک و عمر بن الخطاب
وغیرہ جنسے تبدیل حقوق و تقصیر بعض حقوق ہوئے خواہ بسبب شکوک کے
یا بسبب غلبہ نفس امارہ کے مساوی ہوا پس اصل تبدیل و احداث
مین یہہ سب لوگ مساوی ہوئے پس حضرت عمر بہی مصداق حدیث
اصحابے کیون نہونگے اور اگر یہہ شبہہ ہو کہ چونکہ مالک بن نویرہ ایک
صحابی کے ہاتہہ سے قتل ہوا تو وہ یقینی مرتد ہوا بخلاف اورون کے
تو یہہ خیال محض خام ہے کیونکہ مجرد قتل کیا جانا اگرچہ بدست صحابے
ہو عقلا خواہ نقلا نہ مثبت صحت قتل ہے نہ مستلزم احداث و ارتداد
دیکہئے خود شاہصاحب تحفہ مین فرماتے ہین اسے طعن مالک مین
وور حضور جناب پیغمبر ہمین خالد بن ولید صدہا را از مسلمانان مفت
بشبہہ ارتداد کشتہ بود و انحضرت اصلا متعرض اونشدہ چنانچہ
باجماع اہل سیر و تواریخ ثابت است قصہ اش آنکہ جناب پیغمبر خالد

صفحہ ۲۵۰ منتہی الکلام

صفحہ ۵۳۴ تحفہ اثناعشریہ

خالد را بر لشکری امیر کرده فرستادند واو برقومی تاخت و انها اسلام
اورده بودند لیکن هنوز قواعد اسلام را درست نداشتند و وقتیکه مشغول
بقتل انها شدند در مقام اظهار اسلام این کلمه از زبان شان آمد که صبانا
صبانا یعنے بیدین شدیم مراد آنکه از دین قدیم خود توبه کردیم و باسلام
در آمدیم خالد بکشتن همه انها امر فرمود عبد الله بن عمر که یکے از متعینان
خالد بود یاران و رفیقان خود را تقید کرد که این مردم را اسیر دارید و نه
کشید چون بحضور جناب پیغمبر رسیدند و این ماجرا اظهار کردند جناب
پیغمبر برا شفت و بسیار افسوس کرد و گفت اللهم انی ابرء الیک مما صنع
خالد الخ حالانکہ تناقض اسکا بھی ظاہر ہے کہ شروع مین فرماتے ہین
اصلا متعرض نشده اور اخیر مین تحریر کرتے ہین کہ جناب رسول خدا
نے فرمایا اللهم انی ابرء الیک آسکو شاہ جی کوئی شے بھی نہین تصور کرتے
معذلک وہان آثار و علامات سے معلوم ہوا کہ فقط اشتباہ سے
قتل ہوا اسوجہ سے حضرت نے اوس سے قصاص نہین لیا بخلاف
قتل مالک کے کہ بالیقین خلیفہ اول کو معلوم ہوا کہ خالد نے محض براہ
بد نفسی و شہوت پرستی قتل کیا بہرکیف جب ایسے جاہلون کے ہاتھ
سے قتل ہونا مثبت ارتداد و تقصیر حقوق نہین ہوا کہ آن لوگون کو شاہ
صاحب نے یقینے مسلمان کہا اور رسول خدا نے اوس پر تاسف کیا تو
قتل مالک کے بارے مین یہ قتل کیونکر مثبت ارتداد ہوا حالانکہ خود
شاہ جی بھی قتل مالک کو از قبیل شبہہ قرار دیتے ہین پس حال ان
مقتولین کا و مقتولین عہد رسول بنا بر تقریر شاہ صاحب مساوی
ہوا پھر ایک کو مرتد کہنا اور دوسرے کو مسلم کہنا یا اون کو مورد حدیث

اصحاب کہنا نہ انکو بلا وجہ ہے پس معلوم ہوا کہ بنابر اس تقریر کے بہی نفس اشتباہ مالک دربارہ زکوۃ و اشتباہ دیگر صحابہ مثل عمرؓ وغیرہ مساوی ہوا پس ایک کو مورد حدیث قرار دینا نہ دوسرے کو یقیناً محض نا انصافی ہے ازینجا است کہ صاحب نہایہ و مجمع البحار و صاحب استیعاب نے ایسون کو بہی اوسی حکم مین داخل کیا ہے کما سیجیٔ من بعد انشاء اللہ

بارہوین بفرض تسلیم کہ مالک مرتکب کبیرہ ہوا جب کل مرتکب کبیرہ کا واجب القتل ہونا بدلیل و برہان ثابت کیجئے تب البتہ یہہ دعوی پیش کر سکتے ہین وہو غیر صحیح فالحمد للہ کہ کل تقاریر مولویصاحب دربارہ مالک و احداث و ارتداد باطل ہوے اور اجتہاد اوسکا بنا بر مسلک سنیہ باوضح برہان ثابت و قائم ہوا فالحمد للہ حمداً جزیلاً واضح رہے کہ مولویصاحب نے اس عبارت کو قبل نقل عبارت جناب سید اعلی اللہ مقامہ درج کتاب کیا تہا مگر فقیر نے بغرض مناسبت اس عبارت کو بعد ذکر فضایل و مناقب مالک خلیفہ دوم یہان درج کیا اب مولویصاحب بغرض براءت خلیفہ دوم الزام اعتراض بر خلیفہ اول سے فرماتے ہین محققین اہلسنت کثرہم اللہ فی العالمین در کتب کلامیہ اثبات نمودہ اند کہ حضرت فاروق بجہت عدم اطلاع بر تفصیل حقیقت حال چنین فرمودہ بودند بعد ازان رجوع او ہم بمرتبہ شیاع و ذیاع رسیدہ و اغماض از قصاص در آوان فرمان روائی خود نیز دلیل این مدعا است کما لا یخفے و ازینجا است کہ باقر مجلسی در عدم قصاص و ضرب حد فاروق را با صدیق شریک دانستہ چنانچہ عبارت حق الیقین در بیان وجوہ طعن برابوبکر صدیق باین مقصود ناطق است و ہی ہذہ

صفحہ ۱۰۱ منتہی الکلام

یکی انکہ خالد را بعوض مالک قصاص نکرد و دیگر انکہ حد زنا کہ خالد با زن مالک
کرد اقامت ننمود و دیگر انکہ خون سایر مقتولین را باطل کرد و قصاص
و دیت شان را نگرفت و درین کارہا عمر با او شریک است و در تضیع
قصاص مالک از خالد عمر شریک غالب است انتہی مگر ناظرین با تمکین
پر خرافت اس کلام کی ظاہر ہے کیونکہ ہرگز عمر نے اپنی رای سے رجوع
نہ کیا ہان زمانہ خلیفہ اول مین بمجبوری ساکت رہے اور بعد خلافت
اول کام یہی کیا کہ خالد کو منصب امیر الامرای سے معزول کیا اور مال
و سبایا اون مانعین زکوۃ کو واپس کر دیا جیسا کہ ملل و نحل سے سابقا
مذکور ہوا اور کیونکر رجوع کرتے خلیفہ دوم کہ خود خلیفہ اول نے بھی
اس قتل کے ناحق ہونیکا اقرار کیا جیسا کہ جملہ تاول فاخطاء سے
ظاہر ہے اور اس سے بڑھکر دلیل ساطع یہہ ہے کہ خلیفہ اول نے
بتصریح شاہصاحب مالک کے دیت بیت المال سے دلوای پس
اگر قتل مالک حق پر ہوا ہوتا تو یہہ دیت کیونکر دیجاتی باقی رہا یہہ کہ عمر
نے خالد کو قتل کیون نہ کیا پس جواب اسکا ذمہ مولوی صاحب سے
نہ ذمہ اہلحق کیونکہ اہلحق تو ہمیشہ خلیفہ ثانی کو یہی الزام دیتے رہے کہ اگر
رجوع طرف راے ابو بکر کے کیا تھا تو رد اموال و اساری و اطلاق
محبوسین کیون عمل مین لاے اور اگر اپنی رای سابق پر تھے تو باوجود
قدرت و اختیار تام اپنے عہد مین قصاص اپنے مالک کا کیون نہ لیا
اور خالد خلد فی النار کو کیون قتل نہ کیا اسکی کچھہ توجیہ مولویصاحب کو
لازم تھی اور بغیر کسی وجہ وجیہ کے فقط عذر رجوع سے خلیفہ صاحب کے
جان نہین بچتی بالجملہ بجد شیاع و ذیاع پہونچنا رجوع کا فقط مولویصاحب

کے زبان خرافت بیان سے ہے ورنہ کتب معتبرہ مثل ملل ونحل وصواعق
وغیرہ سے ردسبایا بجد ذیاع وشیاع پہونچا ہے کہ وہ دلیل عدم الرجوع
ہے اور قتل خالد کچھہ انتظام ملکی ومالی مین خلل انداز ہوگا اسلئے عمل مین
نہ آیا اور یہ بات بھی خیال مین آئی ہے کہ حضرت خلیفۂ اول کا دیت مالک
دلوانا اور تاؤل فاخطاء فرمانا یہ سب محض بخاطر خلیفہ ثانی تھا اسلئے کہ
مالک اونکی بڑے پیارے دوست تھے ورنہ مسلم مقتول بالخطاب کے
اموال کو تقسیم مسلمانان کرنا اور سبایا کو مثل سبایائی کفار کے بعلامے
وکنیزی بانٹنا کس اجتہاد اور کس شریعت مین جائز ہو سکتا ہے اوسیطرح
سے خلیفہ ثانی نے بھی اپنے عہد خلافت مین بلحاظ عدل عمر ولو تقدیرا
اُسارا اور اموال کو حد ودُستر تک سے رد کرایا مگر بخاطر خلیفہ
اوّل کہ اونہین کے عنایت سے خلافت ہاتھہ لگی تھی بمقتضائے ہل جزاء
الاحسان الاالاحسان قتل خالد سے درگذر کیا کہ جانتے تھے کہ خالد
اونکا بڑا پیارا دوست تہا اور ہو سکتا ہے کہ کہا جاوے چونکہ زور
خالد کا خلیفہ صاحب پر بچپنے سے ثابت تھا اور رعابت اوسکے اونکے
دل پر چہائے ہوئے تھے اسوجہ سے جرات اسکی نہوئی ہوگی کہ قتل
کرین کیونکہ خالد نے خلیفہ کے ایک ٹانگ سن طفولیت مین توڑدی تھی
چنانچہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون حلبی مین ہے قیل واصل العداوۃ
بین خالد وبین سید نا عمر علی ماحکاہ الشعبی انہما وہما غلامان تصارعا وکان
خالد اقوی فکسرخال ساق عمر فعولجت وجبرت ولما ولی سید نا عمر علی الخلافۃ
اول شئ بدء بہ عزل خالد لماتقدم وقال لایلی لی عملا ابدا انتہی یعنی باعث اصلی
عداوت کا درمیان خالد اور عمر کے یہ تھا کہ بنابر حکایت شعبی یہ دونون لڑکپن مین کشتی لڑے

تھی خالد عمر سے زیادہ مضبوط تھا پٹک دیا اور عمر کے ٹانگ ٹوٹ گئی مرہم
پٹی سے پیر اچھا ہوا جب خلافت ملی تو سب کاموں سے پہلے یہی کام
کیا کہ خالد کو موقوف کیا پس وہی خوف باعث ہوا ہوگا کہ جرات قتل پر
نہ کرسکے اور موئید اسکے ہی وہ روایت کہ جب حسب الحکم خلیفہ ابو عبیدہ نے
بلال کو حکم دیا کہ خالد کو عمامہ سے اوسکے سر کے باندہو تو خالد نے بلال کو
گالی دی آخر یہہ خبر بھی بارگاہ خلافت مین پہونچی تہی پس خلیفہ کو قتل
خالد کے جرات نہوئی ہوگی کما فی مرۃ الزمان اور نیز زمانہ ابوبکر مین بھی تو
بدرجہ ثالثہ یہی استدعا کے تھی کہ اگر نہ قتل کرتے ہو نہ رجم کرتے ہو تو
معزول سے کرو مگر ابوبکر نے نمانا پس وہی آخری سزا جاری کی کہ
اوسکو موقوف کیا اور عمامہ سے محبوس بھی کردیا مگر سب دور سے ہے دور
نہ روبرو حضور سے باقی رہا یہہ امر کہ یہہ معزولی کس سبب سے تھی آیا اسبوجہ
سے کہ خالد جناب خلافت مآب کو ہمیشہ بنظر حقارت دیکھتے تھے اور بنام
مادر گرامی نجیبۃ الطرفین خلیفہ کو یاد کرتے تھے جیسا کہ مرۃ الزمان مین ہے
کہ خالد عمر کو اعیسر ابن حنتمہ کہتے تھے یا بوجہ عداوت قدیمہ جیسا کہ کتاب
مذکور مین ہے کہ جب عمر نے مال خالد کو تقسیم کرالیا حتی النعل تو لوگون
نے کہا ھذہ واللہ عداوۃ پس مورخین کے نزدیک قول راجح وارجح
یہی ہے کہ بوجہ قتل مالک بن نویرہ خلیفہ دوم نے خالد کو معزول
کیا چنانچہ مرۃ الزمان مین ہے وکان اکبر ذنوب خالد عندہ قتل مالک
وکان یحث ابابکر علی عزلہ ویحرص علی قتلہ بسبب قتلہ لمالک وکان ابوبکر
یتوقف فلما مات ابوبکر وولی عمر قال واللہ لا یلی لی خالد ابدا
انتہی ملخصا یعنے سب سے بڑا گناہ خالد کا عمر کے نزدیک قتل مالک تھا

اصل سبب معزولی

اختلاف در معزولی خالد از خلیفہ دوم

کہ ابو بکر کو بھی عزل خالد پر امادہ کرتے تھے مگر وہ متوقف رہے بعد وفات ابو بکر جب خود عمر خلیفہ ہوئے تو کہا واللہ کبھی خالد ہمارے کسی کام کا متولے نہین ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ خلیفہ ثانی جیسا شروع مین اس قتل کو ناحق جانتے تھے ویسا ہی بعد حصول خلافت بھی بلکہ تادم مرگ تمنا کرتے تھے کاش رسول سے پوچھے ہوتے اور مال کا واپس کرنا قیدیون کا آزاد کرنا خالد کا معزول کرنا یہہ سب براہان ساطع و دلیل قاطع ہے اس امر پر کہ وہ اپنی راے پر باقی تھے اور بحمداللہ یہہ دعویٰ خود مولویصاحب کے بیان سے بھی باطل ہے کیونکہ مولویصاحب سابقاً صحیح بخاری سے ناقل ہین کہ جب ابو بکر نے چاہا مالغین زکوۃ سے جنگ کرنے کو تو اوسیوقت عمر نے مناظرہ کیا اور آخر مین عمر نے بھی قول ابوبکر کے متابعت کے پس ہرگاہ پہلی ہے مناظرہ ہوچکا تہا اور بحث طے ہو گئی تھی تو پہر مخالفت کیسی کہ بعد قتل اپنے مالک کے یہہ شور وشغب مچایا اور ہمیشہ خلیفہ سے اصرار کرتے رہے کہ خالد کو قتل کردیا رجم کردیا عزل کرو اور بعد خلافت وہی کیا تو اب بخوبی معلوم ہوا کہ پہلا مناظرہ دربارہ عموم مالغین زکوۃ تھا کہ راے ابو بکر کے موافق ہوگئے یہہ دوسرے مخالفت ہی بعد قتل اپنے مالک کے جو مدۃ العمر بنے رہے باوصف سزاے خالد چونکہ سزاے کافی اور قصاص شافی نہین لیا دل مین خلش رہا کرتے تھے باقی طعن جناب علامہ مجلسی وہ اپنے حال پر ہے اوسکا دفعیہ بلاشبہ نہین ہوا اور نہ قبول اون مطاعن سے رجوع خلیفہ دوم کا ثابت ہوسکتا ہے جو اسس افتخار سے مولویصاحب اوسکو نقل کرتے ہین کیونکہ یہہ قول خلیفہ دوم کہ خالد کو معزول و محبوس کیا

اگرچہ مفید ثبات راے خلیفہ دوم ہے دربارہ جرم خالد القتیل مالک مگر مفید نگو ہے خلاصی خلیفہ دوم نہین ہے کہ اونھون نے حد خدا کو معطل کیا اور خالد کو قتل در رجم نہ کیا خواہ بوجہ خوف از خالد ہو یا بغرض رعایت حقوق خلیفہ اوّل کہ خالد اونکے بڑے چہیتے اور پیارے تھے چنانچہ ایسی ہی رعایت خلیفہ سوم نے دربارہ عبد اللہ بن عمر قاتل ہرمز کے جو بتصریح شاہ ولے اللہ اول وہن و علامت ضعف خلافت خلیفہ سوم تھا کمافی ازالۃ الخفا فلیس ہذا اول قارورۃ کسرت فی الاسلام بعد ازین چونکہ صاحب وجیزہ نے مقدمہ تحفۃ النواد رملا حسین کاشفے سے یہہ عبارت نقل کی ہے و راے عمر بن الخطاب بران قرار گرفت کہ اسارا و اموال ان طایفہ را کہ زکوۃ نمیدادند باز دہد و گروہی کہ اوقات خلافت صدیق محبوس بودند رہا فرماید جس سے بقا خلیفہ دوم کا اپنے مخالفت سابقہ پھر ظاہر ہوتا ہے اور بطلان قول مولویصاحب لازم آتا ہے کہ قائل برجوع خلیفہ ہین لہذا اس عبارت تحفۃ النوادر پر بھی مولویصاحب معترض ہین چنانچہ فرماتے ہین حاجتی بذکر روایت ملا حسین کہ حالش منکشف می شود باقی نماندہ بروایت معتبرہ اہلسنت ثابت فرمایند کہ فاروق اعظم بر نکیر خود اصرار داشتہ پس چرا اینہمہ کلفت بجمع امثال این روایات می بلد کشید مگر در ذہن حضرت تسنن ملا حسین راسخ و ثابت گشتہ کہ بر دامنش دست انداختہ بالزام سنیان پرداختہ الخ مگر الحمد للہ کہ فقیر نے پہلے ہی مطابق دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ کتاب ملل و نحل علامہ شہرستانی سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ خلیفہ دوم اپنی اوسی

ازالۃ الخفا صفحہ

منتہی الکلام صفحہ ۱۰۱

ملل و نحل صہ مطبوعہ

رائے پر بعد حصول خلافت بھی باقی رہے وھذہ عبارتہ الخلاف
السابع فی قتل مانعی الزکوۃ فقال قوم لا تقاتلھم قتل الکفرۃ و
قال قوم بل نقاتلھم حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا
رسول اللہ م لقاتلتھم علیہ ومضی بنفسہ الی قتالھم وافقہ الصحابۃ
باسرھم وقد ادی اجتھاد عمر فی ایام خلافتہ الی رد السبایا والاموال
الیھم واطلاق المحبوسین منھم وقریب منہ ما فی الصواعق
اور درمنثور سیوطی سے بھی تادم مرگ اس عزم پر باقی رہنا ظاہر ہوا
اور یہہ کتابین ایسی نہین ہین کہ محتاج ذکر توصیف و تعریف ہون ہان
اگر امثال شہرستانی وغیرہ کو بھی مولویصاحب رافضی قرار دین تو یہہ
امر دیگر ہے حالانکہ ملا حسین کاشفی بھی ایسے نہین ہین کہ مولویصاحب
اونکو رافضی یا شیعہ کہین کیونکہ صاحب صواعق محرقہ ابن حجر مکی
جنکی محدثیت اور تعصب مشہور ہے اور شاہ عبد الحق اونکو افضل

صہ ۶۳

علمائے مکہ ور زمان خود بیان کرتے ہین صواعق محرقہ مین اونکے
کلام سے استدلال کرتے ہین بلکہ ان الفاظ کے ساتھہ یاد کرتے ہین
و موید انقول است آنچہ افضل المتاخرین مولانا حسین کاشفی در تفسیر
خود در این آیہ نقل کردہ اند الخ پس جسکو ابن حجر کے افضل المتاخرین
کہین اوسکے بارہ مین قدح کرنا بجز مولویصاحب کس سے ممکن ہے
بعد اوسکے مولویصاحب رفع خلجان عوام کے لئے جو حرکات شنیعہ
خالد بن ولید سے پیدا ہوتے ہین فرماتے ہین عوام را خلجان می شود
خالد بن ولید ہم از زمرہ طیبہ اصحاب کرام است و ورا باین لفظ شنیع
و کلام فظیع یاد کردن چہ معنے داشتہ باشد. وازالہ این

وہم برین نہج است کہ صحابہ کبار را اگرچہ خلفائے راشدین باشند
از حقیقت بشری منزہ نباید فہمید الخ پس بیشک یہہ جملہ نہایت صحیح ہے
ہم لوگ بھی ایسا ہی کہتے ہین کہ ایسا ہی سمجھنا چاہئے نہ یہہ کہ سبکو عادل
وقطعی المغفرہ یقینی جنتی پس ہرگاہ بنابر تقریر آپکے وہ لوگ حقیقت
بشری سے منزہ نہین ہین تو پھر آپکو کیا عذر ہے جو آپ اونکی غلبہ ہوا
وحرص وبغض وعناد کو نہین قبول کرتے جو حقیقت بشری مین داخل
ہے حالانکہ رسول مقبول نے بنص صریح فرمایا کہ تملوگ تحاسد وتباغض
کروگے چنانچہ ویسا ہی انھون نے کیا کہ حقوق اہلبیت طاہرین ع کو
بجبر وقہر وغضب وعدوان غصب کیا اور اونکو محروم کرکے
خود خلیفہ بن بیٹھے جسپر سیکڑون نصوص صریحہ موجود ہین سبحان اللہ
خالد بن ولید کے اصلاح کے لئے حقیقت بشری کا پردہ ڈالا
جاتا ہے اور جب خلفا کے بارہ مین وہی حقیقت بشری دکھائے
جاتے ہے تو محالات واستبعادات پیش کئے جاتے ہین یہہ کونسا
انصاف ہے اگر اونکے بارہ مین بھی حقیقت بشری قبول کیجائے
کہ بسبب حقیقت بشری وغلبہ حرص وہوا کے اونسے یہہ سب امور
سرزد ہوے اور حقداروں کی حق تلفی کی گئی تو سارا قصہ نزاع
شیعہ وسنی کا فیصلہ ہوجاتا ہے باقی رہا یہہ جملہ مولوی صاحب کا کہ
خالد بن ولید از زمرۂ طیبہ اصحاب کرام ست او را باین لفظ شنیع
وکلام فظیع یاد کردن چہ معنی داشتہ باشد پس دلیل کمال خرافت
ہے کیونکہ جو عبارت صاحب وجیزہ نے صاحب مقصد اقصے سے
نقل کیا اوسمین نہ کوئی لفظ فظیع ہے نہ کوئی کلام شنیع چنانچہ

صـ۶۶

وہ عبارت بنقل خود مولویصاحب یہہ ہے وصاحب مقصد روایت کردہ چون تفاصیل این قصہ بمدینہ رسید عمر گفت ظلم کرد دشمن خدا کہ مردے را از مسلمانان بکشت وزن او را گرفت اسمین توکوی ایسا جملہ نہین ہے جو کلام شنیع ہو اگر دشمن خدا کیطرف اشارہ ہے پس یہہ تو سخن نکتہ خلیفہ صاحب تھا سیکڑون صحابہ کو بلفظ عدو اللہ یاد کرتے تھے بلکہ خود انہین خالد کے بارہ مین شاہصاحب ناقل ہین کہ جناب رسالت مآب جب انکے کشت وخون مسلمانان پر واقف ہوئے تو حضرت نے فرمایا اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد یعنے حضرت نے خالد سے تبرا فرمایا اور اس تبرا کو شاہصاحب نے ایسا سہل سمجھا کہ فرمایا وآنحضرت اصلا متعرض او نشد پس ہرگاہ رسول کے تبرا کرنیسے عوام کو دربارہ صحابہ کچھہ خلجان نہین ہوتا تو خلیفہ دوم کے یا عدو اللہ کہنے سے کیونکر خلجان پیدا ہوگا طرہ اسپر تو یہہ ہے کہ خلیفہ دوم نے خالد کو زانی بھی فرمایا ہے عدو اللہ بھی کہا جیسا کہ سابقا مذکور ہوا بعد اسکے جو مولویصاحب بحوالہ اپنے رشید المتکلمین کے چند واقعہ دربارہ مناظرہ ومنازعہ خلفا وصحابہ تحریر کرتے ہین پس اگرچہ وہ واقعات از قبیل سہرو مبتان یاد دہانیدن ہے کہ مضرت اوسکے مولویصاحب کے لئے زیادہ ہے بہ نسبت نفع کے اور بہت سے امور اوسمین خلاف واقع درج ہین کیونکہ انکے خیانت نقل مین کچھہ شیطان سے بھی زیادہ مشہور ومعروف ہے معذلک وہ خارج از مبحث ہین تحقیق مسایل مین بفرض تسلیم مناظرہ کرنا او رامر ہے

اور قذف کرنا یعنی تہمت لگانا کسی کو کہ اسنے زنا کیا اسکو رجم کروا سنے مسلمان
کا خون کیا اسکو قتل کرو یہ امر دیگر ہے مناظرہ سے اسکو کوئی واسطہ نہین ہے
فان بینھما بون المغارب والمشارق وقیاس احدھما علی الاخر قیاس
مع الفارق قال المجیب اگر کوئی کہے کہ لفظ اصحابی کا فرمایا اقول اولاً
اگرچہ بیان سابق سے بطلان اس تقریر کا ظاہر ہوا مگر اجمالاً یہ کہنا ضرور ہے کہ
کل کلام رسول علی المعنی اللغوی محمول ہوتے ہین یا محمول علی المعنی الاصطلاحی
اگر محمول علی اللغوی ہے تو مورد مدح وذم دونون مین معنی لغوی مراد لینا چاہیے
اور اگر معنی اصطلاحی ہے تو ہر مقام مین وہی معنی مراد لینا چاہیے نہ یہ کہ تفریق
کرنا کہین معنی اصطلاحی اور کہین معنی لغوی مراد لینا سبحان اللہ یہ جملہ مشہور ہے
کہ ایلچی را چہ زوال خدمت رسول مین ایلچی گری کا کیا یہی نتیجہ ہے کہ وہ بیچارے
جہنمی قرار دیے جائین اور ساتھی حضرت کے جو سیکڑون ظلم ہزارون بدعتین
قائم کرین وہ مورد تحسین وآفرین ہون اور اونکا سارا مواخذہ ایلچیون کی
گردنون پر ڈالا جاے یہ کون سا انصاف ہے اور کونسے حق شناسی ثانیاً
لفظ اصحاب بالاتفاق منقول شرعی ہے اور منقول شرعی کو مولوی حیدر علی
کہتے ہین وچون منقول شرعی نہ الست کہ جماعت معنی مناسب لغوی قرار
دہند بلکہ البتہ ماخذش از کتاب وسنت واجب است الخ پس اب مالک
وغیرہ کے اصحاب ہونے یا نہونے کو کسی معنی سے ہو کتاب وسنت سے
ثابت کرنا چاہیے ودونہ خرط القتاد ثالثاً علامہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ
مین کہتے ہین ان الصحبۃ اسم جنس لیس لھا حد فی الشرع ولا فی
اللغۃ والعرف فیھا مختلف والنبی لم یقید الصحبۃ بقید ولا قدرھا
بقدر بل علق الحکم بمطلقھا ولا مطلق لھا الا الرویۃ الخ یعنی

صحبت اسم جنس ہے کہ اوسکی کوئی حد شرع یا لغۃ مین مقرر نہین ہے اور عرف اسبارے مین مختلف ہے اور رسول نے صحبت کی کوئی حد یا مقدار نہین مقرر فرمایا بلکہ اوسکو مطلق چھوڑا ہے کہ وہ فقط دیکہنا ہے بنی کا الخ پس اس سے بہی معلوم ہوا کہ نفس صحابیت مین خلفا و دیگر منافقین و مومنین مساوی ہین پس اس تقریر کا کوئی نتیجہ نہوا خواہ بذریعہ ایلچی گری مشاہدہ جمال باکمال سے مشرف ہو یا ہمہ وقت کی صحبت رہی سب اصحاب علی الاطلاق ہین بلا فرق لغویت و اصطلاحیت رابعاً لفظ ساتھی بہی مبہم ہے ساتھی دینی یا دنیوی اگر ساتھی دینی مراد ہے تو کل مسلمان صحابی ہین اور اگر ساتھی دنیوی مراد ہے تو کل کفار و مشرکین جو اوس زمانہ مین تھے صحابی ہوتے ہین بالجملہ حال حضرات اہلسنت اس بارے مین بہی کچھہ ایسا بوقلمون ہے کہ بجز حیرت کوئی فائدہ نہین ملتا کبہی تو دائرہ صحابیت کو ایسا تنگ کرتے ہین کہ سواے قدما رصحابہ مہاجرین اولین و خلفاے ثلثہ کوئی اوس دائرہ مین قدم نہین رکھہ سکتا حتی کہ جناب امیر علیہ السلام بہی اطلاق لفظ اصحاب سے خارج ہوتے ہین جیسا کہ کلام صاحب رجوم الشیاطین سے ظاہر ہوتا ہے اور کبہی اس حلقہ کو ایسا وسیع و فراخ کرتے ہین کہ ثلثہ سے متجاوز ہوکر کل منافقین و مرتدین و کافرین کو اوس عہد کرامت مہد کے جنہونے شاید پوری طور سے جمال مبارک کو بہی نہ دیکہا ہو سمیٹ لیتے ہین جیسا کہ ابہی کلام مجیب اور ابن تیمیہ وغیرہ سے ظاہر ہوا اور کبہی اس سلسلہ صحابیت کو ایسا پہیلاتے ہین کہ بالخصوص کل فاسق و فاجر ضال و مضل اصحاب ہوا و بدعت و کبائر الی یوم القیمہ جنہونے خواب مین بہی صورت مبارک نبوی کبہی نہ دیکہی ہو نہ کسی صحابی و تابعی سے مشرف

ہوا ہو فقط اسی فسق و فجور ظلم و بدعت کی بدولت زمرۂ طیبۂ صحابہ مین داخل ہوتے ہین چنانچہ صاحب فتح الباری جنکا کلام منتہی الکلام صفحہ ۵۳ مین مذکور ہے فرماتے ہین قال ابن التین یحتمل ان یکونوا منافقین او مرتکبین الکبائر قال الداودی لا یمتنع دخول اصحاب الکبایر والبدع فی ذلک الی ان قال واما دخول اصحاب البدع فی ذلک فاستبعد تعبیرہ فی الخبر بقولہ اصحابی واصحاب البدع انما حدثوا بعدہ واجیب بحمل الصحبۃ علی المعنی الاعم الخ یعنی کہا ابن تین نے کہ ممکن ہے کہ مراد اصحابی سے منافقین اور مرتکبین کبایر ہون اور کہا داودی نے ممکن ہے دخول اصحاب کبایر و بدعت کا افراد صحابی مین لیکن داخل ہونا اصحاب بدعت کا اسمین پس خلاف تعبیر یہ لفظ اصحابی ہے کیونکہ حضرت نے اون لوگون کو اصحابی فرمایا حالانکہ اصحاب بدعت بعد آنحضرت پیدا ہوئے مگر جواب یہ دیا گیا ہے کہ صحبت معنی عام پر محمول ہوگا الخ اور خود مولوی حیدر علی بھی یہ معنی بیان کرتے ہین صفحہ ۶۳ اما حمل حدیث بر فساق کفار جمیعا پس اگرچہ از اشکال رہائی و نجات میشود ولیکن بعضی از الفاظ مساعدت نمیکند الخ بالجملہ بنا بر قاعدہ الجنس یمیل الی الجنس یا الکفر ملۃ واحدۃ یہ نوازش و مہربانی حضرات اہلسنت قابل غور ہے کہ اصحاب اہوا و بدعت و فسق و ضلالت کی محبت و طرفداری نے انکو ایسا آمادہ کیا کہ معنی صحابیت کو عام کرکے اون لوگون کو خلعت فاخرہ صحابیت مشرف کیا اور مومنین کاملین کو جو شب و روز صحبت نبوی مین حاضر رہتے تھے اونکو بھی دربار صحابیت سے خارج کروا دیا اس تحقیق کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مولوی صاحب صفحہ ۹۴ فرماتے ہین

ولہذا مذہب منصور ہمین ست کہ غیر از صحابہ ہرچند مطیع ومتقی باشد بدرجہ ایشان نمی رسد این نکتہ را بالمیت آن در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس است انتہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اصحاب اہوا وبدعت کے مقابلہ مین کوئی نہین ہونچ سکتا اگرچہ کیسا ہی مطیع ومتقی ہو **قال** اور چند اشخاص منافقین الخ اقول صحت مین اس جملہ کے کوئی کلام نہین ہے مگر مجیب کے لیے اسکی مضرت عام معلوم ہر خاص وعام ہے کیونکہ ثلثہ بہی تو انہین منافقین کے فرد کامل ہین کہ خود خلیفہ دوم نے بحلف شرعی روبرو حضرت حذیفہ عالم اسمار منافقین کے اقرار کیا باللہ انا من المنافقین یعنی قسم بخدا مین منافقون سے ہون اور حضرت حذیفہ ساکت رہے والسکوت کالاقرار جیساکہ مابعد یا وضح عنوان مذکور ہوگا انشاء باقی رہا شیخین کا اسلام لانا بطمع دنیا وحصول خلافت اور خبر دینا کاہنونکا پس خود ازالۃ الخفا وغیرہ سے ظاہر ہے چنانچہ عنقریب توضیح وتصریح اسکی وجوہ تطبیق حدیث اصحابی مین بر خلفاے ثلثہ مع نفاق واحداث ان لوگون کی مذکور ہونگی فانتظرہ وانا معکم من المنتظرین اور ہرگاہ اس تحریر سے جفاۃ اعراب واصحاب اہوا وبدعت وغیرہ کا مورد حدیث اصحابی ہونا باطل ہوا اور برارت مالک عمر کی ارتداد سے اور مصداق حدیث حوض ہونیسے اور اسلام واجتہاد وسکا بنا بر اصول موضوعہ سنیہ بخوبی ظاہر ہوا تو خلفاے ثلثہ ودیگر کبار صحابہ مقبولین سنیہ کا مورد حدیث اصحابی ہونا بہی ظاہر ہوا لانحصار الامر بین ہذین الفریقین معذلک اب اور علما کے نصوص صریحہ مع تردید احتمالات قبیحہ یہان مذکور

صفحہ ۵۵ جابجا رابع مین ... ذوالفقار حیدر ... بیکرو بیمر حجو نعمۃ ... سیر بصیرت ... ہوگی۔

ہوتے ہین تاکہ معلوم ہوجاوے وہی لوگ مصداق اس حدیث کو ہین لا غیر و قد یجئ مزید التحقیق فیما بعد ذلک انشاء اللہ ابن اثیر صاحب نہایہ اور محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار کہتے ہین جیسا کہ منتہی الکلام مین مذکور ہی وفی حدیث الحوض فقال انھم لن یزالوا مرتدین علی اعقابھم اے متخلفین عن بعض الواجبات ولم یرد ردة الکفر لھذا قیدہ باعقابھم ولانہ لم یرتد احد من اصحابہ بعدہ وانما ارتد قوم من جفاة الاعراب یعنی حدیث حوض مین فرمایا آنحضرت نے کہ ہمیشہ رہے وہ لوگ پہرنیوالے اپنی پاشنہ پا کیطرف یعنے تخلف کرنیوالے بعض واجبات سے اور نہین مراد ہے ردة سے ردہ کفر چنانچہ اسیوجہ سے باعقابہم کی قید لگایا کیونکہ کوئی شخص حضرت کے اصحاب سے مرتد ہنوا جز این نیست کہ بعض قوم جفاة اعراب کے مرتد ہوے پس اس سے صاف ظاہر ہوا کہ صاحب نہایہ و مجمع نے یہان دو دعوے کئے ہین اور دو دلیل ذکر کیا پہلا دعوے یہ ہے کہ مرتدین علی اعقابہم سے متخلفین عن بعض الواجبات مراد ہین نہ مرتدین حقیقی وغیرہ اور دلیل اوسکی علی اعقابہم کی قید لگانا ہی کیونکہ اگر مطلق مرتدین مقصود ہوتے تو قید علی اعقابہم لغو و زاید ہوتے پس اس دعوے و دلیل سے جملہ مرتدین دکافرین خارج ہوے اور متخلفین عن بعض الواجبات داخل رہے دوسرا دعوی یہ ہے کہ ردہ سے مراد ردہ کفر نہین ہے دلیل یہ ہی کہ بمعنی کفر کوئی صحابی مرتد ہنوا اور اگر اس معنی سے مرتد ہوے تو بعض جفاہ اعراب نہ اصحاب پس ان دونون دعوے اور دلیل سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ مورد اس حدیث کے بعض اصحاب خاص ہین جو متخلف عن بعض الواجبات ہوے کیونکہ اگر مرتدین

ص ۲۶۹

بحث در کلام نہایہ دیگر ان

مراد ہون تو لفظ علی اعقابہم لغو ہوتا ہے وہو محال فی کلام الحکیم اور ردہ سے
اگر ردہ کفر مراد لین تو اس صورت مین کوئی مصداق اسکا نہین ٹھہرتا اسلیے
کہ اصحاب سے کوئی مرتد نہوا اگر مرتد ہوئے تو وہ جفاۃ اعراب تھے نہ اصحاب پس
معلوم ہوا کہ صاحب نہایہ و مجمع البحار نے بعض اصحاب خاص کو جنسے تخلف عن
بعض الواجبات ہوا مورد اس حدیث کا قرار دیا ہے نہ جفاۃ اعراب کو جو مرتد
ہوے جیسا کہ مولوی حیدر علی کا اور کرمانی کا مدعا ہے مگر افسوس یہ ہے
کہ مولوی صاحب نے اس عبارت کے معنی بھی بدلے ہین اور نئی طرح کی
تاویل کی ہے جسکے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی از قبیل المعنی فی
بطن الشاعر و تاویل القول بالا یرضی بہ قائلہ ہے اگرچہ قبل اسکے ایک مقام پر
اسی مضمون کو بیان فرما چکے ہین مگر با وصف تطویل لاطایل وہ تحریر مولوی صاحب
کے نزدیک مجمل تھے لہذا اوس سے تعرض نہ کیا اور جسکو مفصل قرار دیتے ہین
اوسپر نظر ڈالی جاتی ہے جیسا کہ فرماتے ہین در اجزاے سابق جواب این
ادعا گذشتہ کہ ہرگز عبارت صاحب نہایہ نص دریناب نیست لیکن چون
مولف باز دعوی نص نمود و تفصیل براے عام مفید تر است از تکرار و طول
کلام ہرگز نہ اندیشیدہ اول بذکر عبارت می پردازم بعد ازان ادعاے نص
مزعومی را باطل میسازم اور بعد نقل عبارت نہایہ مذکورہ فرماتے ہین حالیا
باید دانست کہ درین عبارت چند احتمال است نخستین آنکہ لام اول متعلق
بقریب یعنی صیغہ مضارع مصدر بلم باشد و لام ثانی بتفسیر نکتہ متضمن برین
دعولیست کہ متخلفین و مقصرین از بعض واجبات شرعی مراد اند و ارتداد
در مقام سلب آن از اصحاب ایجاب آن براے اعراب بر بیان تخلف
و تقصیر کہ موضوع این کلام و حدیث است محمول و مراد از صحابہ بدلیل

صفحہ ۱۴۳ منتہی الکلام

صفحہ ۱۶۹ منتہی الکلام

صفحہ ۲۷۰

تقابل جفاۃ اعراب وخواص ملازمین جناب سید النبیین پس تالش بعبارت
فارسی بدان میکشد کہ مقصود انہ ارتداد وکفر نیست والا قید علی اعقابہم لغو خواہد
شد وتخلفین ومقصرین از انجہت مراد اند کہ در ملازمین وخواص اصحاب کسے
تخلف وتقصیر از واجبات بعد سرور کائنات نکردہ وایمعنی در قومی از جفاۃ
اعراب کہ بصیرتے نداشتند واز زمرہ مولفۃ القلوب بودند محصور گشتہ پس
ثابت شد کہ مورد حدیث جفاۃ اعراب اند نہ اصحاب ملازمین جناب رسالتمآبؐ
انتہی اقول ولا یخفی خرافتہ کیونکہ اسمین کوئی شبہہ نہین ہے کہ دونون
لام لم یرد ردۃ الکفر سے متعلق ہے اول اصل صیغہ فعل مضارع سے اور
دوسرا لتفسیر سے جو متضمن دعوے ارادہ متخلفین ومقصرین عن بعض
الواجبات ہے لیکن فرق اگر ہے تو لفظ ارتداد مین ہے کہ جس امر کا صاحب
مجمع اثبات چاہتے ہین مولوصاحب اوسکی نفی کرتے ہین وکذلک بالعکس
کیونکہ صاحب نہایہ ردہ کفری کے نفی کرتے ہین اصحاب سے اور اثبات
کرتے ہین جفاۃ اعراب کے لیئے اور ردہ بمعنی تخلف عن الواجبات کو ثابت
کرتے ہین اصحاب کے لئے نہ جفاۃ اعراب کے لئے چنانچہ صاف مطلب یہی ہے کہ
ردہ سے ردہ کفری نہین مراد ہے کیونکہ اس معنی سے کوئی صحابی مرتد
نہوا اور اگر مرتد ہوے اس معنے سے تو جفاۃ اعراب جنکو کوئی اصحاب نہین
کہتا پس ضرور ہوا کہ ردہ سے تخلف عن بعض الواجبات مراد ہو جسمین بعض
صحابہ مبتلا ہوے اور مولوصاحب یہ بیان کرتے ہین کہ مرتدین سے
متخلفین ومقصرین اسوجہ سے مراد ہین کہ صحابی سے تخلف عن الواجبات
نہین ہوا بلکہ اوسمین جفاۃ اعراب مبتلا ہوے وبینہما بون بعید سوال
از آسمان جواب از ریسمان اسیکا نام ہے صاحب مجمع کو تاویل کی وجہ تو یہی ہے

کہ حضرت اپنے صحابہ کے بعض افراد کو مرتد فرماتے ہین حالانکہ اصحاب سے کوئی مرتد نہین معلوم ہوتا اسوجہ سے ضرور ہوا کہ ارتداد کے معنی بدلین اور تخلف عن الواجبات مراد لین کہ یہ البتہ صحابہ سے سرزد ہوا چنانچہ خود مولوی صاحب نے بھی اسکا اقرار کیا ہے کہ بعض صحابہ مصدر احداث ہوئے اور مبتلائے تنافس ہوئے بخلاف تاویل علیل مولوی صاحب کہ اس صورت مین مرتدین کے معنے بدلنے کے کوئی ضرورت نہین ہوتے اور کوئی حاجت تخلف عن الواجبات مراد لینے کی نہین ہوتی کیونکہ جفاۃ اعراب سے دونون قسم کی ارتداد سرزد ہوئی یعنی ارتداد کفری اور ارتداد خلقی پس اگر مقصود صاحب نہایہ بھی جفاۃ اعراب ہوتے تو اس تاویل کی کوئی حاجت ہی نہ تھی اور یہ امر خود ایسا ظاہر ہے کہ ہر شخص ادنی تامل سے سمجھہ سکتا ہے بلکہ ذرہ عربیت بھی اگر ہو تو اس مطلب کے سوا دوسرا امر ذہن مین آہی نہین سکتا مگر تعصب و جاہلیت وہ بدبلا ہے کہ آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے چنانچہ دیکھیے کہ خود مولوی صاحب بھی اس مطلب کو سمجھے ہین اور براہ تعصب و عصبیت بغرض اظہار مرجوحیت و مفضولیت اوسکو احتمال دوم فرماتے ہین وہذہ عبارتہ احتمال دوم آنکہ ردت در ہر دو جا بمعنی کفر محمول یعنی بر متخلفین از آنحضرت حمل کردیم کہ ارتداد بقید اعقاب مقید است ردہ کفری از ان مراد نشواند بود کہ کسی از اصحاب کافر نشدہ جز انیست کہ قومی از جفاۃ اعراب کافر گشتند واول دلیل بر معنی آنکہ صاحب نہایہ لفظ علی الاعقاب را بعد لفظ ارتداد قرینہ معنی ردہ خفی قرار دادہ بود در ہر دو جا باستعمال لفظ مذکور اطلاق اختیار ساختہ وتقیید را

از نظر انداختہ پس بیقین دانستم کہ معنی کفر ارادہ میکند و تخلف را ابراے کبار
اصحاب ثابت مینمایند وہو المقصود انتہی اور رجحان بلکہ تعین اس معنی
کا از قبیل بدیہیات کہ محتاج تنبیہ نہیں ہے بخلاف احتمال اول کی جو مولوی صاحب
نے اختراع کیا کہ کوئی ذہن سلیم اوسکو کبھی قبول نہ کریگا اسیوجہ سے
مولویصاحب خود متنبہ ہوکر درپے ترویج متاع کاسد وتائید مطلب فاسد
ہوتے اول کے رجحان وثانی کے بطلان کی فکر مین پڑے - واین محال
است وخیال ست وجنون - اگرچہ دو احتمال مولویصاحب نے اور بیان
کئے ہین جسکو خود باطل بہی کہا ہے لہذا اب اون اولہ کو دیکھنا چاہیے اور
اوسکی خرافت پر غور کرنا چاہیے مولویصاحب لکھتے ہین بدانکہ وجہ اول
بچند وجہ راجح بلکہ منصوص واحتمال ثانی کہ مولف آنرا مطمح نظر ساختہ و
نص قطعی پنداشتہ مرجوح بلکہ مخدوش است اما اولاً پس ازانکہ ہرگاہ
تخلف را از صحابہ کبار سلب کرد وبراے جفاۃ اعراب ثابت نمود مورد
حدیث متعین شد چنانکہ دانستی وبطریق اولی معلوم گردید کہ احدی از
صحابہ کبار براہ کفر نرفتہ کما ہو مفاد تقریرہ علاوہ برین تقریر عبارات علما
کہ مشاکل یکدگر افتادہ نیز بر ہمہ گر انطباق می یابد والحمل علی الاتفاق
اولی من الحمل علی الشقاق واگر در ہر دو مقام ارتداد را بر کفر حمل کنیم
وجفاۃ اعراب را از مصداق حدیث الحوض خارج نمائیم چنانکہ مولف
کردہ نتیجہ بر نمی آید وثمرہ بران مترتب نمی شود چہ تقدیر انیست کہ احدی
از صحابہ کفر را اختیار نساختہ بلکہ کفر بعد الاسلام منحصر در جفاۃ اعراب است
واینقدر کہ شنیدی مثبت مدعاے مخاطب کہ تخلف صحابہ مشہورین
است نخواہد بود مگر نمی بینی کہ نفی کفر مستلزم تخلف نیست لوجود الواسطہ

وھی کمال الایمان والاخلاص لاھل الاختصاص کما لایخفی علی
العوام والخواص باقیماند آنکہ چون پیغمبر آنہارا باصحابی تعبیر فرمودہ میباید
کہ اخص خواص متخلف باشد فمع قطع النظر عن کونہ مجرد ادعاء صدر عن
المخالفین خلافاً لما روی فی اخبارنا قاطع لاصولھم وقاطع فروعھم
بالقطع والیقین لا بالظن والتخمین کما ستعرفہ انشاء اللہ انتھی اقول
ناظرین بانصاف اس کلام کو دیکھکر بخوبی کہینگے کہ یہ تقریر سراجدلی و اعتساف
و خون ناحق حق و انصاف ہے اما اولاً پس اسلیئے کہ یہ کہنا مولوی صاحب کا کہ اگر
تخلف عن الواجبات کو صحابہ کبار سے منتفی کرکے جفاۃ اعراب کے لیئے
ثابت کرین تو مورد حدیث متعین ہوتا ہے محض غلط ہے کیونکہ پہلے تخلف
عن الواجبات چاہتا ہے تعدد متخلفات کو اور جب جفاہ اعراب کے لیئے
ثابت کرینگے تو ضرور ہے کہ وہان بھی تعدد پایا جاوے حالانکہ بجز انکار ادائے
زکوۃ دوسرا کوئی واجب قرار نہین پاتا جس سے اونہونے تخلف کیا ہو
بخلاف صحابہ کبار کے کہ اگر اونکے لیئے تخلف عن الواجبات کا اثبات کیا جاے
جیسا کہ صاحب نہایہ فرماتے ہین تو وہ واجبات بھی متعدد و متکثر ہوتے ہین
جنسے صحابہ نے تخلف کیا ہے کما ھو فی الواقع مثل ترک زہد و توکل و قناعت
و احترام و رعایت حقوق اہلبیت و ابتلا بہ تنافس دنیاوی و بغض و حسد
و ظلم و ایذاے اہلبیت طاہرین جیسا کہ مابعد اسکے بتصریح تمام احداث
و تخلف اونکے واجبات سے مرقوم ہونگے پس فی الحقیقت بنا بر تحقیق
صاحب نہایہ و مجمع البحار مورد حدیث حوض متعین ہوتا ہے نہ تحقیق
مولوی صاحب پر کیونکہ مرتدین کا حکم ہے علیحدہ بیان ہوا ہے اور اونکے
لیے آیات و احادیث کثیرہ وارد ہین ازینجاست کہ علمانے اس حدیث کو

اونکے احکام واحوال مین نہین لکھا ہے اور اون لوگونکا بیان آیات قرآنی
مین صاف صاف آیا ہے جیسا کہ ازالۃ الخفا مین و تحفہ اثنا عشریہ مین
منقول ہے اور ان صحابہ کے لیے جو مورد حدیث حوض ہین آپ خود تحریر
فرماتے ہین کہ جناب رسالتمآب کو علم تفصیلی ان محدثین اور اونکے محدثات
کا نہ تھا پس بنا بر قاعدہ جمع و اتفاق ضرور ہے کہ اون مرتدین کو داخل
اون آیات و احادیث مین کرین جو اونکے بارے مین وارد ہوے ہین
اور مورد اس حدیث کے بہی بعض صحابہ کبار قرار دیے جائین دوسرے
یہ کہ اگر بعض صحابہ کبار کو مورد حدیث حوض نہ قرار دین تو دو صورت سے
خالی نہین ہے یا اونکو من جمیع الوجوہ جمیع عیوب و کل الزامات صغیرہ
و کبیرہ سے خارج کرین تو اس صورت مین ضرور ہے کہ قایل بعصمت اون
لوگون کے ہون اور کوئی اونکی عصمت کا مدعی نہین ہے اور نیز تکذیب
صحاح ستہ و جملہ احادیث و اخبار لازم آتی ہے کیونکہ بالیقین احادیث
و اخبار صحاح مین اونکے الزام و احداث مذکور ہین اور اگر اونکو من
جمیع الوجوہ جملہ عیوب سے مبرا نہ لین جو مفاد عدم اقرار بعصمت صحابہ
ہی تو پھر اس حدیث حوض کے مورد قرار دینے مین کیا عذر ہوگا کہ اس
صورت مین بخوبی تصدیق صحاح و اخبار و آثار بہی حاصل ہوتی ہے
تیسرے یہ کہ اگر جفاۃ اعراب کو متخلف عن الواجبات قرار دین تو لازم
آتا ہے کہ اجماع صحابہ کے بطلان کے قایل ہون و ہو کما ترى کیونکہ
صحابہ کو اول وہلہ مین بہ نسبت اونکے مقاتلہ کے تردد ہوا تھا بالاخر راے
ابوبکر کو قبول کرلیا جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے و فرقہ منع زکوۃ نمودند در
باب این جماعہ فقہاے صحابہ باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال

صفحہ ۳۳
ازالۃ الخفا

با ایشان جایز نباشد از انجمله عمر فاروق گفت الی ۲۰ قتال داعیہ کہ در قلب
حضرت صدیق ریختند بمنزلہ چراغی بود ہر کہ محاذی اومی افتاد بنور او منور
میشد تا آنکہ جموع عظیم از مسلمین مہیا برائے قتال شدند وسعی ہرچہ تمام تر
بکار بردند الخ جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بعد بحث و فحص اونکے مقاتلہ
پر آمادہ ہوئے اور درمیان منع صلوۃ و زکوۃ کی کوئی فارق نرہا جیسا کہ
شاہ عبدالعزیز بہی اسیکے قایل ہین اور خود مولویصاحب بہی اکثر علماسے
ناقل ہین کہ وہ لوگ مرتدین و مانعین زکوۃ کو ایک حکم مین قرار دیتے ہین
پس اگر اونکو مرتد نہ قرار دین بلکہ متخلف عن بعض الواجبات کہین تو یہ
مقاتلہ ناجایز و نادرست قرار پاتا ہے کیونکہ متخلف عن بعض الواجبات کے لئے
کہین حکم قتل کا نہین ہے ومن ادعی فعلیہ البیان چوتھے یہ کہ ہنوز یہ
امر خود غیر معین ہے کہ مرتدین عن الاسلام کون تھے اور مانعین زکوۃ کون
تھے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا کہ بعض لوگ اسکے قایل ہین کہ اوس زمانہ مین
بجز انکار زکوۃ کوئی اسلام سے مرتد ہی نہین ہوا جیسا کہ صاحب زین الفتے
وشاہ ولی اللہ وغیرہ کا کلام مذکور ہوا اور بعض قایل ہین کہ بعض لوگ بت
پرست ہوتے اور بعض مانع زکوۃ اور بعض مدعی نبوت پس دعولے
تعیین اس صورت مین کیونکر صحیح ہوگا اور خود دربارہ مالک جسکو مولویصاحب
یقینی مسلم بیان کرتے ہین انکے یہان اختلاف ہے جیسا کہ استیعاب مین ہے
وقد اختلف فی حال مالک بن نویرہ الخ لہذا ضرور ہے کہ مولویصاحب
اپنی تحریفوں کو ترک کرین اور تحقیق صاحب نہایہ و مجمع کو قبول فرماین
کہ اسوقت جملہ امور صاف و واضح ہوجاتے ہین کہ وہ مرتدین جو بدست
خلفا قتل ہوئے وہ مصداق دیگر آیات و احادیث ہین جیسا کہ شاہ ولی اللہ

وشاہ عبد العزیز نے لکھا ہے اگرچہ کچھ لوگ اوسمین مسلم ومومن خالص
بھی ہون اور مورد حدیث حوض وہی بعض افراد صحابہ کبار ہین فانہ
الحق امر واضح والصبح مسفر لا یحتج ثانیاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ
بطریق اولی معلوم ہوگا کہ کوئی صحابی کافر نہین ہوا گو خلاف واقع ہو
بہر صورت مگر بعد قطع النظر اس صورت مین اصحابی کہنا لغو ہوگا کیونکہ خود
شاہصاحب فرماتے ہین کہ کسی نے اہلسنت سے اونکو اصحاب نہین
کہا ہو اور آپ بھی مخصوصین کے سمجھنے کو لفظ اصحابی سے باقیماندہ
فرماتے ہین پس جب وہ بالاتفاق اصحاب نہین ہین تو اونکو اصحابی کہنا
کیونکر صحیح ہوگا لہذا ضرور ہے کہ انہین صحابہ کبار کے بعض افراد کو مورد
حدیث اصحابی قرار دین والا یلزم اللغویة فی کلام الحکیم اور نیز ہرگاہ
ان کبار صحابہ سے بالیقین تخلف عن الواجبات سرزد ہوئے تو کیا ضرور
ہو کہ تکذیب واقعات کیجاے ثالثاً ادعاے مشاکلت کلام علما ایس فی نفسہ
لغو ہے کیونکہ پہلے یہ ضرور نہین ہے کہ محض مشاکلت کے لیے تحقیق حق
ترک کر کے تقلید امر باطل کیجاے دوسرے آپکے بیان مشاکلت کلام علما
نہ کسی امر مین آجتک ہوی ہے نہ ہوگی خود اسی حدیث کے متعلق اقوال
علما کو ملاحظہ فرماے کسقدر اختلاف ہے کہ ایک کو دوسرے سے ربط
نہین چہ جائیکہ مشاکلت جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا تیسرے ہرگاہ درمیان
آپکے اور آپکے اوستاد شاہ عبد العزیز صاحب قوة قدسہ کے کلاسون مین بلکہ
مشاکلت نہین ہے باوصفیکہ علاوہ اتحاد ملت ومذہب قرابت اوستادی
وشاگردی بھی درمیان مین ہے اور ہمہ تن اصلاح شاہصاحب مین
مصروف رہتے ہین تو دیگر حضرات مین کیا امید کیجا سکتی ہے دیکھئے

مولوی صاحب مورد حدیث اصحابی مسلمین متخلفین عن الواجبات منکرین
زکوٰۃ کو قرار دیتے ہین اور بالخصوص مالک بن نویرہ کو اوسکا مصداق
بناتے ہین اور کفار و مرتدین کے مورد ہونیسے انکار شدید کرتے ہین
شاہصاحب بالکل نقیض اسکے اون لوگون کو مصداق اس حدیث
کا بناتے ہین کہ موت آنہا بر کفر شدیہ اول مخالفت ہے دوسرے شاہصاحب
فرماتے ہین اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق افادت بزیارت آنحضرت
مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خایب و خاسر شدند اور بالیقین
معلوم ہے کہ بنی حنیفہ و بنی تمیم مدعی نبوت ہوکر یقینی کافر و مرتد ہوئے
نہ منکر زکوٰۃ اور مولویصاحب خاص منکرین زکوٰۃ ہی کو مصداق اس
حدیث کا بناتے ہین تیسرے مولویصاحب مالک کا نام مصداق
حدیث حوض مین قرار دیتے ہین جو یقینی مسلم تہا اور شاہصاحب عیینہ
بن حصین کو مورد اسکا بناتے ہین جسکو یقینی کافر بیان کرتے ہین چنانچہ
بعبارت عربی حاشیہ مین فرماتے ہین و لا نك ان كان يشهد معه
المشاهد ويحضر المغازى المنافق لطلب الغنيمة والرقيق
الدين المرتاب والشاك وقد ارتد بعده اقوام منهم مثل عيينة
بن حصين الفزارى فانه ارتد ولحق بالطليحة بن خويلد الخ چوتھے
فی الواقع مشاکلت کلام علما مین جیسے اس صورت مین حاصل
ہوتی ہے کہ بعض صحابہ کبار کو مورد حدیث حوض قرار دین ہرگز ویسے
مشاکلت اوس صورت مین نہین حاصل ہوتی بلکہ اختلال عظیم اس
صورت مین لازم آتا ہی مثل اسکے کہ مرتدین مقتولین بید الخلفا کو مومن کہین اور خلفا
کو اس مقاتلہ مین ظالم و خاطی قرار دین اور تحقیقات علما کو جو دربارہ

ص ۶۶۰

اثبات ارتداد وکفر اونکی ہے حتی کہ تحقیق شاہصاحب کو بہی باطل کرین
اور صحاح ستہ وکتب معتمدہ سیر وتواریخ کو جو احداث وتخلف عن الواجبات
صحابہ سے مملو ہے باطل کرین پانچوین بالفرض اگر کلام کرمانی وغیرہ سے
مشاکلت نہو گی تو دیگر علما کے کلام سے مشاکلت ہو گی مثل محمد طاہر
گجراتی وصاحب مجمع البحار ومحقق دہلوی شاہ عبد الحق کے کہ انہونے
بکمال تصریح وتوضیح باتفاق اکثر علما اس حدیث حوض کو انہین کبار
صحابہ پر جو متخلف عن حقوق اہلبیت ہوے حمل کیا ہے چنانچہ شرح
مشکوۃ مین بذیل شرح حدیث اصحابی بعد ذکر احتمالات فرماتے ہین
یا مراد بردت رجوع از دین مسلمانی نیست بلکہ خروج از حد استقامت
در بعض حقوق وصلاح سریرت در بعض امور ورجوع از مرتبہ حسن
اخلاق وصدق نیت وتقصیر در بعض حقوق ورعایت اہلبیت ودر ادب
با ایشان بجہت ابتلا بدنیا وفتنہ چہ آنحضرت فرمودہ بود کہ من نمی ترسم
بر شما کفر وبت پرستی را ولیکن می ترسم از مداخلت دنیا وآفات آن
کذا قالوہ اور ظاہر ہے کہ حقوق اہلبیت مین تقصیر کرنے والے کبار
مہاجرین صحابہ تھے نہ جفاۃ اعراب جیسا کہ مابعد اسکے مذکور ہو گا اور یہ
امر خود بدیہی ہے کہ منع زکوۃ سے حقوق اہلبیت مین کسیطرح
کی تقصیر نہین ہوئی اسلئے کہ یقیناً صدقہ اونپر حرام ہے غایۃ ما فی الباب
یہ تقصیر مشترک ہو گی درمیان سایر مسلمین واہلبیت نبوی کی پس بنابر
قاعدہ مقبولہ مولوی صاحب کہ الحمل علی الاتفاق اولی من الحمل علی
الشقاق ضرور ہے کہ بعض صحابہ کبار پر محمول کیا جاے کہ اس صورت
مین اتفاق فریقین عظیمین حاصل ہو گا والاتفاق خیر من الشقاق اور

مشکوۃ ۱۹۷ مطبوعہ بمبئی

محقق صاحب کے کذا قالوہ سے معلوم ہوا کہ اور علما نے بہی ایسا ہی
کہا ہے پس کلام صاحب نہایہ کو اگر کرمانی سے مشاکلت نہو ہی تو کیا مضائقہ
شاہ عبدالحق و دیگر علماے کبار کے تحقیقات سے مشاکلت ہو ہی رالبعا
دو نون مقام مین ارتداد کو کفر پہ حمل کرنے سے نتیجہ بہت صاف نمایان
ہوتا ہے کہ کفر حقیقی کو صحابہ کبار سے سلب کرتے ہین اور جفاۃ اعراب
کے لیئے ایجاب فالامر ظاہر عند اولی الالباب خامسًا انحصار ارتداد
جفاۃ اعراب مین عموماً نہین ہے بلکہ بنا بر اعتبار صحابیت ہے اور جیسا
آپ اس انحصار مین گفتگو کرسکتے ہین ویساہی کلام انحصار تخلف عن
الواجبات مین ہے جیسے آپ جفاۃ اعراب مین محصور کرتے ہین جیسا کہ
کہا و متخلفین و مقصرین از انجمت مراد ندکہ در ملازمین و خواص اصحاب
کسی تخلف و تقصیر از واجبات نکرد و ایمعنی در قومی از جفاۃ اعراب کہ
بصیرتے نداشتند و از زمرہ مولفۃ القلوب بودند محصور گشتہ الخ
کیونکہ نہ کوئی عموم تخلف و تقصیر واجبات کو محض انکار زکوۃ مین منحصر
کرسکتا ہے چنانچہ آپ نے بہی فرمایا ہے کہ انکار زکوۃ فردیست از افراد
تخلف عن الواجبات اور نہ مقصرین و متخلفین کو محض جفاۃ اعراب
مین محصور کرسکتا ہے جیسا کہ اقوال علما سے مذکور ہوا کہ وہ کل اہل اہوا
و بدعت کو الی یوم القیامۃ متخلف و مقصر بیان کرتے ہین اور اصحابی
مین داخل کرتے ہین سعہ ذالک یہ کلام مولویصاحب کہ در ملازمین و خواص
اصحاب کسی تخلف و تقصیر از واجبات نکرد خود نہایت غلط ہے کیونکہ
خود مولویصاحب نے قبول کیا ہے کہ بعض صحابہ مبتلا بہ تنافس ہوے
اور اونسے احداث سرزد ہوے اور شاہ عبدالحق نے بتصریح تمام

مہاجرین کے احداث اور تقصیر حقوق کو قبول کیا ہے اور کف لسان کا
حکم دیا ہے مولویصاحب نے شاید تحفہ کو بھی نہ دیکھا جو آپ طعن پنجم
عثمان مین فرماتے ہین ونزد اہلسنت عصمت خاصہ انبیا ست صحابہ را
معصوم نمیدانند و لہذا حضرات امیر و شیخین بعض از صحابہ را حد زدہ اند و خود
جناب پیغمبر مسطح را کہ از اہل بدر بود و حسان بن ثابت را از بہر قذف گرفتہ
و کعب بن مالک و مرارۃ بن الربیع و ہلال بن امیہ را کہ ہر دو کس از ایشان حاضر
غزوہ بدر بودند در سزاے تخلف از غزوہ تبوک تا پنجاہ روز سطر دو منقصوب
داشتہ اند ماعز اسلمی را رجم فرمودہ اند بسیار یرا تعزیر و حد شرب خمر جاری فرمودہ انتہی پس
با وصف وقوع ایسے امور کے کبار صحابہ سے مولویصاحب کا یہ کہنا
در ملازمین و خواص اصحاب کسے تخلف و تقصیر از واجبات نکردہ کیسا
کذب صریح و تفوہ قبیح ہے بلکہ خود شاہصاحب بذیل اسی حدیث اصحابی
کے حاشیہ مین یہ حدیث نقل کرتے ہین عن حذیفہ بن الیمان قال قال
رسول اللہ یکون لاصحابی من بعدی زلۃ یغفرہا اللہ لہم
بسابقتہم معی الخ جس سے اثبات وقوع زلات و تخلف تقصیر
از واجبات صحابہ کے لئے بخوبی ہوا مگر اسپر بھی مولویصاحب بکمال ہوا
خواہی صحابہ تقصیر و تخلف عن الواجبات کو صحابہ سے کسیطرح قبول
نہ کرین تو اختیار ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ
فقد کفر کفراً سادساً طرفہ خبط ہے کہ فرماتے ہین اسیقدر سے مدعاے
مخاطب ثابت نہین ہوتا آپکے مخاطب کب اسکے مدعی ہین کہ اسیقدر
سے مدعا ثابت ہے بلکہ اونکے پاس سیکڑون دلیلین موجود ہین کہ جس
سے اونکا مدعا ثابت ہے اور اون دلیلون کی قوت و متانت کو

اس سے خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک دلیل کو اونکے آپ باطل نکرسیے تو اور ادلہ قاطعہ وبراہین ساطعہ کو کیونکہ باطل کرسکتے ہین ع
قیاس کن زگلستان من بہار مرا ❊ بالجملہ شکر خدا کہ مولویصاحب نے اس دلیل کے استحکام ومتانت کو ملجا ومجبور ہوکر قبول کرلیا اور عاجز وناچار ہوکر یہ فرمایا کہ فقط ایسے دلیل سے مدعا ثابت نہین ہوتا ہے وسخافتہ مما یضحک علیہ الثواکل فضل عن الافاضل سابعاً
ایجاد واسطہ ایمان واخلاص طرفہ امر ہے الحق یا صاحب نہایہ ومجمع البحار کب اسکے منکر ہین اگر وہ منکر ہوتے تو اسقدر تدقیق وتحقیق کی کیا حاجت تہی یہ تو عین مدعا اونکا ہے کہ بعض صحابہ کامل الایمان والاخلاص تھے جو مورد ہزاران فضائل ومناقب ہوے اور بعض مرتد عن الاسلام ہوے اور بعض مرتد بمعنی متخلف عن الواجبات خصوصًا حقوق واجبہ اہلبیت طاہرین سے جو مورد اس حدیث حوض کے ہوے ھذا مع تسلیم وجود الواسطۃ والّا فانّہم ینکرون الوسطۃ ثامنًا جس امر کو مولویصاحب باقیماند فرماتے ہین یعنے چون پیغمبر انہار ا باصحابی تبشیر فرمود می باید کہ اخص خواص متخلف باشند وہ بحال باقی وقایم برقرار ہے جسکو کوئی دلیل آپ کی قطع نہین کرسکتے اور اس احتمال کی خلش نے آپکے علما کو ایسا بیچین ومضطر وپریشان کیا کہ ایسے اختلافات شدید مین مبتلا ہوے کہ کسیطرح اس الزام کو رفع کرین الیچی گری سے صحابیت ثابت کی گاہے محض ہوا بدعت سے الی یوم القیامۃ جنس صحبت عطا ہوی آخر کو صاحب نہایہ محدث جزری ومجمع البحار محمد طاہر گجراتی

وشاہ عبد الحق نے جب دیکھا کہ کوئی تاویل کوئی حیلہ کارگر نہین ہوتا
طوعاً وکرہاً قبول کرلیا کہ اخص خواص صحابہ کبار اس حدیث کے
مورد ہین کما ہو مفاد تقریرا تہم ومقتضی عبارا تہم تا سعاً جس
امر سے مولوی صاحب نے قطع نظر کیا ہے پس وہ امر فی الواقع قابل
قطع نظر واغماض بصر ہے کیونکہ بفرض تسلیم محال مضرت اوسکی زیادہ
تر مضر اہلسنت ہے کما عرفت من استقصاء الالزام واستیفاء الانتقام
بل من نفس کلامك ایہا الحبر العلام حیث حملتہ علی الجدل
والهزل فی صدر منتہی الکلام والجدل ساقط عن الاعتبار
والالتفات عند الاعلام بل الخصوص والعوام فتبینہ وبالغ ذلك
لعل اللہ یہدیك الی سبل السلام والاسلام لیکن دلیل ثانی
جسکو مولوی صاحب باین عبارت تحریر فرماتے ہین اما ثانیا پس برخیال
مولف لازم می آید کہ ارتداد شرعی در قلیلے از جفاۃ اعراب محصور باشد
وقبل ازین گذشت کہ این ارتداد در بسیارے از اقوام اعراب پدید
آمد بلی تخلف از واجبات شرعیہ مثل زکوۃ از بعض جفاۃ اعراب
صادر شدہ بالجملہ انطباق عبارت انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب
برین صورت اسانست بخلاف اول انتہی پس نہایت واہی ہے اما
اولاً پس یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے یہ حصر در قلیلے
از جفاۃ اعراب کس کلام سے استخراج کیا ہے جو یہ الزام لگاتے
ہین مگر بہر کیف یہ امر خود آپکے تمامی منتہی الکلام سے ثابت ہے کہ مرتد
شرعی قلیل تھے چنانچہ اپنے انہین تین آدمیون کو مرتد شرعی مین
شمار کیا ہے مسیلمہ کذاب طلیحہ بن خویلد اسود عنسی حالانکہ مسیلمہ کذاب کو

ص ۱۷۲ منتہی الکلام

صاحب تفسیر القاری نے منجملہ مانعین زکوۃ شمار کیا ہے کما مر پس اب مرتد شرعی دو ہی قبیلے رہے طلحہ بن خویلد اور اسود عنسی ثانیاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ این ارتداد در بسیاری از اقوام اعراب پدید آمد مخالف ہے اون تحقیقات کی جو مولویصاحب نے لکہا ہے کہ مرتد شرعی تین ہی قبیلے تھے اور سابقاً تحقیقات شاہ ولی اللہ وصاحب زین الفتی سے مذکور ہوا کہ سبب کا ارتداد بوجہ منع زکوۃ تہا اور قبل از حارث جو عہد خلیفہ دوم مین نصرانی ہوا کوئی اصل اسلام سے مرتد نہین ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ارتداد اونکا منحصر تہا منع زکوۃ مین و مع قطع النظر ان امور سے عرض کرتا ہون کہ ہرگاہ شاہصاحب نے اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم ہے کو مورد حدیث حوض بنایا تو اب قلت و کثرت مرتدین سے کیا بحث ہے ثالثاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ بلی تخلف از واجبات شرعیہ مثل انکار زکوۃ از بعض جفاۃ اعراب صادر شدہ ناظرین کو زعفران زار کشمیر کے سیر دکہاتا ہے سبحان اللہ کہین تو مولویصاحب منکرین زکوۃ کے تقلیل کے قایل ہوتے ہین اور کہین تکثیر ثابت کرتے ہین اس تناقض و تہافت کا کیا علاج ہے بالجملہ یہان مولویصاحب نے اقرار کیا کہ مرتدین یعنی منکرین زکوۃ قلیل تھے حالانکہ قبل اسکے بجواب کلام جناب سید مرتضی رضی اللہ عنہ درپے تکثیر منکرین زکوۃ ہوئے چنانچہ فرماتے ہین بعضے از روایات کتب فریقین کہ اشعار و دلالت بران دارد کہ غیر از بنو حنیفہ بعضے دیگر نیز پیروی مالک امامیہ اختیار کردند باید شنید بعد اوسکے اپنے اوستاد کے کلام سے ناقل ہین و دیگر فرقہ ہای اعراب کہ تفصیل آنہا طول دارد مرتد شدہ بودند و انکار زکوۃ میکردند انتہی

تفسیر الف
صحیح بخار
مطبع نولک

صـ ۱۰۰

پھر کہا اکنون در ثبوت این امر کہ بعضی دیگر غیر از بنی یربوع مہلات ست
مالک بن نویرہ گردیدند کدام حالت منتظرہ باقی ماندہ و در صحت قول
صاحب تحفہ و کذلک سائر اہل الردہ چہ تردد و شبہہ را مجال و گنجایش
است اور دوسرے مقام پہ فرماتے ہین لہٰذا بر یک روایت
فاضل نیشاپوری تفسیر آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم
عن دینہ الآیہ لنقل فرمودہ اکتفا می نمایم مفسر مذکور بعد ذکر چندے از اہل
ارتداد مثل عنسی ذو الحمار و مسیلمہ کذاب کہ در اجزاء سابقہ از کتب سیر
پارہ از حال کثیر الاختلال انہا سمت گذارش یافتہ می نویسد و سبع فی
عہد ابی بکر رض فزارۃ قوم عیینہ بن حصین و غطفان قوم مرۃ بن
سلمہ القشیری و بنو سلیم قوم الفجاءۃ بن عبد یالیل و بنو یربوع قوم مالک
بن نویرۃ و بعض بنی تمیم و قوم سجاح بنت المنذر المتنبیۃ التی
زوجت من مسیلمۃ الکذاب و کندہ قوم الاشعث بن قیس
و بنو بکر بن وائل بالبحرین قوم حطم بن زید و حاربہم ابوبکر
یعنے سات قبیلے عہد ابوبکر مین مرتد ہوئے قوم عیینہ بن حصین و غطفان
و بنو سلیم و بنو یربوع و بعض بنی تمیم و کندہ قوم اشعث بن قیس و بنو بکر بن وائل
قوم حطم بعد اسکے کہا و فقیر خاکسار اندی از علماء شیعیان
سبہ تحفہ قادر سمے بینم کہ با وجود عدم تعداد مانعین زکوٰۃ و امثال
انہا کہ در کلام مولانا نظام الدین نیشاپوری نقلا عن تفسیر الامام
الرازی رحمۃ اللہ علیہما تفصیل شان گذشت استیعاب این سیزدہ
قوم نماید الخ بالجملہ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مانعین زکوٰۃ کی تعداد
اس کثرت سے تھی کہ مولویصاحب کے نزدیک کوئی قادر نہین ہے

صفحہ ۱۲۱

کہ تعداد اونکی بیان کرسکے وکیف لا شاہ ولی اللہ وغیرہ نے لکھا ہے
کہ بجز مکہ مدینہ وجواثا کے لوگون کے سب بوجہ منع زکوٰۃ مرتد ہوے پس
یہ قول مولویصاحب بلی تخلف از واجبات شرعیہ مثل زکوٰۃ از بعض
جفاۃ صادر شد غلط ہوا اور خود اس تقریر سے کثرت ثابت ہے کیونکہ
واجبات کے افراد کثیر ہین کہ منجملہ اونکے ایک زکوٰۃ کو مولویصاحب نے
لکھا ہے کہ بعض جفاۃ سے سرزد ہوا پس اور واجبات سے تخلف جو اون
لوگون سے سرزد ہوا تو وہ بہی داخل اس حدیث کے ہونگے فلتدبر الجمیع
الغافل نتیجہ جو اس قلت پر مولویصاحب نے متفرع کیا تہا وہ بہی
غلط ہوا یعنی انطباق عبارت انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب
برین صورت اسان بخلاف اول کیونکہ قلت اون منکرین زکوٰۃ کے
باطل ہوی اور یہ کل تقریرین بنا بر تسلیم وفرض کے ہے والا نہ کلام
صاحب نہایہ ومجمع مین قلت کا وجود ہی نہین ہے کہ تاویل کی حاجت
ہو کیونکہ صاحب نہایہ نے کہین دعوے قلت کا نہین کیا ہے اور
نہ تصغیر اصحابی کو مانا ہے اونکی تقریر بقطع نظر ان امور سے ہے
پس مرتدین خواہ قلیل ہون خواہ کثیر مفاد حاصل ہے اور اونکے
نزدیک جملہ مرتدین کا ایک حکم ہے خواہ منکر زکوٰۃ ہون خواہ مرتد
عن الاسلام مقصود اونکا یہی ہے کہ یہ حدیث بعض مخصوصین صحابہ
کبار کے بارے مین ہے نہ مرتدین کے جو جفاۃ اعراب سے تہے
والا علی اعقابہم کے قید لغو ہوتی اور صحابہ سے کوئی مرتد ہی نہوا جنکے
بارے مین یہ حدیث ہوسکے پس ضرور ہے کہ ارتداد سے تخلف
عن الواجبات مراد ہو جنکی صحابہ مرتکب ہوے وہو المطلوب

لیکن دلیل ثالث یعنے قولہ اما ثالثاً پس دلیلی کہ برارادہ معنی کفر در ہر دو مقام خیال کرد قبول کردنیست زیرا کہ بعد تصریح بہ معنی کہ از ارتداد تخلف مرادست ضرورتے نیست کہ ہر جا قید علی اعقابہم اضافہ کنند وتکیہ کلام خویش گردانند بلکہ میتوان گفت کہ صاحب نہایہ جائیکہ ردت لفر بعد از تصریح درین عبارت کہ ارتداد بر تخلف محمول ست ارادہ کرد ردت را مضاف بکفر نمود وصاحب مجمع البحار لاعن الاسلام اورا حیث قال وفی حدیث الحوض لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم اے متخلفین عن بعض الواجبات لاعن الاسلام الخ پس باین قرینہ معلوم شد کہ در ہر دو مقام نفی واثبات ہمان تقصیر وتخلف مرادست کہ سخن دران میرود لاغیر والاظہر ان بود کہ میگفتند لم یکفر احد من اصحابہ بعدہ وانما کفر قوم من جفاۃ الاعراب مثلاً انتہی پس خرافت اس تقریر کی ظاہر ہے کیونکہ اولاً مآل دونون کا واحد ہے خواہ متخلفین عن بعض الواجبات صرف کہین یا بنظر مزید توضیح لاعن الاسلام بہی اوسکے ساتھ اضافہ کرین ثانیاً اوس قرینہ کو مولویصاحب نے نہین بیان کیا جو مشار الیہ باین قرینہ معلوم شدہ کا ہوسکے اگر اضافہ لفظ لاعن الاسلام کو قرینہ سمجہا ہے تو برین عقل ودانش بباید گریست اب ہم خود آپ ہی کو حکم بدیتے ہین کہ اگر صرف متخلفین عن بعض الواجبات صاحب نہایہ نے کہا تو کیا مولویصاحب اوس سے مرتدین عن الاسلام سمجہتے ہین علاوہ بران خود ہی سابقاً مولویصاحب ناقل ہین کہ صاحب نہایہ نے ردہ کو مضاف بسوی کفر کیا اور صاحب مجمع نے

لاعن الاسلام اضافہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ اس ردہ کفری یا عن الاسلام
کو ایک کیواسطے یعنے جفاۃ اعراب کے لئے ثابت کیا اور اصحاب سے نفی کیا
اور تخلف عن الواجبات کو صرف اصحاب کے لئے ثابت کیا وہو المطلوب
رابعاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ لم یکفر احد من الصحابۃ کیون نہ کہا پس دلیل
کمال علمی حضرت مخاطب ہے کہ ہنوز ردہ وکفر مین اونکو فرق نہین معلوم
ہوا بعد اسلام وہ لوگ مرتد ہوے تھے یا کافر اور چونکہ نفس حدیث شریف
مین لفظ ردہ وارد ہے اسوجہ سے اسکی حاجت ہوئی فتعلم لیکن دلیل

ص ۲۷۱

رابع لقولہ اما رابعاً الخ پس چونکہ مولویصاحب بکمال طوالت بیان کرتے
ہین کہ بالفعل شروع بخاری خاص کر شرح کرمانی ہمکو ملی اور اوس سے بہی
تقویت احتمال اول کے ہوئی الخ لہذا یہ کلام نہ قابل نقل ہے نہ لایق
التفات کیونکہ یہ وہی عبارت کرمانی ہے جسکا حال سابقاً مذکور ہوا چونکہ
ہمکو کوئی عذر اسمین نہین ہے کہ کرمانی اسی کے قایل ہین کہ مراد اس حدیث
سے وہی جفات اعراب ہین لہذا نہ محتاج تردید ہے نہ لایق التفات
خصوصاً درصورتیکہ سابقاً مقصود کرمانی کو باطل کر چکے پس یہ تطویل
مولویصاحب خالی از تحقیق ہے بہرکیف کرمانی کی عبارت سے نہایۃ
کے کیونکر تائید ہوگی کیا محدث جزری وگجراتی یہ نہ کہین گے ہم الرجال
نحن الرجال بالجملہ ہر عالم اور مجتہد اپنی اپنی تحقیقات کا مالک ہے اوسکو کچہہ
ضرور نہین ہے کہ تقلید کرتا پھرے پہلی مولویصاحب محدث جزری
کا مقلد کرمانی ہونا ثابت کرین تب یہ دعوے پیش کرین وہو غیر ممکن
اور دلیل شافی وبرہان کافی اسبات پر یہ بہی کہ کرمانی وغیرہ نے برارت
صحابہ پر تخلف عن الواجبات سے الحمد للہ رب العالمین کما بخلاف

محدث جزری و محمد طاہر گجراتی سے کہ چونکہ حسب تحقیقات انکی وہی صحابہ کبار کے بعض افراد مصداق احداث قرار پائی اور ارتداد بمعنی تخلف عن الواجبات مین مبتلا نظر آئی لہذا الحمد للہ نہ کہا اور بات بھی ایسی ہے ہی کہ اسپر شکر نکرین پس بخوبی معلوم ہوا کہ تحقیقات دونون کی علیحدہ علیحدہ ہین نہ واحد و ہذا آخر الکلام فیما یتعلق بہذا المقام پس الحمد للہ کہ کلام محدث جزری صاحب نہایہ اور محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار سے ثابت ہوا کہ مورد اس حدیث اصحابی کے صحابہ کبار کے بعض افراد ہین نہ منکرین زکوۃ جنکے ارتداد پر صحابہ خصوصاً خلیفہ اول کا اجماع ہوا اور جو کچھہ اجمال یا گنجلک یا خفا ان دونون کلامون مین تھا وہ سکوفا فضل ابن روزبہان نے صاف کر دیا اور رگ ریشہ تک کو مولویصاحب کی قطع کر دیا ہر چند آخر مین خود بھی بلحاظ شرکت تعصب مذہبی کرمانی کے ہم آواز ہوے چنانچہ اپنی ابطال الباطل مین بعد نقل عبارت جناب علامہ حلی رح وذکر چند احادیث فضایل و مناقب صحابہ صحیحین وغیرہ سے بجواب جناب علامہ لکہتے ہین ما ر وی من الجمع بین الصحیحین ان رسول اللہ یقال لہ لا تدری ما احدثوا بعدک فاتفق العلماء ان ہذا فی اہل الردۃ الذین ارتدوا بعد وفاۃ رسول اللہ صلعم وہم کانوا اصحابہ فی حیوتہ ثم ارتدوا بعدہ ویدل علیہ الاحادیث والاخبار التی ستذکر بعد ہذا ولا شک ان ہذا لم یرد فی شان جمیع اصحاب محمد صلعم بالاجماع لان فیہم من لم یتغیر ولم یبدل بعدہ بلا خلاف فہو من اہل النجاۃ بلا نزاع فان ارید بہ من بدل بعض التبدیل ولم یبلغ الارتداد فلیس فی الاصحاب الا من بدل

بعض التبديل فيرجع الوعيد الى الاكثر فلزم ان لا يهتدى بهديٖ الا نفر محدود فى كل عصر من الاعصار وهذا ينافى ما ذكره رسول الله من كثرة امته يوم القيامة وانه يباهى بهم الامم كما ورد فى صحاح الاحاديث وان اريد به التبديل الى حد الكفر فهو عين المدعى فلزم من هذه المقدمات ان هذا الحديث وامثاله فى هذا الباب واردة فى شان اهل الردة كما قاله العلما انتهى اور اس تحریر دلپذیر سے بوجوہ عدیدہ تائید ہماری مطلوب کے ظاہر ہے پہلے یہ کہ کہا وہ لوگ جنکے بارے مین یہ حدیث وارد ہے اصحاب آنحضرت تھے بعد اوسکے مرتد ہوگئے عین دعوے اہلحق ہے کہ جو لوگ حیات آنحضرت مین زمرہ صحابہ سے شمار کیے جاتے تھے اونہین لوگون سے کچھہ لوگ بعد وفات حضرت مورد لعن وطعن و مصدر عذاب جبار و قہار ہوے پس وہ کلیہ اہلسنت کہ الصحابة کلّہم عدول اور مطلق صحابیت کا موجب مدح وثنا ہونا باطل ہوا اور اسیطرح اگر دیگر صحابہ بہی مصدر لعن وطعن ہون تو کونسا امر تعجب خیز ہے جو اہلسنت واسطے فریب دہی عوام کے حیلہ صحابیت پیش کرتے ہین کہ بہلا صحابی رسول سے کبہی ایسے امور ہوسکتے ہین چنانچہ اسی بنیاد پر شاہصاحب نے عقل اہلحق کو مورچہ سے بہی کم قرار دیا کہ حضرت سلیمان کی فیض صحبت کا یہ اثر ہوا کہ مورچون نے اپنی قوم کی تعلیم کی اور خاتم النبیین افضل المرسلین کی صحبت کا یہ بہی اثر نہو کہ صحابی آپ کے ظلم وفسق وفجور سے محفوظ رہین الى غير ذلك من التقريرات پس اس تقریر نے شاہ عبد العزیز کی اوس دمدمہ کو گرادیا جسمین خود شاہصاحب نے

ان مرتدین کو شرف صحابیت سے خارج کیا تھا اور کہا کہ کوئی اہلسنت
سے اونکو اصحاب نہین کہتا دوسرے یہ کہ فاضل مذکور کہتے ہین
کہ باتفاق علما وہ مرتدین صحابہ رسول تھے اور احادیث کثیرہ واخبار
شہیرہ اسپر دال ہین پس اس سے حکم ستذ ذیعنے بعض علما کا قایل
بصحابیت مرتدین مذکورین ہونا بھی باطل ہوا کیونکہ یہ امر باتفاق علما
واخبار کثیرہ ثابت ہے تیسرے یہ کہ فرماتے ہین یہ حدیث تمامی صحابہ کے
حق مین نہین وارد ہے کیونکہ بعض اصحاب سے ایسے ہین جن سے
کوئی تبدیل وتغییر نہین واقع ہوگے اور وہ لوگ بلانزاع اہل نجات سے
ہین پس معلوم ہوا کہ صحابہ مقبول فریقین اس الزام سے بری ہین اور
بلانزاع وبلاخلاف وہی اہل نجات سے ہین اور وہ لوگ نہین ہین
مگر امثال حضرت ابوذر وسلمان فارسی ومقداد وعمار وغیرہ کہ عند الفریقین
مقبول وممدوح ہین اونکو فاضل مذکور انطباق سے اس حدیث کی
خارج کرتے ہین تو اب ساری فضولی مولوی حیدر علی کی مسلک ثانی مین
باطل ولغو ہوگئے کہ خود اہلسنت مخالف اجماع کو باطل قرار دیتے ہین
چوتھے یہ کہ فاضل مذکور کہتے ہین کہ اگر مقصود یہ ہے کہ جستے کچھہ بھی
تبدیل کیا ہو اگرچہ حد ارتداد پر نہ پہونچا ہو وہ اسمین داخل ہین تو اصحاب
مین بہت کم لوگ ایسے ہین جنھونے کچھہ تبدیل نہ کیا ہو تو اس صورت
مین وعید اکثر صحابہ کیطرف راجع ہوتا ہے پس اس سے مولوی صاحب
کی تاویلین کلام محدث جزری مین اور بھی باطل ہو گئین کیونکہ مولوی صاحب تو
کہتے ہین کہ الحمد للہ کبار صحابہ سے کوئی تبدیل وتغیر وتاخیر از حقوق
واجبہ سرزد نہوئی اور ابن روزبہان ہانک پکار کر کہتے ہین کہ سوائے

اون صحابہ کی جو مجمع علیہم اور مقبول فریقین ہین کوئی صحابی ایسا نہین ہے
جس سے تبدیل و تغیر نہین ہوی پس الحمد للہ کہ خود ابن روزبہان
کی تقریر سے ثلاثہ و معاونین کا اونکے جو لقینی مقبول الفریقین اور مجمع
علیہ طرفین نہین ہین بلکہ خود ایک فریق کے نزدیک بہی مبرا عن الخطا
والزلل نہین ہین مصدر تبدیل و تغیر و تاخیر و تخلف عن الحقوق الواجبہ ہونا
ثابت و ظاہر ہوا باقی جو فاضل مذکور استعجابا کہتے ہین کہ اس بنیاد پر
لازم آتا ہے کہ وعید راجع بہ اکثر ہوا اور فیض قدم سے آنحضرت کی ہدایت
بہت کم لوگون کو ہوی ہو حالانکہ خود حضرت نے اکثر احادیث مین
خبر دی ہے کہ اسقدر ہماری امت ہوگی بروز قیامت کہ ہم دیگر انبیا
کی امتون پر فخر و مباہات کرینگے پس یہ استعجاب حضرت کا خود عجیب
ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا تہتّر فرقے ہونگے ہماری امت کے جنمین
ایک ناجی ہوگا باقی ناری اور کہا تسے معلوم ہوا کہ یہ فخر اوسیوقت کی
امت موجودہ و صحابہ حاضرین کی نسبت ہے ممکن ہے کہ حضرت کے
بعد یہ کثرت مع ہدایت آپ کی امت مین ہو جیسا کہ خود حضرت نے
امت مابعد کو حاضرین صحابی سے افضل فرمایا ہے اور باتفاق فریقین
مسلم ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے زمانہ مین تمامے
روے زمین ایک مذہب ہوگا اور سب اخیار و ابرار ہونگے نہ منافق
و اشرار پانچوین فاضل مذکور کہتے ہین کہ اگر تبدیل سے مراد وہ تبدیل
ہے جو حد کفر پر پہونچے ہو تو یہ عین مدعی ہے پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث
اہل ردہ کے بارے مین وارد ہے مگر چونکہ خود مولوی صاحب نے
اس احتمال کو یعنے یہ کہ یہ حدیث اون مرتدین مین وارد ہے جو کافر

ہوے باطل کیا ہے لہذا کوئی حاجت اسکی ابطال اور تردید کی نہین ہے
فان الباطل باطل پس الحمد للہ کہ فاضل فضل ابن روزبہان نے مولویصاحب
کے کل اباطیل کو باطل کردیا کہ اکثر صحابہ کے تبدیل و تغیر کو بخوبی ثابت
کیا اور جو کچھ اس عبارت مین گنجلک تہی اوسکو محقق دہلوی اہلسنت
شاہ عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین باتفاق علما صاف کردیا کہ مورد
اس حدیث اصحابی کے وہی صحابہ ہین جنہوں نے حقوق اہلبیت مین کسیطرح
کی تقصیر کیا اور مودۃ القربی ایسے واجب کے بجا آوری مین کسی طرحکا
تخلف کیا کما مر و سیجی فیما بعد انشاء اللہ فالحمد للہ حمدا جزیلا علی
ما ظهر الحق و لاح فاطفت السراج وقد طلع الصباح اور ہرگاہ
یہ ادلہ ساطعہ و براہین قاطعہ جو واسطے ابطال تقریرات اہل ضلال کے
ذو الفقار حیدر اور سیف اللہ الاکبر ہین ملاحظہ ارباب انصاف مین
در آئی تواب اور ادلہ کو ملاحظہ کرنا چاہیے جس سے طرق استدلال
اہلحق ظاہر اور حجت خدا سب پر واضح و باہر ہوجاوے وقد جاء
الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا فالحمد للہ کما هو
اهله والصلوة والسلام علی محمد واهله تم الحصة الثانیه
من حصص سیف اللہ الاکبر ویتلوها المجلد الثالث انشاء اللہ تعالی